websit: www.dailybaakhabar.com E.mail:baakhabarquetta42@gmail.com

MEMBER APNS | بے شک اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور باخبر ہے (القرآن) | ABC CERTIFIED

روزنامہ باخبر کوئٹہ
THE DAILY BAAKHABAR QUETTA
بانی اکرام اللہ خان

جلد 30 | اتوار 20 ستمبر 2026ء بمطابق 07 ربیع الثانی 1448ھ قیمت 20 روپے | شمارہ 257

بلوچستان میں سیکیورٹی فورسز کی کارروائیاں، گیارہ دہشت گرد ہلاک

پنجگور کے علاقے گوارگو میں کارروائی کے دوران 5 دہشت گرد ہلاک ہوئے، ہلاک دہشت گردوں کے قبضے سے بڑی مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود برآمد کیا گیا' سرچ آپریشن جاری ہے

چاغی کے علاقوں امین آباد اور سیاہ چنگ میں بھی دہشت گردوں کے خلاف موثر کارروائیاں کی گئیں، جن میں 6 دہشت گرد ہلاک ہوئے' آپریشن آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جاری رہے گا' سیکورٹی ذرائع

راولپنڈی (نیوز ڈیسک) سیکیورٹی فورسز نے آپریشن ردالفتنہ 3 کے تحت بلوچستان میں دہشت گردوں کے خلاف کارروائیاں کرتے ہوئے 11 دہشت گردوں کو ہلاک کردیا۔ سیکیورٹی ذرائع کے مطابق پنجگور کے علاقے گوارگو میں کارروائی کے

بقیہ نمبر 01 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

دہشت گرد عناصر کے مذموم عزائم کو ہر سطح پر ناکام بنایا جائے گا، وزیر اعلیٰ

دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لیے ریاستی ادارے اور قوم متحد ہیں قوم اپنے بہادر سپوتوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے

پنجگور میں کامیاب کارروائیوں پر سیکیورٹی فورسز کو خراج تحسین' قوم سیکیورٹی فورسز کی قربانیوں اور خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے

کوئٹہ (خ ن) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے آپریشن ردالفتنہ 3 کے تحت بلوچستان کے اضلاع پنجگور اور چاغی میں فتنہ الہندوستان کے دہشت گردوں کے خلاف کامیاب کارروائیوں پر سیکورٹی فورسز کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے کہا

بقیہ نمبر 05 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

کوہاٹ پولیس لائن مسجد دھماکہ، سیکیورٹی فورسز کا آپریشن مکمل، 7 حملہ آور ہلاک

فجر کے بعد کمانڈوز کی کارروائی، پولیس لائن میں چھپے آخری دو خودکش حملہ آور بھی ہلاک

کوہاٹ (آن لائن) کوہاٹ پولیس لائن مسجد میں دھماکے کے بعد سیکیورٹی فورسز نے سرچ اور کلیئرنس آپریشن مکمل کرلیا، کارروائی کے دوران پولیس لائن

بقیہ نمبر 06 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

کراچی، شہریوں کی بڑی تعداد رعایتی نرخوں پر پیٹرول کے حصول کیلئے پمپ پر جمع ہے

پاکستان میں ہونیوالے دہشت گردی کے واقعات میں 80 فیصد کے قریب بمبار افغانی ہیں، طالبان رجیم دہشتگردی روکنے کیلئے موثر اور مثبت کردار ادا کرے

افغان سرزمین دہشتگردی کیلئے استعمال ہو رہی ہے، ترجمان پاک فوج

دہشت گردوں کو عوامی حمایت حاصل نہیں اور وہ اپنے نظریے کو طاقت کے ذریعے مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں افغان طالبان حکومت دوحہ معاہدے کے تحت کیے گئے وعدوں پر عمل درآمد نہیں کرتی تو پاکستان کو اپنے دفاع کا مکمل حق حاصل ہے

اسلام آباد مفاہمتی یادداشت پاکستان کی مسلسل، انتھک اور مخلصانہ سفارت کاری کے نتیجے میں طے پائی خطے میں امن کے لئے اس یادداشت پر عملدرآمد کرانے کے لئے پرعزم ہیں' لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری کا عرب نیوز کو انٹرویو میں اظہار خیال

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک + نیوز ایجنسیاں) ترجمان پاک فوج لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری کے عرب نیوز کو دیئے گئے انٹرویو کی مزید تفصیلات سامنے آگئیں۔ ان کا کہنا ہے کہ افغان سرزمین دہشتگردی کے لئے استعمال ہورہی ہے۔ اسی فیصد کے قریب بمبار افغانی ہیں، طالبان رجیم دہشتگردی روکنے کے لئے موثر اور مثبت کردار ادا کرے۔ افغان طالبان حکومت دوحہ معاہدے کے

بقیہ نمبر 02 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

قندھار، قطر کے اعلیٰ سطحی وفد کے سربراہ رحمہ بن خمیس الکبیسی وفد کے ہمراہ طالبان قیادت سے ملاقات کررہے ہیں

حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اہم رابطہ، محسن نقوی سے ملاقات کی تصدیق

ملاقات میں بانی پی ٹی آئی، لانگ مارچ اور دیگر معاملات پر تفصیلی گفتگو ہوئی، علامہ راجہ ناصر عباس

اسلام آباد (آن لائن) سینیٹ میں اپوزیشن لیڈر علامہ راجہ ناصر عباس نے وفاقی وزیر داخلہ محسن نقوی

بقیہ نمبر 04 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

نارووال، وفاقی وزیر منصوبہ بندی احسن اقبال ٹیکنیکل کالج میں تقریب سے خطاب کررہے ہیں

امریکا تسلیم کرے جنگ کا نیا دور شروع ہو چکا ہے

جدید ترین امریکی جنگی طیارے اب ایرانی حملوں سے محفوظ نہیں رہیں گے، محمد باقر قالیباف

جو چیز پہلے ایک خوفناک خواب تصور ہوتی تھی وہ اب روزمرہ کی حقیقت بن چکی ہے' وہ دور شروع ہو چکا ہے جب امریکی F-35 اور F-15 جنگی طیارے شکار بنیں گے' سپیکر ایرانی پارلیمنٹ

امریکا کو ان کے نقصان کی اطلاع بھی دنیا کو خود دینا پڑے گی' سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر امریکی محکمہ دفاع کے انسپکٹر جنرل کی کانگریس کو پیش کردہ رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے پیغام

تہران (آئی این پی) ایرانی پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر قالیباف نے دعویٰ کیا ہے کہ امریکا کے جدید جنگی طیارے اب ایرانی حملوں سے محفوظ نہیں رہے ہیں اور ٹرمپ کو یہ حقیقت تسلیم کرنا ہوگا۔ ایرانی میڈیا کے مطابق ان خیالات کا اظہار چیف مذاکرات کار اور پارلیمنٹ کے اسپیکر محمد باقر قالیباف نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس پر امریکی محکمہ دفاع کے انسپکٹر جنرل کی کانگریس کو پیش کردہ رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کیا۔ محمد باقر قالیباف نے کہا کہ ایران جنگ کے دوران امریکا کے جنگی طیارے F-35 اور F-15 کے نقصان کی اطلاعات اس بات کا ثبوت

بقیہ نمبر 03 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

پی ٹی آئی کو کان پکڑ کر سمجھانا نہیں چاہتے، طلال چودھری

27 ستمبر کی تاریخ آئے گی تو پتا چل جائے گا کہ ریاست اپنی رِٹ کس طرح قائم کرتی ہے

اسلام آباد (آئی این پی) وزیر مملکت برائے داخلہ طلال چودھری نے کہا ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ پی ٹی آئی کو اس دفعہ اسلام آباد آنے پر کان پکڑ کر سمجھائیں۔ ایک ٹی وی پروگرام میں بات چیت کرتے ہوئے طلال چودھری نے کہا کہ 27 ستمبر

بقیہ نمبر 25 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

وزیراعظم فیول ریلیف سکیم کا دائرہ کار وسیع، رکشہ صارفین کو بھی اضافی سہولت ملے گی

پانچ لیٹر سے کم پٹرول ڈلوانے والے موٹر سائیکل، چنگ چی اور رکشوں کو بھی ایک ٹوکن پر ایک ہفتے میں پانچ سو روپے کی رعایت ملے گی

ہفتہ وار ایک ٹوکن جاری کیا جائیگا اور ایک مہینے میں مجموعی طور پر 4 ٹوکن جاری کیے جائیں گے، گاڑی والے کو ایک مہینہ میں 10 لیٹر کے 3 ٹوکن جاری ہونگے

اسلام آباد (آن لائن) وزیراعظم محمد شہباز شریف نے ملک بھر میں جاری وزیراعظم فیول ریلیف سکیم سے متعلق موصول ہونے والی آراء کی روشنی میں سکیم کا دائرہ کار مزید وسیع کرنے کی ہدایت کر دی ہے۔ نئے فیصلے کے تحت پانچ لیٹر سے کم پٹرول ڈلوانے والے موٹر سائیکل، چنگ چی اور رکشہ صارفین بھی ایک ٹوکن کے ذریعے ایک ہفتے میں 500 روپے تک کی رعایت حاصل کر سکیں گے۔ حکومتی اعلامیے

بقیہ نمبر 26 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

شہریوں اور عبادت گاہوں پر حملے کسی صورت قابل قبول نہیں، گوتریس

اقوام متحدہ، قطر، سعودی عرب اور ایران کی کوہاٹ پولیس لائنز مسجد پر حملے کی شدید مذمت

اسلام آباد (آن لائن) اقوام متحدہ، قطر، سعودی عرب اور ایران نے کوہاٹ پولیس لائنز مسجد پر حملے کی شدید مذمت کی ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے کوہاٹ دہشت گردانہ حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کی اور کہا کہ شہریوں اور

بقیہ نمبر 24 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

حوثیوں کے سمندری حملے سلامتی، خطے کے امن اور ترقی کیلئے خطرہ ہیں، پاکستان

باب المندب میں تجارتی جہازوں و عملے پر حملے بند کیے جائیں سمندری بحران عالمی امن و استحکام، توانائی اور غذائی سلامتی پر اثرات مرتب کر سکتا ہے

مذاکرات اور سفارت کاری کے ذریعے مسائل کا حل نکالا جائے' آزادانہ بحری آمدورفت اور تجارتی جہازوں کی سلامتی کے تحفظ کیلئے پرامید ہیں' عاصم افتخار

نیویارک (نیوز ڈیسک) اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا آریا فارمولا اجلاس میں پاکستان کی جانب سے حوثی باغیوں کے تجارتی جہازوں پر حملوں کی شدید مذمت کی گئی جبکہ کشیدگی میں کمی اور محفوظ بحری آمدورفت کا مطالبہ کیا گیا۔ پاکستانی مستقل مندوب عاصم افتخار نے سعودی عرب کی غیر متزلزل حمایت کا اعادہ بھی کیا۔ عاصم افتخار نے کہا کہ باب المندب پر

بقیہ نمبر 07 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

ترک و قطری وفود کا دورہ قندھار، پاک افغان مذاکرات پر بھی بات چیت

واضح رہے پاکستان افغانستان سے سرگرم مسلح گروہوں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرتا رہا ہے

کابل (آئی این پی) ترکیہ اور قطر کے اعلیٰ حکام نے افغانستان میں طالبان قیادت سے ملاقاتیں کی ہیں جن میں پاکستان اور طالبان کے درمیان کشیدگی اور

بقیہ نمبر 08 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

ایران دشمن کے کسی بھی غلط اقدام کا جواب دینے کیلئے تیار ہے، کمانڈر پاسداران انقلاب

ایران نے دشمن عناصر سے ملک کو لاحق خطرات سے نمٹنے کے لیے 3 لاکھ 13 ہزار جان نثار متحرک کردیئے

تہران (آئی این پی) ایرانی پاسداران انقلاب کی بری فوج کے کمانڈر محمد کرمی نے کہا ہے کہ ایران دشمن کے کسی بھی غلط اندازے یا غلط اقدام کا طاقت کے ساتھ جواب دینے کے لیے 100 فیصد تیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایران دشمن کی جانب سے کسی

بقیہ نمبر 28 صفحہ 7 پر ملاحظہ کریں

وزیراعلیٰ کی میر عبدالقدوس بزنجو سے انکے چچا کی وفات پر تعزیت

اسلام آباد (خ ن) وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے سینیٹر انوارالحق کاکڑ، آغا شکیل احمد درانی اور دیگر

بقیہ نمبر 23 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

پاکستان کا معاشی اور عدالتی نظام مکمل تباہ ہو چکا' راجہ ناصر عباس

طاقتور وزیر کہتے ہیں کہ 10 سال بھی لگے رہیں تو بہتری نہیں آئے گی، سابق گورنر سندھ محمد زبیر

اسلام آباد (این این آئی) سینیٹ میں اپوزیشن لیڈر علامہ راجہ ناصر عباس نے کہا ہے کہ ایک اہم وفاقی وزیر کے مطابق پاکستان کا نظام منہدم ہو چکا ہے، معاشی اور عدالتی نظام مکمل تباہ ہو چکا۔ راجہ ناصر عباس نے اپوزیشن قائدین کے ہمراہ میڈیا سے

بقیہ نمبر 22 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

اسلام آباد، وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی، سینیٹر انوارالحق کاکڑ اور آغا شکیل درانی سابق وزیر اعلیٰ میر عبدالقدوس بزنجو سے انکے چچا کی وفات پر تعزیت و فاتحہ کررہے ہیں

اسلام آباد معاہدے کی طرف واپسی کیلئے کوششیں جاری ہیں، تہران

تہران توقع کرتا ہے کہ ہم منصب اس معاہدے کے اپنے پہلو کا احترام کرے گا' ایران چاہتا ہے کہ دوسرا فریق اس معاہدے میں اپنے وعدوں پر قائم رہے

اس معاہدے کی ایرانی ریاست کی اعلیٰ سطحوں پر منظوری دی گئی تھی' شنگھائی اور برکس اجلاسوں میں گہری مشاورت کے ذریعے فعال سرگرمیاں جاری ہیں

تہران (نیوز ڈیسک) ایران کی وزارت داخلہ نے کہا کہ اسلام آباد کی مفاہمت کی یادداشت کو دوبارہ بحال کرنے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔ وزارت داخلہ کے ترجمان علی زینیوند نے کہا کہ مسائل کو حل کرنے اور اسلام آباد معاہدے کی طرف واپسی کے لیے کوششیں اور بین الاقوامی سفارتی ثالثی جاری ہے۔ ایک نیوز بریفنگ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تہران توقع کرتا ہے کہ ہم منصب

بقیہ نمبر 21 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

اسلام آباد، ضلعی انتظامیہ کی جانب سے متوقع احتجاج روکنے کیلئے شہر کے مختلف مقامات پر کنٹینرز رکھے ہیں

حکومت کسی دباؤ کے تحت مطالبات تسلیم نہیں کرے گی، وزیر اطلاعات عطا تارڑ

قانون سب کے لیے برابر، احتجاج پر کوئی نرمی یا دباؤ قبول نہیں ہوگا، اسلام آباد میں کسی بھی جگہ احتجاج کی اجازت نہیں دی جائے گی

امن و امان کو بہتر بنانا صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اسے اپنی آئینی و انتظامی ذمہ داریوں پر توجہ دینی چاہیے' نجی ٹی وی سے گفتگو

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر اطلاعات عطا تارڑ نے کہا ہے کہ احتجاج کے حوالے سے حکومت کی پالیسی بالکل واضح ہے، اسلام آباد میں کسی بھی جگہ احتجاج کی اجازت نہیں دی جائے گی اور اس معاملے پر کسی قسم کی نرمی نہیں برتی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ کسی دباؤ کے تحت کوئی مطالبہ تسلیم نہیں کیا جائے گا جبکہ قانون سب کے لیے برابر ہے۔ نجی ٹی وی پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے وفاقی وزیر

بقیہ نمبر 27 صفحہ 7 پر ملاحظہ کریں

پاک سویڈن سرمایہ کاری مذاکرات نومبر میں ہونے کا امکان

پاکستانی حکام کے مطابق مذاکرات کا پہلا دور 17 اور 18 نومبر کو اسلام آباد میں ہوگا

اسلام آباد (این این آئی) سویڈن نے پاکستان کے ساتھ 45 سال پرانے دوطرفہ سرمایہ کاری معاہدے کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کیلئے مذاکرات دوبارہ شروع کرنے کا خیر مقدم کیا ہے، جبکہ پاکستانی حکام کے مطابق مذاکرات کا پہلا دور

بقیہ نمبر 20 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

KPK میں بڑھتی دہشتگردی کی وجہ ناکام خارجہ پالیسی ہے، سہیل خان آفریدی

خیبر پختونخوا نے 2004 سے اب تک دہشت گردی کیخلاف بیشمار قربانیاں دیں' دورہ کوہاٹ شہدا کے لواحقین سے ملاقات' اظہار تعزیت

ہماری پالیسی پر عمل کیا جائے تو 100 دن میں امن لا سکتے ہیں، مسئلہ یہ ہے کہ ہماری پالیسی پر عمل کون کرے گا' وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا

کوہاٹ (نیوز ایجنسیاں) صوبہ خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی نے الزام عائد کیا ہے کہ خیبر پختونخوا میں بڑھتی دہشت گردی کی وجہ ناکام خارجہ پالیسی ہے۔ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا سہیل آفریدی نے کوہاٹ کا دورہ کیا اور اسپتال کا دورہ کرکے

بقیہ نمبر 09 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

حکمران لیوی ختم نہیں کر سکتے تو ہم مارچ ختم نہیں کر سکتے، حافظ نعیم الرحمان

آج قافلے اسلام آباد کے لیے نکلیں گے

لیوی کے نام پر عوام سے وصول کیا جانے والا بھتہ کسی صورت قابل قبول نہیں، حکومت کرپشن ختم کرنے کے لیے تیار نہیں

جماعت اسلامی کی تحریک اب پوری قوم کی آواز بن چکی ہے دھرنوں کو 35 دن ہو گئے ہیں ملک بھر میں 25 سے زائد دھرنے جاری ہیں

(آن لائن) امیر جماعت اسلامی پاکستان حافظ نعیم الرحمن نے کہا ہے کہ حکمران عیاشیاں، سود اور لیوی ختم نہیں کر سکتے تو ہم کسی صورت اسلام آباد مارچ ختم نہیں کریں گے، جماعت اسلامی کا احتجاج پرامن ہوگا، حکومت کوئی ایڈوانچر (Adventure) نہ کرے، بیس ستمبر کو پورے ملک سے قافلے وفاقی دارالحکومت کی طرف روانہ ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے منصورہ میں پریس کانفرنس سے

بقیہ نمبر 29 صفحہ 7 پر ملاحظہ کریں

حکومت کے پاس عدالتی فیصلہ ہمارے پاس آئین ہے، شفیع جان

ہم اس دفعہ اتنے لوگ لائیں گے کہ انھیں روکنا حکومت کے بس کی بات نہیں ہوگی، رہنما پی ٹی آئی

پشاور (آن لائن) خیبر پختونخوا کے وزیر اطلاعات شفیع جان نے کہا ہے کہ اگر وفاقی حکومت کے پاس اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے تو ہمارے پاس

بقیہ نمبر 19 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

افغانستان پاکستان سے بات چیت اور تعاون جاری رکھنا چاہتا ہے، ذبیح اللہ مجاہد

سعودیہ کی ثالثی کی کوششوں کا احترام کرتے، امید ہے سعودی حکام مسائل کو حل کرنے میں مدد کریں گے، ترجمان افغان طالبان

افغان عوام کے دل میں بھی سعودی عرب اور دونوں مقدس مساجد کے لیے بہت محبت اور احترام ہے، عرب میڈیا کو انٹرویو

کابل (این این آئی) افغان طالبان کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے کہا ہے پاکستان سے اچھے تعلقات کے خواہاں ہیں، توقع ہے سعودی عرب اس معاملے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ عرب میڈیا کو انٹرویو میں ذبیح اللہ مجاہد نے کہا کہ افغانستان پاکستان سے بات

بقیہ نمبر 10 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

ٹرمپ نے بھارت، چین پر 100 فیصد ٹیرف عائد کرنے کے بل پر دستخط کر دیئے

واشنگٹن (آئی این پی) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے روس اور ایران سے متعلق پابندیوں کے قانون

بقیہ نمبر 81 صفحہ 7 پر ملاحظہ کریں

سعودی عرب، کنگ خالد انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے قریب زوردار دھماکے

فائر فائٹرز آرامکو کے تباہ شدہ فیول ٹینک کی آگ بجھانے میں مصروف دیکھے گئے ہیں

ریاض (آئی این پی) سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض کے مرکزی ہوائی اڈے کنگ خالد انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے قریب زوردار دھماکوں کے بعد

بقیہ نمبر 11 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

نئے صوبوں کے کچھ مخالفین پاکستان کو نہیں مانتے، باقی مفاد پرست ہیں، مصطفیٰ کمال

ہمارے سندھی بھائیوں کے دماغ میں بغض ڈالا جا رہا ہے اور یہ بات ذہن میں بٹھائی جا رہی ہے کہ نئے صوبے بننے سے قتل و غارت ہوگی

نئے صوبوں کو جو لیڈ کرے گا وہ ہمارا لیڈر ہوگا، وہ لیڈر وزیراعظم یا فیلڈ مارشل ہوں گے، رہنما ایم کیو ایم و وفاقی وزیر کا تقریب سے خطاب

کراچی (نیوز ڈیسک) وفاقی وزیر مصطفیٰ کمال نے کہا ہے کہ نئے صوبوں کے کچھ مخالفین پاکستان کو

بقیہ نمبر 17 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

اسلام آباد، وفاقی وزیر احسن اقبال سے لیاقت بلوچ کی قیادت میں جماعت اسلامی کا وفد ملاقات کررہا ہے

زیارت مانگی ڈیم دہشت گرد حملہ، تحقیقاتی کمیشن کی کھلی عدالت میں سماعت

شہید اے ٹی ایف سپاہی کے موبائل فون و سامان کی چوری/گمشدگی کی ایف آئی آر کمیشن میں پیش

کوئٹہ (خ ن) زیارت مانگی ڈیم دہشت گرد حملے سے متعلق تحقیقاتی کمیشن کی جسٹس محمد عامر نواز رانا کی سربراہی میں کھلی عدالت میں سماعت ہوئی، جس میں واقعے سے متعلق اہم ریکارڈ اور شواہد کمیشن کے سامنے پیش کیے گئے۔ سماعت کے دوران عبدالباقی

بقیہ نمبر 16 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

بلوچستان میں ایف سی کی تیسری کمانڈ، ویسٹ بھی قائم

میجر جنرل فرحان نئے آئی جی تعینات' ہیڈ کوارٹر دالبندین ہوگا

کوئٹہ (اے این این) بلوچستان میں ایف سی ویسٹ کے نام سے نئی کمانڈ قائم کر دی گئی ہے۔ اس سے قبل صوبے میں ایف سی بلوچستان نارتھ اور ایف سی بلوچستان ساؤتھ کی کمانڈز کام کر رہی تھیں۔ ذرائع کے مطابق نئی ایف سی بلوچستان ویسٹ کا ہیڈ کوارٹر

بقیہ نمبر 18 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

پٹرول کی قیمت میں ایک روپے 65 پیسے کمی، ڈیزل 88 پیسے فی لیٹر سستا

اسلام آباد (سی ایم لنکس) پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں معمولی کمی کر دی گئی۔ ہائی سپیڈ ڈیزل کی

بقیہ نمبر 15 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

پیٹرولیم لیوی کے خلاف احتجاج، حکومت کا جماعت اسلامی سے پھر رابطہ

وفاقی وزیر احسن اقبال نے لیاقت بلوچ سے رابطہ کیا اور مذاکرات کی خواہش کا اظہار کیا، ترجمان جماعت اسلامی

لاہور (آئی این پی) جماعت اسلامی پاکستان کا پیٹرولیم لیوی کے خلاف احتجاج اور اسلام آباد لانگ مارچ کی تیاریاں جاری ہیں جبکہ حکومت نے

بقیہ نمبر 14 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

کراچی، وفاقی وزیر صحت اور ایم کیو ایم کے رہنما مصطفیٰ کمال میڈیا سے بات چیت کررہے ہیں

بلوچستان حقیقی تبدیلی کی جانب پیش رفت کر رہا ہے، میر ظہور بلیدی

معیاری صحت اور تعلیم تک عوام کی رسائی اور باوقار روزگار کے مواقع پائیدار ترقی اور خوشحال بلوچستان کی بنیاد ہیں

دور دراز علاقوں میں صحت کی معیاری سہولیات سے عوام کو طویل سفر کی مشکلات سے نجات ملنے میں مدد مل سکتی ہے

کوئٹہ (خ ن) وزیر منصوبہ بندی و ترقیات بلوچستان میر ظہور احمد بلیدی نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم "ایکس" پر اپنے بیان میں کہا ہے کہ بلوچستان حقیقی تبدیلی کی جانب پیش رفت کر رہا ہے، جہاں عوام کو معیاری صحت و تعلیم کی سہولیات کے ساتھ باعزت

بقیہ نمبر 13 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

دہشت گرد نیٹ ورکس کا پردہ فاش، گرفتار خواتین کے سنسنی خیز انکشافات

بھائی اور اس کے دوست نے پاکستان کے خلاف ورغلایا، اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نوکنڈی میں دھماکہ کیا' خدیجہ عبدالخالق

آج کے بعد کالعدم تنظیم سے کوئی واسطہ نہیں' آخر یہ تنظیمیں ہماری غریب بیٹیوں اور بیٹوں کو ہی کیوں دہشت گرد بنانے کے درپے رہتی ہیں' صفیہ پیر محمد

کوئٹہ (یو این اے) کوئٹہ میں بلوچستان کے اندر دہشت گردی کی کارروائیوں اور کالعدم تنظیموں کی سازشوں کے حوالے سے ایک اہم پریس کانفرنس منعقد کی گئی، جس میں دہشت گرد نیٹ ورکس اور خودکش حملوں میں استعمال ہونے والی دو خواتین خدیجہ اور صفیہ نے میڈیا کے سامنے تمام حقائق عیاں کردیے۔ پریس کانفرنس کے دوران تربت سے بی ایس سی مکمل کرنے والی خدیجہ عبدالخالق نے انکشاف کیا کہ ان کے شوہر کا تعلق ایک کالعدم تنظیم سے تھا جن کا 2022 میں انتقال ہو گیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے بھائی اور اس کے

بقیہ نمبر 12 صفحہ 2 پر ملاحظہ کریں

اے این پی کا 23 ستمبر کو پشتون کلچر ڈے تقریبات منعقد نہ کرنے کا فیصلہ

فیصلہ پشتون خوا اور بلوچستان میں حالیہ دردناک واقعات اور جانی نقصانات کے پیش نظر کیا گیا

کوئٹہ (پ ر) عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی سیکرٹری ثقافت حضرت علی اچکزئی نے کہا ہے کہ پشتون خوا اور بلوچستان میں حالیہ دردناک واقعات اور بڑے پیمانے پر ہونے والے جانی نقصانات کے پیش نظر عوامی نیشنل پارٹی نے رواں سال 23 ستمبر کو پشتون کلچر ڈے کے موقع پر صوبہ بھر میں تمام تقریبات منعقد نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے پارٹی کی تمام ضلعی تنظیموں کو ہدایت کی گئی ہے کہ پشتون کلچر ڈے سادگی کے ساتھ منایا جائے اور حالیہ سانحات کے متاثرین کے ساتھ بھرپور یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار کیا جائے انہوں نے کہا کہ زیارت، ہنہ اوڑک، شاہرگ، کوہاٹ اور دیگر علاقوں میں پیش آنے والے المناک واقعات نے پشتون معاشرے کو شدید متاثر کیا ہے ان واقعات میں قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہوا جبکہ متعدد خاندان اپنے پیاروں سے محروم ہوئے ایسے حالات میں خوشی یا جشن کی تقریبات کے بجائے متاثرہ خاندانوں کے دکھ میں شریک ہونا اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے حضرت علی اچکزئی نے کہا کہ فکرِ باچا خان میں ثقافت محض رسم و رواج یا تقریبات کا نام نہیں بلکہ کسی قوم کی تاریخ شناخت اقدار روایات تہذیب و تمدن اور اجتماعی شعور کا مظہر ہے باچا خان اور ان کے رفقا نے پشتون معاشرے میں امن عدم تشدد رواداری بھائی چارے اور انسانی اقدار کے فروغ کے لیے طویل اور صبر آزما جدوجہد کی انہوں نے کہا کہ عوامی نیشنل پارٹی پشتون ثقافت زبان تاریخ اور قومی اقدار کے تحفظ اور فروغ کو ہمیشہ اہمیت دیتی رہی ہے پشتون کلچر ڈے منانے کا مقصد بھی پشتونوں کی تاریخی شناخت ثقافتی ورثے اور مثبت روایات کو اجاگر کرنا ہے تاہم موجودہ حالات میں پارٹی نے متاثرین کے غم کو ترجیح دیتے ہوئے تقریبات منعقد نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے صوبائی سیکرٹری ثقافت نے عوامی نیشنل پارٹی کے تمام ضلعی تنظیموں اور ذمہ داران کو ہدایت کی کہ 23 ستمبر کو پشتون کلچر ڈے کے موقع پر کسی قسم کی باقاعدہ تقریب جشن یا پروگرام منعقد نہ کیا جائے بلکہ اس دن کو سادگی کے ساتھ مناتے ہوئے حالیہ سانحات کے متاثرین کے ساتھ اظہار یکجہتی اور ہمدردی کا پیغام عام کیا جائے

پشتونخوامیپ کی اصولی سیاست اور جدوجہد کو عوامی پذیرائی حاصل ہے، دارا خان جوگیزئی

پارٹی عوام کی نمائندہ تنظیم ہے، 49 افراد کی پارٹی میں شمولیت کے اجتماع سے خطاب

قلعہ سیف اللہ (پ ر) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی ضلع قلعہ سیف اللہ کے زیرِ اہتمام علاقہ باتوزئی میں ایک پروقار شمولیتی پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں مختلف سیاسی جماعتوں سے مستعفی ہوکر خاندانوں سمیت 49 افراد نے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا۔ شمولیتی پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے ضلعی صدر حاجی دارا خان جوگیزئی نے نئے شامل ہونے والے ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی عوام کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے جو پشتون قوم کے قومی، سیاسی، معاشی اور جمہوری حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی سیاست کا محور عوام کی خدمت، قومی وحدت، جمہوریت، آئین کی بالادستی اور پشتونخوا وطن کے عوام کے حقوق کا تحفظ ہے۔ عوام کی بڑی تعداد کا پارٹی پر اعتماد اس بات کا ثبوت ہے کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی اصولی سیاست اور جدوجہد کو عوامی پذیرائی حاصل ہے۔ انہوں نے کہا کہ نئے شامل ہونے والے ساتھی پارٹی کے پروگرام، منشور اور تنظیمی نظم و ضبط کو سمجھتے ہوئے قومی سیاسی جدوجہد کو مزید مضبوط بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ پروگرام سے ضلعی جنرل سیکرٹری ظریف سبا، ضلعی ڈپٹی سیکرٹری و ضلعی ڈپٹی چیئرمین احسان اللہ کاکڑ اور تحصیل جنرل سیکرٹری فضل خان میرزئی نے بھی خطاب کیا۔ مقررین نے نئے شامل ہونے والے ساتھیوں کو پشتونخوا ملی عوامی پارٹی میں شمولیت پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی شمولیت سے پارٹی تنظیم مزید مضبوط اور فعال ہوگی۔ آخر میں نئے شامل ہونے والے 49 افراد نے پارٹی قیادت اور تنظیمی ساتھیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے پلیٹ فارم سے قومی و جمہوری حقوق کی جدوجہد جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا

کوئٹہ' موٹر سائیکل سوار دھوپ سے بچنے کیلئے سڑک کنارے لگے اسٹال سے عینک خرید رہا ہے

محمد رحیم بنگلزئی انتقال کر گئے

دشت (نامہ نگار) محمد رحیم ولد عبدالرحمن بنگلزئی بقضائے الٰہی سے انتقال کرگئے وہ pstc میں بطور چوکیدار تھے دوران سروس وفات پاگئے وہ شربت خان بنگلزئی، ڈاکٹر عبدالسلام بنگلزئی، کے بھائی۔ قبائلی رہنما ماسٹر محمد عمر بنگلزئی، اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس شادی خان بنگلزئی کے چچازاد بھائی۔ حافظ احمد نواز بنگلزئی کے چچا۔ قبائلی رہنما غلام شہ بنگلزئی کے سالہ میر اسد اللہ بنگلزئی جونیئر کلرک ثنا اللہ بنگلزئی، خدائیظر بنگلزئی، پولیس ملازم علی جان بنگلزئی کے قریبی رشتہ دار تھے۔ جنکی تدفن انکے آبائی علاقے دشت متورہ میں کردیا گیا جن کی فاتحہ خوانی گی۔ کا سلسلہ کلی عمر آباد میں جاری ہے

لائیو اسٹاک دیہی آبادی کے روزگار اور معیشت میں اہم کردار ادا کرتا ہے، صوبائی وزیر لائیو اسٹاک

استا محمد (نامہ نگار) نور محمد کوٹ میں حیوانات ہسپتال کا باقاعدہ افتتاح صوبائی وزیر لائیو اسٹاک حکومت بلوچستان سردارزادہ فیصل خان جمالی نے ڈپٹی کمشنر محمد رمضان پلال۔ سابق نگران صوبائی وزیر میر زبیر خان جمالی۔ ایس پی معاذ الرحمان اور ڈسٹرکٹ چیئرمین نوابزادہ سالار خان جمالی کے ہمراہ ربن کاٹ کر ہسپتال کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر قبائلی عمائدین، سرکاری افسران سیاسی و سماجی شخصیات اور شہریوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی وزیر لائیو اسٹاک سردارزادہ فیصل خان جمالی نے کہا کہ نور محمد کوٹ میں سیول ویٹرنری ہسپتال کا قیام علاقے کے مویشی پال افراد کے لیے ایک اہم سہولت ہے، جس سے انہیں اپنے مویشیوں کے علاج معالجے اور ضروری طبی سہولیات کے لیے دور دراز علاقوں کا رخ نہیں کرنا پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت بلوچستان لائیو اسٹاک کے شعبے کی بہتری مویشی پال افراد کی حوصلہ افزائی اور مویشیوں کو بہتر طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے عملی اقدامات کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لائیو اسٹاک دیہی آبادی کے روزگار اور معیشت میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اس شعبے کی ترقی سے مویشی پال افراد کے معاشی حالات بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ انہوں نے متعلقہ حکام پر زور دیا کہ ویٹرنری ہسپتال میں علاج، ویکسینیشن اور دیگر ضروری سہولیات کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے تاکہ عوام کو اس منصوبے کے ثمرات حقیقی معنوں میں حاصل ہوسکیں۔ تقریب میں میر زبیر خان جمالی۔ سید لیاقت علی شاہ میر جاوید خان بلیدی۔ میر صوبہ خان رند نثار خان رند۔ سید طارق شاہ، اصغر خان سومرو، ڈسٹرکٹ استا محمد لائیو اسٹاک آفیسر رب نواز سومرو، حاکم خان جمالی، ڈی ایچ او ڈاکٹر امیر علی جمالی، ایم ایس تحصیل ہیڈکوارٹر سول ہسپتال سید زین العابدین شاہ، غلام علی رند، مکھی نانک سنگھ، محمد یاسین جمالی، بابو محمد حسن ڈوکی، شان ثاقب ابڑو، عبدالحکیم میمن، عبدالرشید سولنگی، سلطان پندرانی، محمد انور بنگلزئی، بہادر لاشاری، محمد بجل سومرو سمیت دیگر قبائلی عمائدین، افسران اور معززین نے شرکت کی

میونسپل کمیٹی لورالائی کے کروڑوں روپے کی قیمتی جائیداد کا بندر بانٹ نہیں ہونے دینگے۔ پشتونخوامیپ

لورالائی (نمائندہ خصوصی) پشتونخوا نیشنل عوامی پارٹی کے صوبائی ڈپٹی سیکرٹری نعمت اللہ جلالزء نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ لورالائی میونسپل کمیٹی ایریا میں نوتعمیر شدہ دکانیں لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت عوام اور تاجروں کا مشترکہ حق ملکیت ہے۔ نااہل اور نالائق فارم 47 کے جعلی صوبائی حکومت اپنے چپراسی چیرمین کے ذریعے اپنے منظور نظر غیر تاجر اور غیر مستحق افراد میں تقسیم کرکے قانون اور لورالائی تاجران دشمنی کے مرتکب ہونگے جو کہ لوکل گورنمنٹ 2010 ترمیمی ایکٹ کے صریحا خلاف ورزی ہے۔ جسکی پارٹی کسی بھی صورت میں اجازت نہیں دیگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ گزشتہ کئی سالوں سے لورالائی میں تعمیر کیے گئے عقب عادل مارکیٹ، نئے اڈے اور پرانا تاریخی گوشت مارکیٹ میں بنائے گئے دکانیں عوام اور تاجران کا اوپن آکشن کے ذریعے مقابلتی بنیاد پر نیلام کرنے کا حق ھے۔ جس سے کسی بھی صورت میں دستبردار نہیں ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ شہر کے وسط میں موجود میونسپلٹی کے پرانے جائیداد کی انکوائری کرکے مختلف لوگوں نے غیر قانونی طور پر قبضہ کرکے مہنگے داموں کرائے پر دیکر میونسپل کمیٹی کو کروڑوں روپے کی نقصان کے مرتکب ہوئے ہیں۔ جو کہ قابل گرفت اور ناقابل برداشت عمل ہے۔ انہوں نے صوبائی محکمہ لوکل گورنمنٹ کے اعلی حکام سے اور ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل انتظامیہ سے پرزور مطالبہ کیا کہ لورالائی شہر میں میونسپل جائداد کا تحقیقات نوتعمیر شدہ دکانوں کا اوپن نیلامی کے ذریعے اکشن کیا جائے بصورت دیگر پارٹی قانونی راستے کے ساتھ ساتھ عوامی تحریک چلانے سے گریز نہیں کریگی جسکی تمام تر ذمہ داری متعلقہ اداروں اور حکام پر ہوگی

حب' کمشنر لسبیلہ ڈویژن سائرہ عطاء کو سیلاب متاثرین کی بحالی کے حوالے سے بریفنگ دی جارہی ہے

لورالائی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا آمرانہ اقدام قابل مذمت ہے، پشتونخوا ایس او

قادر خان ناصر و دیگر طلباء کیخلاف انتظامیہ کی انتقامی کارروئی قابل افسوس ہے، فوری بحالی کا مطالبہ

لورالائی (پ ر) پشتونخوا اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن جنوبی پشتونخوا زون، لورالائی یونیورسٹی کی انتظامیہ اور وائس چانسلر کی جانب سے تنظیم کے فعال کارکن اور یونیورسٹی کے ہونہار طالب علم قادر خان ناصر اور دیگر طلبہ کو سیاسی سرگرمیوں اور ذاتی بغض اور عناد کی پاداش میں یونیورسٹی سے نکالنے کے غیر آئینی، غیر قانونی اور طلبہ دشمن اقدام کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ نکالے گئے طلبہ گزشتہ کئی ماہ سے مسلسل یونیورسٹی انتظامیہ کے انتقامی رویے کا سامنا کر رہے تھے انہیں بار بار دھمکایا گیا، ان کی تعلیمی سرگرمیوں میں رکاوٹیں ڈالی گئیں، اور آخر کار انہیں بوگس الزامات لگا کر یونیورسٹی بدر کردیا گیا۔ یہ صرف طلبہ پر حملہ نہیں، بلکہ پورے صوبے میں طلبہ سیاست، اظہار رائے کی آزادی اور جمہوری اقدار پر حملہ ہے۔ پشتونخوا سٹوڈنٹس آرگنائزیشن واضح کرتی ہیں کہ یونیورسٹی جیل نہیں درسگاہ ہے یونیورسٹیوں کا کام طلبہ کی سوچ پر پہرے بٹھانا نہیں بلکہ تنقیدی سوچ کو پروان چڑھانا ہے۔ سیاسی سرگرمی ہر طالب علم کا جمہوری اور آئینی حق ہے۔ وائس چانسلر انتظامی افسر ہے، آمر نہیں لورالائی یونیورسٹی کا وائس چانسلر خود کو کسی نوآبادیاتی افسر کی طرح سمجھ رہا ہے۔ ہم اسے بتانا چاہتے ہیں کہ یونیورسٹیاں کسی کی جاگیر نہیں ہیں بلکہ طلبہ کی ملکیت ہیں۔ پشتونخوا اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن اس ظالمانہ فیصلے کے خلاف ہر جمہوری، آئینی اور قانونی راستہ اپنائے گی۔ پشتونخوا سٹوڈنٹس آرگنائزیشن یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ خارج کیے گئے طلبا کا اخراج فوری طور پر واپس لیا جائے اور اسے فوری طور پر بحال کیا جائے۔ صوبے بھر کی یونیورسٹیوں میں طلبہ یونینز کو فوری طور پر بحال کیا جائے تاکہ طلبہ کے مسائل کا جمہوری حل نکل سکے۔ اگر ہمارے مطالبات فوری طور پر تسلیم نہ کیے گئے تو پشتونخوا سٹوڈنٹس آرگنائزیشن احتجاج کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

گنداواہ ۔ پولیو سے بچاؤ کے حوالے سے آگاہی سیشن کا انعقاد

گنداواہ جھل مگسی (نامہ نگار) ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیس گنداواہ میں پولیو سے بچا اور عوامی آگاہی کے حوالے سے سیشن کا انعقاد کیا گیا، جس میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر جھل مگسی ڈاکٹر علی خان مگسی اور کمیونٹی کیمونیکشن آفیسر خاور ندیم نے صحافی برادری اور کمیونٹی نمائندگان کو پولیو کے حوالے سے بریفنگ دی۔ سیشن میں شرکا کو پولیو کے خطرات، اس سے بچا اور بچوں کو بروقت پولیو کے قطرے پلانے کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ آفیسرز نے بتایا کہ پولیو ایک خطرناک اور موذی مرض ہے، جس سے بچوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ویکسینیشن انتہائی ضروری ہے۔

پشین خواتین کو درپیش مشکلات کے بارے میں کھلی کچہری کا انعقاد

پشین (پ ر) وزیر اعلی بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی خصوصی ہدایات پر ضلع پشین میں خواتین کے مسائل کے حل، ان کی شکایات کے ازالے اور خواتین کو درپیش مشکلات کے بارے میں براہِ راست آگاہی حاصل کرنے کے لیے خواتین کھلی کچہری کا انعقاد کیا گیا۔ کھلی کچہری کی صدارت اسسٹنٹ کمشنر حرمزئی آئیڈا جودتھ گل نے کی، جبکہ پشین کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین اور طالبات نے شرکت کرکے اپنے مسائل اور مطالبات انتظامیہ کے سامنے پیش کیے کھلی کچہری کے دوران خواتین اور طالبات نے تعلیم، ٹرانسپورٹ۔ پانی و دیگر بنیادی سہولیات، عوامی خدمات اور خواتین سے متعلق دیگر مسائل پر تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے انتظامیہ کو اپنے علاقوں میں درپیش مشکلات سے آگاہ کیا۔ شرکا نے اس امر پر بھی زور دیا کہ خواتین کو درپیش مسائل کے حل کے لیے موثر اور بروقت اقدامات کیے جائیں تاکہ انہیں سرکاری اداروں اور بنیادی سہولیات تک رسائی میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے اس موقع پر اسسٹنٹ کمشنر حرمزئی آئیڈا جودتھ گل نے خواتین کی جانب سے پیش کیے گئے مسائل اور شکایات کو توجہ سے سنا اور متعلقہ امور کے حل کے لیے ممکنہ اقدامات اٹھانے کی یقین دہانی کرائی۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ عوامی مسائل کے حل کے لیے دستیاب وسائل کے اندر رہتے ہوئے موثر اقدامات کو یقینی بنانے کے لیے کوشاں ہے اور خواتین کی جانب سے نشاندہی کیے گئے مسائل کو متعلقہ محکموں کے ساتھ اٹھایا جائے گا انہوں نے کہا کہ خواتین معاشرے کا اہم حصہ ہیں اور ان کے مسائل کو سننا اور ان کے حل کے لیے عملی اقدامات کرنا انتظامیہ کی ترجیحات میں شامل ہے۔ کھلی کچہریوں کا مقصد عوام اور انتظامیہ کے درمیان براہِ راست رابطے کو مضبوط بنانا اور مسائل کے حل کے لیے موثر رابطہ کاری کو فروغ دینا ہے خواتین شرکا نے کھلی کچہری کے انعقاد کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے اقدامات سے خواتین کو اپنے مسائل براہِ راست انتظامیہ کے سامنے پیش کرنے کا موقع ملتا ہے اور متعلقہ حکام تک رسائی میں آسانی پیدا ہوتی ہے

گنداواہ نوتال روڈ پر امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کا نوٹس لیا جائے، عوامی حلقے

گنداواہ جھل مگسی (نامہ نگار) گنداواہ نوتال روڈ پر چوری و ڈکیتی کے بڑھتے ہوئے واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ جھل مگسی اور نصیر آباد پولیس امن وامان قائم کرنے میں ناکام ہوچکی ہیں مبینہ ذرائع کے مطابق گنداواہ نوتال روڈ پر واقع پولیس چیک پوسٹوں کی بندش کے باعث ڈاکوں سڑک پر دندناتے ہوئے گھوم رہے ہیں اور ناکہ بندی کرکے مسافروں کو لوٹ رہے ہیں گزشتہ روز پی ٹی سی ٹریننگ پر جانے والے پولیس کے نوجوانوں بھی اسی سڑک پر ڈاکوں کا شکار بن گئے اور اپنے قیمتی سامان سے محروم ہوگئے تھے آئے روز گنداواہ نوتال روڈ پر نامعلوم مسلح افراد گن پوائنٹ پر مسافروں سے ڈکیتی کی واردات کرکے نقدی، موبائل فونز اور قیمتی اشیا چھین کر با آسانی فرار ہوجاتے ہیں۔

کوئٹہ' بلوچستان ریفارمز سپورٹس کلب کے زیر اہتمام پبلک ہیلتھ سکول میں طالبات مختلف گیمز کھیل رہی ہیں

پشتونخوامیپ کا ضلع کوئٹہ کے مشاورتی جرگے کے کامیاب انعقاد پر شرکا کو خراج تحسین

بدامنی، لاقانونیت، مہنگائی، بے روزگاری اور بنیادی مسائل کے حل کیلئے نمائندگان کا مشترکہ لائحہ عمل پر غور، سید شراف آغا

عوامی مسائل کے حل اور جرگے کی سفارشات پر پیش رفت کیلئے ورکنگ کمیٹی تشکیل

نواب ایاز خان جوگیزئی کو کمیٹی کی سربراہی اور کابینہ کی تشکیل کا اختیار

کوئٹہ (آئی این پی) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے صوبائی سینئر نائب صدر و ضلع کوئٹہ کے سیکرٹری سید شراف آغا نے اپنے بیان میں پارٹی کے مرکزی سیکرٹری نواب محمد ایاز خان جوگیزئی کے زیر صدارت پشتون قومی جرگہ (ضلع کوئٹہ کا مشاورتی جرگہ) کے کامیاب اور بھرپور مشاورتی جرگہ کے انعقاد پر ضلع کمیٹی کوئٹہ، چاروں تحصیلوں اور تمام کارکنان اور کمیٹیوں کے اراکین، منتظمین اور شرکاء کو دلی مبارکباد اور خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس مشاورتی جرگہ میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندگان نے بھرپور شرکت کرکے کوئٹہ کے عوام کو معاشی، معاشرتی درپیش مسائل اور مشکلات کی نشاندہی کی اور ان کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں۔ اس وقت عوام کو زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ بدامنی، چوری، ڈکیتی، لاقانونیت، عوام کی زمینوں پر قبضہ گری، وسائل کی لوٹ مار کے لیے عوام کو اپنے گھروں سے ہجرت پر مجبور کرنے، مہنگائی، بیروزگاری، تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ، تجارت، زراعت، آبنوشی اور دیگر بنیادی شعبوں سے متعلق مسائل نے عام آدمی کی مشکلات میں اضافہ کیا ہے۔ شاہراہوں کی بندش، شاہراہوں پر لوٹ مار، قتل وغارت گیری، اغواء برائے تاوان، مسافروں، گاڑیوں کو لوٹنے کے واقعات ایسے حالات میں مختلف شعبوں کے نمائندگان کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا اور عوامی مسائل کے حل کے لیے مشترکہ لائحہ عمل پر غور کرنا ایک مثبت پیش رفت ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے محبوب چیئرمین ملی مشر محمود خان اچکزئی کی دعوت پر پشتون قومی جرگہ بنو منعقدہ 11 تا 14 مارچ 2022 کے اعلامیہ کی روشنی میں جنوبی پشتونخوا کے تمام اضلاع و ڈویژنز میں جرگوں کا انعقاد ہوا اور پھر جنوبی پشتونخوا صوبے کا تین روزہ جرگہ 30 اگست تا یکم ستمبر 2026 کوئٹہ کے گرینڈ کبابش ہال میں منعقد ہوا اور اس کے اعلامیہ کی روشنی میں تمام ضلعوں میں جرگوں کے انعقاد اور ورکنگ کمیٹیوں کی تشکیل کا فیصلہ ہوا۔ اس سلسلے میں ضلع کوئٹہ کا مشاورتی جرگہ / اجلاس 17 ستمبر کو شالکوٹ ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا جس میں تاجروں، ٹرانسپورٹرز، اساتذہ، پروفیسرز، لیکچررز، ڈاکٹرز، وکلاء، صحافی، صنعت کار، زمیندار، کسان، مزدور، نجی شعبے کے ملازمین، طلبہ، انجینئرز، تعمیراتی شعبے کے نمائندگان، دکانداران، کاروباری افراد، نوجوانوں، سماجی کارکنان، سول سوسائٹی، مذہبی و سماجی نمائندگان، ماہرینِ تعلیم، صحت، زراعت کے شعبے سے وابستہ افراد اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندگان نے شرکت کی اور اپنی قیمتی تجاویز سمیت ورکنگ کمیٹی کی تشکیل کے لیے نام پیش کیئے۔ جبکہ ورکنگ کمیٹی عوام کو درپیش مسائل کے حل، متعلقہ اداروں تک ان کی آواز پہنچانے اور طے شدہ سفارشات پر پیش رفت کے لیے اپنا کردار ادا کرے گی۔ کمیٹی نے صدر جرگہ نواب ایاز خان جوگیزئی کو ورکنگ کمیٹی کے سربراہ و دیگر کابینہ کی تشکیل کے لیے مکمل اختیار دیا جس کا اعلان جلد کیا جائے گا۔ ہمیں امید ہے کہ اجلاس میں ہونے والی مشاورت اور طے پانے والے نکات کو عملی اقدامات میں جلد تبدیل کیا جائے گا اور پشتون قومی جرگہ ضلع کوئٹہ کے مشاورتی جرگہ کے مثبت اور تعمیری نتائج مستقبل میں عملی صورت میں برآمد ہوں گے۔ بیان میں میڈیا کمیٹی، سیکورٹی، استقبالیہ، خوراک، انتظامی، رابطہ، نظم و ضبط اور دیگر تمام کمیٹیوں کے اراکین کو بھی خصوصی طور پر خراج تحسین پیش کیا گیا جنہوں نے اپنی ذمہ داریاں محنت، نظم و ضبط اور خلوص کے ساتھ پس پردہ رہ کر خدمات انجام دیں اور اجلاس کی کامیابی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ اور بالخصوص پارٹی کی میڈیا کمیٹی اور تمام اطلاعات سے وابستہ کارکنوں کا شکریہ جنہوں نے جرگہ کی کوریج اور اس کے پیغام کو عوام تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ بیان کے آخر میں ایک بار پھر جرگہ کے تمام شرکاء معززین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکالا اور باہمی مشاورت، اتحاد اور اجتماعی کوششوں کے ذریعے عوامی مسائل کے حل کی جانب یکجا ہونے پر زور دیا

بقیہ 01

دوران 5 دہشت گرد ہلاک ہوئے، ہلاک دہشت گردوں کے قبضے سے بڑی مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود برآمد کیا گیا۔ چاغی کے علاقوں امین آباد اور سیاہ چنگ میں بھی دہشت گردوں کے خلاف موثر کارروائیاں کی گئیں، جن میں 6 دہشت گرد ہلاک ہوئے، کارروائیوں کے دوران بڑی مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود بھی برآمد کیا گیا۔ سیکورٹی ذرائع کے مطابق دہشت گردوں کے خلاف کارروائیاں بدستور جاری ہیں اور آپریشن آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جاری رہے گا۔

بقیہ 02

تحت کیے گئے وعدوں پر عمل درآمد نہیں کرتی تو پاکستان کو اپنے دفاع کا مکمل حق حاصل ہے۔ دہشتگردوں سے کوئی بات چیت نہیں ہوگی۔ عرب نیوز کو خصوصی انٹرویو دیتے ہوئے ڈی جی آئی ایس پی آر کا کہنا تھا کہ پاکستان عملی طور پر سعودی عرب کی مدد کیلئے وہاں موجود ہے اور سفارتی سطح پر بھی سعودی عرب کے ساتھ کھڑا ہے۔ سعودی عرب کے خلاف کسی بھی جارحیت کا دفاع کرنے کیلئے پاکستان تیار ہے۔ پاکستان نے مشترکہ دفاعی معاہدے اور اسٹریٹجک باہمی دفاعی معاہدے کے تحت کیے گئے وعدوں اور عزم کی پاسداری کی ہے۔ ہماری سیاسی اور عسکری قیادت سعودی قیادت کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد مفاہمتی یادداشت پاکستان کی مسلسل، انتھک اور مخلصانہ سفارت کاری کے نتیجے میں طے پائی۔ خطے میں امن کے لئے اس یادداشت پر عملدرآمد کرانے کے لئے پرعزم ہیں۔ افغانستان کے حوالے سے ڈی جی آئی ایس پی آر نے کہا کہ پاکستان کا افغان طالبان حکومت سے واضح اور بنیادی مطالبہ ہے کہ افغان سرزمین سے پاکستان کے خلاف ہونے والی دہشت گردی کو روکا جائے۔ تقریباً 80 فیصد خودکش حملہ آور افغان شہری ہیں اور افغانستان سے پاکستان آنے والی مختلف تشکیلوں میں افغان شہری موجود ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر افغان طالبان حکومت دوحہ معاہدے کے تحت کیے گئے وعدوں پر عمل درآمد نہیں کرتی تو پاکستان کو اپنے دفاع کا مکمل حق حاصل ہے۔ بلوچستان میں دہشت گردی کے حوالے سے ڈی جی آئی ایس پی آر نے کہا کہ دہشت گردوں کو عوامی حمایت حاصل نہیں اور وہ اپنے نظریے کو طاقت کے ذریعے مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی سرپرستی بھارت کررہا ہے جبکہ سوشل میڈیا پر مہم بیرون ملک سے چلائی جارہی ہے۔ لیفٹیننٹ جنرل احمد شریف چوہدری نے واضح کیا کہ ریاست کی پالیسی بالکل واضح ہے اور دہشت گردوں کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں کی جائے گی۔

بقیہ 03

ہیں کہ جنگ کی صورتحال تبدیل ہوچکی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وہ دور شروع ہوچکا ہے جب امریکی F-35 اور F-15 جنگی طیارے شکار بنیں گے اور امریکا کو ان کے نقصان کی اطلاع بھی دنیا کو خود دینا پڑے گی۔ محمد باقر قالیباف نے امریکی جنگی طیاروں کی تباہی کا حوالہ دیتے ہوئے مزید کہا کہ جو چیز پہلے ایک خوفناک خواب تصور ہوتی تھی وہ اب روزمرہ کی حقیقت بن چکی ہے۔

بقیہ 04

سے ملاقات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ دونوں کے درمیان بانی پی ٹی آئی اور لانگ مارچ سے متعلق معاملات پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ صحافی کے سوال پر کہ کیا رواں ہفتے محسن نقوی سے ملاقات ہوئی، علامہ راجہ ناصر عباس نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ بالکل ملاقات ہوئی ہے۔ ان کے مطابق ملاقات میں بانی پی ٹی آئی سے متعلق معاملات کے ساتھ ساتھ لانگ مارچ کے حوالے سے بھی تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ علامہ راجہ ناصر عباس نے کہا کہ یہ ملاقات محسن نقوی کی خواہش پر ہوئی تھی، انہوں نے ملاقات کے لیے کسی سے درخواست نہیں کی تھی۔

بقیہ 05

کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں سیکیورٹی فورسز کی پیشہ ورانہ صلاحیتیں اور قربانیاں قابل قدر ہیں۔ پنجگور اور چاغی میں 11 دہشت گردوں کو ہلاک کر کے دہشت گردوں کے مذموم عزائم ناکام بنانا سیکورٹی فورسز کی موثر کارروائی اور قومی سلامتی کے تحفظ کے عزم کا مظہر ہے۔ انہوں نے کہا کہ وطن کے بہادر سپوت اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر دہشت گردی کے خلاف برسرِ پیکار ہیں، پوری قوم سیکورٹی فورسز کی قربانیوں اور خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وزیراعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ فتنہ الہندستان اور فتنہ الخوارج کے خلاف کارروائیاں قومی سلامتی کے تحفظ کے لیے جاری رہیں گی۔ دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لیے ریاستی ادارے اور قوم متحد ہیں اور دہشت گرد عناصر کے مذموم عزائم کو ہر سطح پر ناکام بنایا جائے گا۔ انہوں نے آپریشن ردالفتنہ 3 میں حصہ لینے والے سیکورٹی فورسز کے جوانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ قوم دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے بہادر سپوتوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔

بقیہ 06

میں چھپے آخری دو خودکش حملہ آوروں سمیت مجموعی طور پر 7 حملہ آور ہلاک کیے گئے۔ سیکورٹی ذرائع کے مطابق فجر کے بعد پاک فوج کے کمانڈوز نے کارروائی کرتے ہوئے آخری دو خودکش حملہ آوروں کو ہلاک کیا۔ سیکورٹی ذرائع کے مطابق پولیس لائن مسجد دھماکے کے بعد دہشت گردوں کے خلاف جاری آپریشن کی براہ راست نگرانی جنرل آفیسر کمانڈنگ کوہاٹ نے کی۔ ذرائع کے مطابق کارروائی میں پاک فوج کے کمانڈوز، جوانوں اور بم ڈسپوزل اسکواڈ نے حصہ لیا۔ کلیئرنس آپریشن مکمل ہونے کے بعد علاقے کو محفوظ قرار دے کر پولیس کے حوالے کردیا گیا۔ سیکورٹی ذرائع کا کہنا ہے کہ پولیس لائن مسجد دھماکے میں ملوث تمام حملہ آوروں کے خلاف کارروائی مکمل کرلی گئی ہے، جبکہ علاقے میں مزید ممکنہ خطرات کے پیش نظر کلیئرنس اور سیکورٹی اقدامات بھی کیے گئے۔

بقیہ 07

حملوں اور آبنائے ہرمز میں رکاوٹوں نے بہت کچھ واضح کر دیا، سمندری بحران عالمی امن واستحکام، توانائی اور غذائی سلامتی پر اثرات مرتب کر سکتا ہے، حوثیوں کے حملے سمندری سلامتی اور خطے کے امن اور ترقی کیلئے خطرہ ہیں، ایسے اشتعال انگیز اقدامات سمندری سلامتی اور علاقائی امن واستحکام کیلئے سنگین خطرہ ہیں۔ عاصم افتخار نے تجارتی جہاز رانی میں خلل اور حملوں پر پاکستان کی گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آبنائے ہرمز عالمی بحری تجارت کی ایک اہم گزرگاہ ہے، رکاوٹوں سے عالمی توانائی اور کھاد کی فراہمی پر نمایاں اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، اصولی مقف ہے کہ عالمی جہاز رانی تنازعات اور کشیدگی کی بھینٹ نہیں چڑھنی چاہیے، کشیدگی میں کمی اور وسیع تر علاقائی استحکام کیلئے سفارتی کوششوں کی قیادت کی، اسلام آباد تمام زیر التوا مسائل کے مذاکرات کے ذریعے حل کیلئے کوششیں جاری رکھے گا، بحری جہازوں کی محفوظ آمدورفت یقینی بنانے کیلئے کام جاری رکھیں گے۔ پاکستان نے باب المندب میں حوثی ملیشیا کی جانب سے تجارتی جہازوں اور عملے پر حملوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے حملوں کو فوری بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پاکستانی سفیر عاصم افتخار نے سلامتی کونسل کے اجلاس سے خطاب میں آزادانہ بحری آمدورفت اور تجارتی جہازوں کی سلامتی کے تحفظ پر زور دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے اشتعال انگیز اقدامات سمندری سلامتی اور علاقائی امن واستحکام کے لیے سنگین نتائج کا باعث بن سکتے ہیں، آزادانہ بحری آمد و رفت اور جہازوں کی سلامتی کے تحفظ یقینی بنایا جائے۔ سفیر پاکستان نے سعودی عرب کی خود مختاری، سلامتی اور خوش حالی کے لیے غیر متزلزل حمایت کا اعادہ کرتے ہوئے آبنائے ہرمز میں کشیدگی کم کرنے اور معمول کی بحری آمدورفت بحال کرنے پر زور دیا ہے۔ عاصم افتخار نے کہا کہ سمندری بحران عالمی امن، توانائی اور غذائی سلامتی پر اثرانداز ہوسکتا

ہے، مذاکرات اور سفارت کاری کے ذریعے مسائل کا حل نکالا جائے۔

بقیہ 08

سیکیورٹی صورت حال پر بات چیت ہوئی۔ ترکیہ کے انٹیلیجنس سربراہ ابراہیم قالن اور قطری عہدیدار احمد بن خمیس المہندی نے طالبان کی اعلی قیادت سے ملاقاتیں کیں جبکہ انہوں نے قندھار کا بھی دورہ کیا۔ واضح رہے کہ پاکستان افغانستان سے سرگرم مسلح گروہوں کے خلاف کارروائی اور سرحدی سیکورٹی کا مطالبہ کرتا رہا ہے۔ بین الاقوامی میڈیا کے مطابق ترکیہ اور قطر ایک بار پھر پاکستان اور طالبان کے درمیان کشیدگی کم کرنے میں کردار ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بقیہ 09

پولیس لائنز دہشت گردی کے واقعے میں زخمی ہونے والے پولیس اہلکاروں کی عیادت کی۔ سہیل آفریدی نے کوہاٹ پولیس لائنز دہشت گردی کے شہدا کے اہلخانہ سے ملاقات اور اظہار تعزیت کیا۔ انہوں نے کہا کہ خیبر پختونخوا نے 2004 سے اب تک دہشت گردی کیخلاف بیشمار قربانیاں دیں، خیبر پختونخوا میں دہشت گردی کے باعث 80 ہزار قیمتی جانیں ضائع ہوئیں، بانی پی ٹی آئی عمران خان کی حکومت میں خیبر پختونخوا میں امن دیکھا۔

بقیہ 10

چیت اور تعاون جاری رکھنا چاہتا ہے، تنازعات حل کرانے کے لیے سعودی عرب سمیت تمام ممالک کی کوششوں کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ ذبیح اللہ نے کہا کہ سعودی عرب سے توقعات ہیں کہ دوست ہونے کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرے، سعودی عرب اس معاملے میں مثبت کردار ادا کرسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغان عوام کے دل میں بھی سعودی عرب اور دونوں مقدس مساجد کے لیے بہت محبت اور احترام ہے، امید ہے سعودی حکام ثالثی کی اپنی کوششیں موثر انداز میں جاری رکھیں گے، امید ہے سعودی حکام افغانستان اور پاکستان کے درمیان موجود مسائل کو حل کرنے میں مدد کریں گے، ہم سعودی عرب کے فیصلوں اور اس کی ثالثی کی کوششوں کا احترام کرتے ہیں۔

بقیہ 11

آسمان پر دھوئیں کے گہرے بادل اور آگ کے شعلے دیکھے گئے ہیں۔ بین الاقوامی خبر رساں اداروں کے مطابق سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں اس وقت شدید سنسنی اور خوف و ہراس پھیل گیا جب کنگ خالد انٹرنیشنل ایئرپورٹ کے قریبی علاقے سے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنی گئیں۔ غیر ملکی خبر رساں ایجنسی کی رپورٹس اور ویڈیو فوٹیج میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ایئرپورٹ ہائی وے اور مین ٹرمینل بلڈنگ کے پس منظر میں سیاہ دھوئیں کا ایک بہت بڑا ستون فضا میں بلند ہو رہا ہے اور فیول ٹینکس) سرکاری تیل کمپنی آرامکو کے ڈپو (کے پیچھے سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ اس واقعے کے بعد فلائٹ ٹریکنگ ویب سائٹس کے مطابق ریاض ایئرپورٹ پر متعدد پروازیں تاخیر کا شکار اور منسوخ کر دی گئی ہیں۔ دھماکوں سے چند گھنٹے قبل سعودی سول ڈیفنس کی جانب سے ریاض اور اس کے قریبی شہر الخرج کے رہائشیوں کے موبائل فونز پر ہنگامی وارننگ میسجز بھیجے گئے تھے جن میں ممکنہ فضائی حملے کے خطرے سے آگاہ کیا گیا تھا۔ شہریوں کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ کھڑکیوں اور کھلی جگہوں سے دور رہیں اور گھروں کے اندر ہی قیام کریں۔ الرٹ جاری ہونے کے بعد پورے شہر میں دھماکوں کی گونج سنی گئی۔ جس سے خوف و ہراس پھیل گیا، تاہم بعد میں ہفتے کی صبح سول ڈیفنس نے خطرہ ٹل جانے کا (All-Clear) سگنل جاری کر دیا۔ اگرچہ تاحال اس دھماکے کی حتمی وجہ سامنے نہیں آئی، تاہم عینی شاہدین کے مطابق فائر فائٹرز آرامکو کے تباہ شدہ فیول ٹینک کی آگ بجھانے میں مصروف دیکھے گئے ہیں۔ رائٹرز اور دیگر عالمی ذرائع ابلاغ کے مطابق، سعودی حکومت کے میڈیا آفس کی جانب سے ان دھماکوں، آگ لگنے کی وجوہات اور رات گئے بھیجے جانے والے ہنگامی

روزنامہ باخبر کوئٹہ
THE DAILY BAAKHABAR QUETTA
بانی اکرام اللہ خان
کوئٹہ اور بلوچستان بھر سے
روزنامہ باخبر 20 ستمبر 2026ء

کوئٹہ عوامی مقامات پر پیشہ ورانہ گداگری کیخلاف کارروائیوں کو مزید تیز اور منظم بنایا جائیگا

ضلعی انتظامیہ

جوائنٹ روڈ، ہزارہ ٹاؤن، برور ی روڈ سے گولیمار چوک سمیت مختلف علاقوں میں کارروائیاں کی گئیں، جن کے دوران 11 پیشہ ور گداگروں کو گرفتار کیا گیا

بچوں اور خواتین کو گداگری کے منظم نیٹ ورک سے محفوظ رکھنے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں۔ ڈی جی سوشل ویلفیئر میر سیف اللہ خان کھیتران کا متعلقہ حکام کو ہدایت

کوئٹہ (آئی این پی) ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر بلوچستان میر سیف اللہ خان کھیتران کی خصوصی ہدایات پر کوئٹہ شہر کو پیشہ ورانہ گداگری سے پاک کرنے کے لیے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور ضلعی انتظامیہ کوئٹہ غربی کی جانب سے مختلف علاقوں میں کریک ڈاؤن اور کارروائیوں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر میر سیف اللہ خان کھیتران نے متعلقہ افسران و عملے کو ہدایت کی ہے

بقیہ نمبر 04 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

لورالائی، اسسٹنٹ کمشنر لورالائی ندیم اکرم کی نگرانی میں غیر قانونی پانی کے کنکشنز کیخلاف کارروائی کی جا رہی ہے

جامعہ تربت الحاق کمیٹی کا نواں اجلاس، ملحقہ کالجز میں نئے تعلیمی پروگرامز کے اجراء پر اہم فیصلے

ملحقہ کالجز میں تعلیمی معیار اور ایچ ای سی فریم ورک پر عملدرآمد یقینی بنایا جائے گا، ڈاکٹر عبدالصبور

تربت (خ ن) جامعہ تربت میں تعلیمی معیار کی بلندی کا سفر جاری، الحاق کمیٹی کے نویں اجلاس میں ملحقہ کالجز میں نئے تعلیمی پروگرامز کے اجراء اور کوالٹی کو یقینی بنانے سے متعلق اہم فیصلے تربت (19 ستمبر 2026) جامعہ تربت کی الحاق کمیٹی کا نواں اجلاس

بقیہ نمبر 05 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

گوادر، محکمہ صحت بلوچستان کے چیف پلاننگ آفیسر نوید احمد رئیسانی اور سیکشن آفیسر شئے مرید گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول شمبے اسماعیل تربیتی پروگرام کا جائزہ لے رہے ہیں

گنداواہ میں پولیو سے بچاؤ کے حوالے سے آگاہی سیشن کا انعقاد

گنداواہ (نامہ نگار) ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیس گنداواہ میں پولیو سے بچاؤ اور عوامی آگاہی کے حوالے سے سیشن کا انعقاد کیا گیا، جس میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر جھل مگسی ڈاکٹر علی خان مگسی اور کمیونٹی کمیونیکیشن آفیسر خاور ندیم نے صحافی برادری اور کمیونٹی نمائندگان کو پولیو کے حوالے سے بریفنگ دی۔ سیشن میں شرکاء کو پولیو کے خطرات، اس سے بچاؤ اور بچوں کو بروقت پولیو کے قطرے پلانے کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا۔ آفیسرز نے بتایا کہ پولیو ایک خطرناک اور موذی مرض ہے، جس سے بچوں کو محفوظ رکھنے کے لیے ویکسینیشن انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے صحافی برادری اور کمیونٹی افراد سے کہا کہ وہ پولیو سے متعلق آگاہی پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں، خصوصاً والدین تک پہنچائیں اور انہیں ترغیب دیں کہ 21 ستمبر سے شروع ہونے والی پولیو مہم کے دوران پانچ سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو پولیو کے قطرے ضرور پلائیں۔ محکمہ صحت کے حکام نے عوام سے اپیل کی کہ پولیو مہم شروع ہوتے ہی اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلا کر انہیں اس

بقیہ نمبر 06 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

پشتون قومی جرگہ ضلع چمن 22 ستمبر کو نواب ایاز جوگیزئی کے زیر صدارت منعقد ہوگا

جمال اچکزئی کے زیر صدارت ضلع چمن کا ہنگامی اجلاس، تیاری کے سلسلے میں مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئی

چمن (پ ر) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی ضلع چمن کی ضلعی ایگزیکٹو کا ایک اہم ہنگامی اجلاس ضلعی قائم مقام سیکرٹری حاجی جمال خان اچکزئی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع بھر کے عہدیداران، علاقائی ابتدائی یونٹ صدور اور پارٹی

بقیہ نمبر 07 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، بلوچستان ریفارمز سپورٹس کلب کے زیراہتمام پرنسپل ڈاکٹر صفیہ مینگل، ڈاکٹر فرحت حسین، زارا خان، ملک عاصم، فاطمہ خان، پلوشہ خلجی اور دیگر پبلک ہیلتھ سکول میں سپورٹس فن گالا کی افتتاحی تقریب میں مختلف گیمز دیکھ رہے ہیں

کیڈٹ کالج قلعہ عبداللہ میں اقبال لائبریری کا افتتاح، طلبہ میں مطالعہ و تحقیق کے فروغ کی جانب اہم پیش رفت

اقبال لائبریری طلبہ، اساتذہ اور اہلِ علم کے لیے مطالعہ و تحقیق کا موثر مرکز ثابت ہوگی، تقریب میں اظہارِ امید

قلعہ عبداللہ (آئی این پی) کیڈٹ کالج قلعہ عبداللہ میں علم، مطالعہ اور ادب کے فروغ کے لیے قائم کی گئی اقبال لائبریری کا باقاعدہ افتتاح کردیا گیا۔ افتتاحی تقریب میں ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی نے بطور مہمانِ خصوصی شرکت

بقیہ نمبر 29 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

ڈھاڈر، چیف انجینئر مواصلات و تعمیرات بشیر ناصر ترقیاتی عمل کا جائزہ لے رہے ہیں

سوراب میں منشیات فروشوں کے خلاف پولیس کی کارروائی، ایک ملزم گرفتار، منشیات برآمد

سوراب (آئی این پی) سوراب پولیس نے منشیات فروشوں کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ایک ملزم کو گرفتار کر کے اس کے قبضے سے منشیات برآمد کرلی۔ پولیس کے مطابق کارروائی ایس پی سوراب خورشید احمد بلوچ کی خصوصی ہدایات پر کی گئی۔ کارروائی ڈی ایس پی رایس ڈی پی او سرکل سوراب بلاول بلوچ کی نگرانی میں ایس ایچ او سٹی محمد یونس محمد شہی، ایڈیشنل ایس ایچ او محمد اسماعیل نیچاری اور پولیس ٹیم نے کی۔ پولیس نے جمعہ خان ولد محمد، قوم حسنی، سکنہ بالینہ رودینی کو گرفتار کر کے اس کے قبضے سے منشیات برآمد کی۔ گرفتار ملزم کو مزید قانونی کارروائی کے لیے حوالات منتقل کر دیا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق ملزم سے مزید تفتیش جاری ہے جبکہ سوراب میں منشیات فروشوں اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

بلوچستان سے حاصل ہونے والی گیس سے صوبے کے عوام محروم

کوئٹہ میں گیس لوڈشیڈنگ اور کم پریشر کا فوری نوٹس لیا جائے، غلام نبی مری

کوئٹہ (آئی این پی) بلوچستان نیشنل پارٹی کے سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر غلام نبی مری نے سردیوں کی شروعات کے باوجود کوئٹہ میں گیس کی لوڈشیڈنگ اور کم پریشر پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے شہریوں کی مشکلات میں مزید اضافہ

بقیہ نمبر 28 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

خدیجہ پیر محمد اور صفیہ عبدالخالق پریس کانفرنس کر رہی ہیں

جامعہ تربت کے سوشیالوجی طلبہ کا کیچ تھیلیسیمیا کیئر سینٹر کا تعلیمی دورہ

طلبہ نے مریضوں کی دیکھ بھال، اسکریننگ اور بلڈ سیمپلنگ کے طریقہ کار کا عملی مشاہدہ کیا

تربت (خ ن) جامعہ تربت کے بی ایس سوشیالوجی پروگرام کے چھٹے سمسٹر کے طلبہ نے فیکلٹی ممبر نور ل برکت کی سربراہی میں تربت میں قائم کیچ تھیلیسیمیا کیئر سینٹر کا تعلیمی و مشاہداتی دورہ کیا۔ دورے کا مقصد کمیونٹی ہیلتھ کیئر کے کام کرنے کے طریقہ کار،

بقیہ نمبر 27 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

لورالائی، اسسٹنٹ کمشنر ندیم اکرم پانی غیر قانونی کنکشنز کے حوالے سے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

مہنگائی اور پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے نے عوام کی زندگی اجیرن کردی، ذوالفقار طارقی

امن وامان قائم کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری، غفلت یا کوتاہی کے ذمہ داروں کا تعین کیا جائے

کوئٹہ (پ ر) اہل سنت و جماعت کے رہنما فیضان اولیاء کے بانی ذوالفقار علی طارقی قادری نے آستانہ عالیہ فیضان اولیاء میں وفد سے ملاقات میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ملک اس وقت انتہائی گمبھیر صورتحال سے دوچار ہے، ایسے حالات میں قومی

بقیہ نمبر 25 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

گوادر، جامعہ گوادر کے شعبہ کیمسٹری کے طلبہ کا جی ڈی اے پاک چین فرینڈشپ ہسپتال کا مطالعاتی دورہ

گوادر (یو این اے) جامعہ گوادر کے شعبہ کیمسٹری کے طلبہ نے طبی تشخیصی عمل اور کلینیکل لیبارٹری کے طریقہ کار سے عملی واقفیت حاصل کرنے کے لیے جی ڈی اے پاک چین فرینڈشپ ہسپتال، زیرِ انتظام انڈس ہسپتال اینڈ ہیلتھ نیٹورک کا مطالعاتی دورہ کیا۔ مطالعاتی دورہ فیکلٹی آف سائنس اینڈ انجینئرنگ کے ڈین ڈاکٹر محب اللہ کی ہدایات پر جبکہ شعبہ کیمسٹری کے چیئرپرسن وسیم حمید کے نے کیا۔ طلبہ کے ہمراہ شعبہ کیمسٹری کے اسسٹنٹ پروفیسر

بقیہ نمبر 26 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

بابا کوٹ، دارالامان نصیر آباد کے فنڈز میں مبینہ بے ضابطگیوں اور ناقص تعمیراتی کام کی تحقیقات کا مطالبہ

بابا کوٹ (یو این اے) محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیرِ انتظام دارالامان نصیر آباد ایک حساس نوعیت کی عمارت ہے، تاہم ذرائع کے مطابق یہاں غیر متعلقہ افراد کی مبینہ انوالومنٹ اور تعمیراتی کاموں میں مبینہ بے ضابطگیوں کے حوالے سے مختلف سوالات سامنے آ رہے ہیں۔ ذرائع کے مطابق جون 2025 میں دارالامان نصیر آباد میں تعمیراتی و مرمتی کام کرایا گیا، جس کی موجودہ صورتحال مبینہ طور پر منصوبے کی طو

بقیہ نمبر 24 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

گوادر، رکن صوبائی اسمبلی مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ آؤٹ آف اسکول چلڈرن پروگرام کے سالانہ رزلٹ ڈے کی تقریب سے خطاب کر رہے ہیں

گوادر میں 5 اکتوبر کو تکریمِ اساتذہ کی خصوصی تقریب منعقد کرنے کا فیصلہ

نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے اساتذہ کو ایوارڈز سے نوازا جائے گا، اجلاس میں فیصلہ

گوادر (آئی این پی) اساتذہ معاشرے کی علمی و فکری تربیت اور نئی نسل کی کردار سازی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، ان کی خدمات کا اعتراف اور حوصلہ افزائی تعلیمی معیار کی بہتری اور مثبت تعلیمی ماحول کے فروغ کے لیے ناگزیر ہے۔ اس سلسلے میں

بقیہ نمبر 03 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

صحبت پور، ڈپٹی کمشنر فریدہ ترین بچے کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلا کر پانچ روزہ مہم کا افتتاح کر رہی ہے

گوادر میں ٹف ٹائلز اور پیورز کا مقامی پلانٹ، نجی شعبے کی سرمایہ کاری خوش آئند ہے، ڈی جی جی ڈی اے

مقامی سطح پر تعمیراتی میٹریل کی تیاری سے وقت اور اخراجات کی بچت ہوگی، معین الرحمٰن خان

گوادر (خ ن) ڈائریکٹر جنرل گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی معین الرحمٰن خان نے گوادر میں زیرِ تعمیر ٹف ٹائلز اور پیورز کے جدید مقامی پلانٹ کا دورہ کیا اور کہا ہے کہ نجی شعبے کی جانب سے تعمیراتی شعبے میں سرمایہ کاری خوش آئند ہے، مقامی سطح پر تعمیراتی میٹریل کی

بقیہ نمبر 08 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

اورماڑہ اسسٹنٹ کمشنر ڈاکٹر ماہ نور برکت گورنمنٹ بوائز مڈل اسکول بسول اور ہڈ کے دورے کے موقع پر حاضری رجسٹر چیک کر رہی ہیں

جیوانی میں انتظامیہ کا کریک ڈاؤن، زائد نرخوں اور ناقص صفائی پر تین ہوٹلز سیل، 15 غیر قانونی ڈپوز بھی بند

میڈیکل اسٹورز اور کلینکس سے ممنوعہ ادویات ضبط، زائد المیعاد اشیا اور نان کسٹم پیڈ سگریٹس بھی قبضے میں لے لیے گئے

جیوانی (خ ن) ڈپٹی کمشنر گوادر نقیب اللہ کاکڑ کی ہدایات پر اسسٹنٹ کمشنر جیوانی طارق امام بلوچ نے دو بیست پنجا (250) کے دورے کے موقع پر مختلف ہوٹلز، دکانوں، میڈیکل اسٹورز اور کلینکس کا معائنہ کیا اور چ زائد نرخوں پر اشیاء کی فروخت اور صفائی

بقیہ نمبر 11 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

رکھنی: ماڈل بازار اور مین بازار منصوبوں کا جائزہ، ٹریفک روانی اور سڑکوں کی کشادگی پر اہم فیصلے

عدالت روڈ کلیئر کرنے، بائی پاس سے مین روڈ تک راستہ کھولنے اور بازار کی سڑک کشادہ کرنے کی ہدایت

بارکھان/رکھنی (خ ن) وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی ہدایت پر، کمشنر کوہ سلیمان ڈویژن مجیب الرحمٰن قمبرانی کی زیرِ صدارت ماڈل بازار اور مین بازار کے منصوبوں کے حوالے سے اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں تعمیراتی کام کی پیش رفت،

بقیہ نمبر 14 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

سکھ برداری کے رہنما سردار اویناش سنگھ، سردار بسنت سنگھ، سدھیر کمار، سنیل کمار اور دیگر پریس کانفرنس کر رہے ہیں

بلوچستان کے تاجر 15 سے 20 ارب روپے ڈیوٹی ٹیکس کی مد میں ادا کرتے ہیں اس کے مد میں سہولیات کا فقدان ہے

محمد ایوب مریانی

بلوچستان میں امن کے قیام کو یقینی بنا کر کاروباری حضرات کو کاروبار کے بہتر وسیع مواقع فراہم کیے جاسکتے ہیں۔ بلوچستان آئل ٹریڈرز کے چیف ایگزیکٹو حاجی رضا شاہ مینگل

بلوچستان ریونیو اتھارٹی انکم ٹیکس کے طریقہ کار کو بہتر بناتے ہوئے 0.8 فیصد کو بڑھا کر ڈیڑھ فیصد کردے تو چیزیں بہتری کی طرف جائیں گی، حاجی آغا گل خلجی

کوئٹہ (آن لائن) ایوان صنعت و تجارت کوئٹہ بلوچستان کے صدر حاجی محمد ایوب مریانی، سابق سینئر نائب صدر حاجی آغا گل خلجی اور معروف بزنس مین بلوچستان آئل ٹریڈرز کے چیف ایگزیکٹو حاجی رضا شاہ مینگل نے کہا ہے کہ بلوچستان میں امن کے قیام کو یقینی بنا کر بزنس مین تاجر برادری اور کاروباری حضرات کو کاروبار کے بہتر وسیع مواقع فراہم کیے جاسکتے ہیں۔ بگڑتی ہوئی صورتحال میں بزنس کمیونٹی

بقیہ نمبر 19 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

مرکزی مسلم لیگ کے زیراہتمام حرمین اشرفین پر حملوں کے خلاف احتجاجی مظاہرے کے شرکاء سے عقیل احمد لغاری، حافظ خلیل اللہ، اور دیگر خطاب کر رہے ہیں

لورالائی، غیر مستحق افراد میں دکانوں کی تقسیم لوکل گورنمنٹ ایکٹ کی خلاف ورزی ہے

نو تعمیر شدہ دکانیں عوام و تاجروں کا مشترکہ حق ہیں اوپن آکشن کے ذریعے نیلام کی جائیں، نعمت اللہ جلالزئی

لورالائی (نمائندہ خصوصی) پشتونخوا نیشنل عوامی پارٹی کے صوبائی ڈپٹی سیکرٹری نعمت اللہ جلالزئی نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ لورالائی میونسپل کمیٹی ایریا میں نو تعمیر شدہ دکانیں لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت عوام اور تاجروں کا مشترکہ حق ملکیت ہے

بقیہ نمبر 20 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

بلوچستان ووشو کنگفو ایسوسی ایشن کے صدر فیض اللہ خان کاکڑ، عبدالمنان اور دیگر پریس کانفرنس کر رہے ہیں

کوئٹہ تا چمن پسنجر ٹرین فوری بحال کی جائے، اسلم اچکزئی

ٹرین کی بندش سے مزدور، طلبہ، مریض اور عام شہری مہنگے سفری ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہیں

چمن (یو این اے) مظلوم عوامی تحریک پاکستان کے صوبائی صدر اسلم اچکزئی نے کوئٹہ تا چمن پسنجر ٹرین کی طویل عرصے سے بندش پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت اور متعلقہ ریلوے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ عوامی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے

بقیہ نمبر 21 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

صوبے کے دور دراز علاقوں میں سڑکوں و دیگر ترقیاتی منصوبوں پر تیزی سے کام جاری ہے

میر سلیم کھوسہ

صوبے کے دور دراز علاقوں کو بھی ترقیاتی عمل میں شامل کیا جائے گا تاکہ بنیادی ڈھانچے کی سہولیات میں موجود محرومیوں کو کم کیا جاسکے، صوبائی وزیر مواصلات

محکمہ مواصلات و تعمیرات دستیاب وسائل کے اندر رہتے ہوئے صوبے میں ترقیاتی منصوبوں کو آگے بڑھانے اور عوام کو بہتر سفری سہولیات فراہم کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کرتا رہے گا

کوئٹہ (اے این این) وزیر مواصلات و تعمیرات بلوچستان میر سلیم کھوسہ نے کہا ہے کہ صوبے کے تمام اضلاع میں جاری ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کی جا رہی ہے، عوامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ترقیاتی بجٹ کے ثمرات ہر علاقے تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ اپنے ایک بیان میں میر سلیم کھوسہ نے کہا کہ مواصلات و تعمیرات کا شعبہ بلوچستان کی ترقی میں بنیادی اہمیت رکھتا ہے، بہتر

بقیہ نمبر 01 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

پرنسپل ڈاکٹر صفیہ مینگل، ڈاکٹر فرحت، ملک عاصم خان کی افتتاحی تقریب سے پرنسپل ڈاکٹر صفیہ مینگل، ڈاکٹر فرحت، ملک عاصم خان، اکبر ساسولی اور دیگر خطاب کر رہے ہیں

قلات میں چار روزہ پولیو مہم کا آغاز، 40 ہزار 269 بچوں کو قطرے پلانے کا ہدف

پولیو ٹیمیں گھر گھر جا کر تمام بچوں کو قطرے پلانے کو یقینی بنائیں، ڈپٹی کمشنر قلات

قلات (خ ن) ڈپٹی کمشنر قلات انجینئر عائشہ زہری نے بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلا کر ضلع قلات میں چار روزہ پولیو مہم کا باقاعدہ افتتاح کر دیا۔ مہم کے دوران ضلع کی 19 یونین کونسلز میں پانچ سال تک کی عمر کے 40 ہزار 269 بچوں کو

بقیہ نمبر 02 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

تربت، ڈین فیکلٹی آف لینگویج اینڈ لٹریچر عبدالصبور بلوچ یونیورسٹی آف تربت کے ایفلیلی ایٹ کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

بلوچستان میں ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ آج ہوگا

9900 سے زائد امیدوار حصہ لیں گے

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان کے میڈیکل کالجز میں داخلے کیلئے ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ آج منعقد ہوگا،، ٹیسٹ کیلئے کوئٹہ اور اسلام آباد میں مراکز بنائے گئے ہیں، موبائل فون اور الیکٹرونک آلات لانے ممنوع قرار دیا گیا، بولان یونیورسٹی آف میڈیکل کالج اینڈ ہیلتھ سائنسز کوئٹہ کے وائس چانسلر ڈاکٹر پروفیسر شبیر لہڑی نے بتایا کہ بلوچستان کے میڈیکل کالجز میں داخلے کیلئے ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ آج اتوار کو بیوٹمز میں منعقد ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے امیدواروں کیلئے کوئٹہ اور اسلام اباد میں دو مرکز بنائے گئے ہیں جس میں بیک وقت ٹیسٹ ہوگا ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ کیلئے کوئٹہ کی بیوٹمز میں بنائے گئے مرکز میں 9200 امیدار اور اسلام اباد میں 712 امیدوار ٹیسٹ دیں گے۔ ڈاکٹر پروفیسر شبیر لہڑی نے بتایا کہ ایم ڈی کیٹ

بقیہ نمبر 09 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج اوستا محمد میں 20 کلوواٹ سولر سسٹم کا افتتاح

اسکول کی خستہ حال عمارت کا معائنہ، چھت کی مرمت کی رپورٹ 4 روز میں طلب

اوستا محمد (نامہ نگار) صوبائی وزیر لائیو اسٹاک سردارزادہ میر فیصل خان جمالی نے اوستا محمد میں مختلف تعلیمی اداروں کا دورہ کیا، گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کی خستہ حال عمارت کا معائنہ کرتے ہوئے متاثرہ چھت کی تعمیر و مرمت کے حوالے سے چار روز

بقیہ نمبر 10 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

دالبندین زامباد اسٹیکرز (1255) گروپ کے ارکان اپنے مطالبات کے حق میں دالبندین پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کر رہے ہیں

پشتون قومی جرگہ ضلع کوئٹہ مشاورتی جرگہ / اجلاس کی جھلکیاں

نواب ایاز خان جوگیزئی کے زیر صدارت شالکوٹ ہال کوئٹہ میں ضلع کوئٹہ کا جرگہ منعقد ہوا ☆ جرگہ کی صدارت پشتونخوامیپ کے مرکزی سیکرٹری نواب ایاز خان جوگیزئی نے کی ☆ جرگہ کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض پشتونخوامیپ کے مرکزی جنرل سیکرٹری عبدالرحیم زیارتوال نے سرانجام دیئے ☆ جرگہ میں پشتونخوامیپ کے مرکزی سیکرٹری ڈاکٹر حامد خان اچکزئی نے جرگہ کی اہمیت وافادیت اور خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی کی سزاؤں سے متعلق مختصراً خطاب کیا ☆ جرگہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا جس کی سعادت حاجی بسم اللہ خان نے کی ☆ جرگہ میں نواب ایاز خان جوگیزئی، عبدالرحیم زیارتوال نے موجودہ صورتحال پر تفصیلی طور پر شرکاء کو آگاہ کیا ☆ جرگہ میں سیاسی، قبائلی، سماجی شخصیات،

بقیہ نمبر 12 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

حکومت شہریوں کی جان و مال، عزت و وقار اور بنیادی حقوق کا تحفظ یقینی بنائیں

مولانا عبدالرحمٰن رفیق

جمعیت علما اسلام کوئٹہ کا ایگل اسکواڈ کے بعض اہلکاروں کے مبینہ ہتک آمیز سلوک اور رشوت طلبی پر اظہار تشویش، ذمہ دار اہلکاروں کیخلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے

ایئرپورٹ روڈ پر نوجوان سعید انور کو مبینہ تشدد کا نشانہ بنانے اور برور ی روڈ پر شہری کی ایف آئی آر درج نہ کرنے کا نوٹس لینے کا مطالبہ، عوام ایگل اسکواڈ کے رویے سے تنگ آچکے ہیں

کوئٹہ (پ ر) جمعیت علما اسلام ضلع کوئٹہ کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن رفیق، ضلعی جنرل سیکرٹری حاجی عین اللہ شمس، سینئر نائب امیر مولانا خورشید احمد، سیکرٹری اطلاعات عبدالغنی شہزاد اور ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبدالصمد ھتیار نے کہا ہے کہ کوئٹہ میں ایگل اسکواڈ کے اہلکاروں کی جانب سے شہریوں کے ساتھ ہتک آمیز سلوک اور رشوت طلب کیے جانے کے واقعات میں مسلسل اضافہ انتہائی تشویشناک

بقیہ نمبر 13 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

ڈپٹی کمشنر شیرانی کلیم اللہ کاکڑ بچے کو پولیو کے قطرے پلا کر مہم کا افتتاح کر رہے ہیں

کوہ سلیمان ڈویژن: ستمبر کی پولیو مہم کی تیاریوں کا جائزہ، ہائی رسک علاقوں پر خصوصی توجہ

بارکھان/رکھنی (خ ن) کمشنر کوہ سلیمان ڈویژن مجیب الرحمٰن قمبرانی کی زیرِ صدارت ستمبر 2026ء کی پولیو مہم کے حوالے سے ڈویژنل ٹاسک فورس کا اجلاس کمشنر آفس رکھنی میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ڈپٹی کمشنرز، ایڈیشنل کمشنر عبدالباسط بزدار، ڈویژنل ڈائریکٹر ہیلتھ/ ڈی ایچ او بارکھان ڈاکٹر حسن ڈومکی، ڈاکٹر عبداللہ، ڈویژنل پولیو سپورٹ آفیسر، ڈی پی او ڈاکٹر ناصر کھیتران، ڈپٹی ڈی ایچ او ڈاکٹر ماجد امین، ڈسٹرکٹ منیجر پی پی ایچ آئی غلام رسول کھیتران، ایم اینڈ ای آفیسر محمد ایوب سمیت متعلقہ افسران نے شرکت کی۔ اجلاس میں ستمبر کی آئندہ پولیو مہم کے لیے اضلاع کی تیاریوں، ہائی رسک یونین کونسلز، پولیو سے رہ جانے والے بچوں، سیکیورٹی پلان، نقل مکانی کرنے والی آبادی کی ویکسی نیشن، ویکسین، ضروری سامان اور کولڈ چین کی تیاریوں کا جائزہ لیا

بقیہ نمبر 15 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

لورالائی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کا آمرانہ اقدام قابل مذمت ہے، پشتونخوا ایس او

قادر خان ناصر و دیگر طلباء کیخلاف انتظامیہ کی انتقامی کارروائی قابل افسوس ہے، فوری بحالی کا مطالبہ

لورالائی (پ ر) پشتونخوا اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن جنوبی پشتونخوا زون، لورالائی یونیورسٹی کی انتظامیہ اور وائس چانسلر کی جانب سے تنظیم کے فعال کارکن اور یونیورسٹی کے ہونہار طالب علم قادر خان ناصر اور دیگر طلبہ کو سیاسی سرگرمیوں اور ذاتی بغض اور عناد کی

بقیہ نمبر 16 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

بارکھان، رکھنی، کمشنر کوہ سلیمان ڈویژن مجیب الرحمٰن قمبرانی دیگر افسران کے ہمراہ زیرِ تعمیر عدالت روڈ مین بازار کا معائنہ کر رہے ہیں

اوستہ محمد، سردار محمد ہارون جمالی نے پودا لگا کر شجر کاری مہم کا افتتاح کردیا

اوستہ محمد (نامہ نگار) سماجی تنظیم تعمیر رورل سپورٹ پروگرام (TRSP) اور محکمہ جنگلات اوستا محمد کے زیرِ اہتمام گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول میں شجرکاری مہم کا افتتاح کردیا گیا۔ مہمان خصوصی سردار محمد ہارون خان جمالی نے پودا لگا کر مہم کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اس موقع پر مقررین نے کہا کہ بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی، درجہ حرارت میں اضافے اور موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے نمٹنے کے لیے زیادہ سے زیادہ شجرکاری ناگزیر ہے۔ درخت نہ صرف ماحول کو صاف، سرسبز اور خوشگوار بناتے ہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے صحت منداور محفوظ مستقبل کی بنیاد بھی فراہم کرتے ہیں۔ انہوں نے نوجوانوں اور طلبہ پر زور دیا کہ وہ شجرکاری کو قومی و سماجی ذمہ داری سمجھتے ہوئے مہم میں بھرپور حصہ لیں۔ تقریب میں چیئرمین TRSP عبدالرشید سولنگی، ڈسٹرکٹ فاریسٹ آفیسر، افشاں فدا، ڈسٹرکٹ آفیسر ایجوکیشن محمد جمن

بقیہ نمبر 18 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

ژوب کلی دیرہ گئی تا تکڑی روڈ کو دوبارہ بحال کر کے اس پر کام شروع کیا جائے، اشرف خان مندوخیل

ژوب سے کوئٹہ منتقلی علاقے کے عوام سے ظلم وزیادتی ہے سخت احتجاج کریں گے

ژوب (نامہ نگار) کلی دیرہ گئی تا تکڑی روڈ کو دوبارہ بحال کر کے اس پر کام شروع کیا جائے روڈ کی ژوب سے کوئٹہ منتقلی علاقے کے عوام سے ظلم وزیادتی ہے سخت احتجاج کریں گے ان خیالات کا اظہار کلی دیرہ گئی تا تکڑی کے مختلف دیہاتوں سے تعلق رکھنے والے اشرف خان مندوخیل داد گل مندوخیل خواج مندوخیل چار گل مندوخیل محمد خان لالا گل زمان عبد الحلیم امیر محمد مٹھا خان اور دیگر نے پریس کلب میں پر ہجوم پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا

بقیہ نمبر 17 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

گنداواہ، ڈی ایچ او ڈاکٹر علی خان مگسی اور سی سی خاور ندیم پولیو آگاہی کے متعلق شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں

سینئر انجینئر امان اللہ جمالی کی تعیناتی، شہداد کوٹ کے گیس صارفین کو بلنگ مسائل میں ریلیف

گنداخہ (یو این اے) سوئی سدرن گیس کمپنی شہداد کوٹ کے انچارج سینئر انجینئر میر امان اللہ جمالی کی تعیناتی کے بعد گیس صارفین کو درپیش بلنگ، بقایاجات اور ادائیگی سے متعلق مشکلات کے حل میں نمایاں سہولت فراہم کیے جانے کا سلسلہ جاری ہے، جس پر شہریوں اور گیس صارفین نے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے سینئر انجینئر میر امان اللہ جمالی کے عوام دوست اقدامات کو سراہا ہے، تفصیلات کے مطابق سوئی سدرن گیس کمپنی شہداد کوٹ کے دفتر میں روزانہ کی بنیاد پر آنے والے صارفین کی شکایات اور مسائل کو سینئر انجینئر میر امان اللہ جمالی خود سنتے ہیں اور بلنگ، بقایاجات، زائد بلوں اور ادائیگی سے متعلق معاملات کے حل کے لیے متعلقہ عملے کو ضروری ہدایات جاری کرتے ہیں۔ اس دوران ایسے صارفین کو بھی سہولت فراہم کی جا رہی ہے جو بھاری بقایاجات ایک ساتھ ادا کرنے کی

بقیہ نمبر 22 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

ڈی جی پی آئی ایس پی جلال فیض کی صلاحیتوں سے انکار ممکن نہیں، رفیق جنگ

موصوف کم عرصے میں ادارے کو شفاف اور غریب دوست بنانے کیلئے پرعزم ہیں

کوئٹہ (پ ر) مسلم لیگ ن سریاب کے رہنما رفیق جنگ اور صادق ہنگوئی نے جاری کردہ مشترکہ بیان میں ڈی جی بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام جلال فیض کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کم عرصے میں بی آئی ایس پی کو شفاف اور غریب دوست بنانے کیلئے پرعزم ہیں مستحق خواتین کو عزت کے ساتھ وظائف کی ادائیگی کمیشن خوروں کا کسی حد تک خاتمہ اور دور دراز علاقوں میں بی آئی ایس پی سینٹرز کا قیام اہم کارنامہ ہے جلال فیض جیسا محنتی اور ذمہ دار

بقیہ نمبر 23 صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

روزنامہ باخبر کوئٹہ THE DAILY BAAKHABAR QUETTA
چیف ایگزیکٹو پرنٹر پبلشر شاغاسی نے آرینہ پرنٹرز نسب چیمبر شارع عدالت کوئٹہ سے چھپوا کر روزنامہ باخبر کے دفتر نسب چیمبر شارع عدالت کوئٹہ سے شائع کیا بانی اکرم اللہ خان

روزنامہ ''باخبر'' کوئٹہ 20 ستمبر 2026ء

کفایت شعاری مہم کی منظوری، کیا حکومت واقعی سنجیدہ ہے؟

وزیراعظم محمد شہباز شریف نے مشرق وسطی میں کشیدگی کی وجہ سے عالمی منڈی میں پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے کے تناظر میں ملک بھر میں سادگی و کفایت شعاری مہم کی منظوری دے دی۔ یہ فیصلہ اسلام آباد میں وزیراعظم کی زیرصدارت منعقدہ کفایت شعاری اور توانائی کے تحفظ کے اقدامات پر اہم اجلاس میں کیا گیا جس میں وزیراعظم نے کہا کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں اضافے سے پوری دنیا مہنگائی کی لپیٹ میں ہے، سب سے پہلے حکومت اور اشرافیہ سے قربانی کا آغاز کیا جائے گا۔ اجلاس میں حکومتی اخراجات میں کمی، ایندھن کے تحفظ اور سرکاری وسائل کے موثر استعمال کے لیے اضافی کفایت شعاری اقدامات کا جائزہ لیا گیا۔ سرکاری گاڑیوں کے لیے ایندھن میں تین ماہ کے لیے 50 فیصد کمی کے اقدام پر عمل درآمد کی منظوری دی گئی۔ ایمبولینسز، فائر بریگیڈ، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور ضروری خدمات کی گاڑیاں اس اقدام سے مستثنیٰ ہوں گی جبکہ انتظامی یا غیر آپریشنل نوعیت کی گاڑیوں کے لیے استثنا کی اجازت نہیں ہوگی۔ تین ماہ کے لیے سرکاری دوروں اور بیرون ملک سفری سرگرمیوں پر بھی پابندی عائد کر دی گئی۔ ناگزیر بیرونِ ملک دوروں کی صورت میں وزرا، مشیران، وزرائے مملکت، معاونین خصوصی اور سرکاری افسران اکانومی کلاس میں سفر کریں گے۔

اجلاس میں سرکاری امور کے لیے ویڈیو کانفرنسنگ اور ٹیلی کانفرنسنگ کے زیادہ سے زیادہ استعمال، سرکاری عشائیوں کے انعقاد پر پابندی، سوائے غیر ملکی وفود کے اعزاز میں ضروری عشائیوں اور حکومت کے زیراہتمام سرکاری سیمینارز، تربیتی پروگراموں اور کانفرنسوں کے انعقاد میں غیرضروری اخراجات سے گریز کرنے کی بھی منظوری دی گئی۔

وزیراعظم کو بتایا گیا کہ کفایت شعاری اور ایندھن کے تحفظ کے اقدامات کی نگرانی کے لیے قائم کمیٹی وزارتوں، ڈویژنز، محکموں، سرکاری اداروں اور صوبائی حکومتوں سے عمل درآمد رپورٹس حاصل کرے گی۔ عدم تعمیل اور رکاوٹوں کی نشاندہی کر کے اصلاحی اقدامات تجویز کرے گی اور وزیراعظم کو ہفتہ وار پیش رفت کی رپورٹ پیش کرے گی۔ وزیراعظم محمد شہباز شریف نے ہدایت کی کہ کفایت شعاری کے اقدامات پر بلاامتیاز عمل درآمد یقینی بنایا جائے اور حکومتی اخراجات میں کمی کے ساتھ ساتھ توانائی اور ایندھن کے تحفظ کے لیے تمام ممکنہ اقدامات بروئے کار لائے جائیں۔

یہاں بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا سادگی اور کفایت شعاری کے یہ اعلانات پہلی بار ہو رہے ہیں؟ کیا اس ملک کی تاریخ میں ایسی کفایت شعاری مہمات پہلے کبھی نہیں چلائی گئیں؟ اور اگر چلائی گئیں تو ان کا نتیجہ کیا نکلا؟ حقیقت یہ ہے کہ سادگی و کفایت شعاری کے اعلانات پاکستان میں ہر حکومت کا وہ روایتی ہتھیار ہیں جو معاشی بحران کے وقت عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جب بھی مہنگائی بے قابو ہوتی ہے، روپیہ بے وقعت ہوتا ہے، عوام کی چیخیں بلند ہونے لگتی ہیں تو حکمران طبقہ سادگی اور کفایت شعاری کا اعلان کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ بھی عوام کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہے لیکن حقیقت میں حکمران و اشرافیہ اسی شان و شوکت سے سرکاری وسائل سے مستفید ہوتے رہتے ہیں جیسے پہلے ہوتے تھے۔

یہ کیسی تکلیف دہ بات ہے کہ جس ملک کی آدھی سے زیادہ آبادی خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہو اور جہاں ایک عام آدمی کے لیے دو وقت کی روٹی کا حصول جوئے شیر لانے کے مترادف ہو، اسی ملک میں حکمرانوں اور بیوروکریسی کے لیے مفت بجلی، مفت پٹرول، مفت گاڑیاں، ایگزیکٹو الاونسز اور نجانے کتنی مراعات و سہولیات کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ یہ سلسلہ صرف موجودہ حکومت کا نہیں بلکہ ہر حکومت کا وتیرہ رہا ہے۔ یہ سوال بجا طور پر اٹھایا جانا چاہیے کہ ایک ایسا ملک جو مسلسل معاشی بحرانوں سے دوچار ہے اور جو آئی ایم ایف کے پروگراموں پر انحصار کیے بغیر اپنا نظام نہیں چلا سکتا اس کے پاس سادگی و کفایت شعاری کے سوا بھی کوئی اور آپشن موجود ہے؟ اصل آپشن تو یہ ہے کہ حکمران طبقے اور بیوروکریسی کی وہ تمام مراعات و سہولیات جو سرکاری خزانے سے فراہم کی جاتی ہیں مستقل بنیادوں پر ختم کر دی جائیں، سرکاری افسران کو ملنے والی مفت بجلی اور مفت پٹرول کی سہولت کو مستقل طور پر بند کیا جائے، بیوروکریسی کے ایگزیکٹو الاونس جیسی عیاشیاں فوری طور پر ختم کی جائیں، حکمرانوں کے پروٹوکول، سرکاری وسائل سے چلنے والے کیمپ آفس اور بے تحاشا سکیورٹی کے اخراجات میں کمی لائی جائے۔

یہاں یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ جب عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں بڑھتی ہیں تو اس کا براہِ راست اثر ٹرانسپورٹ کے کرایوں، اشیائے خورونوش کی قیمتوں اور بجلی کی پیداواری لاگت پر پڑتا ہے۔ اس سب کا بوجھ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اسی طبقے پر پڑتا ہے جو پہلے ہی غربت کی لکیر کے آس پاس زندگی گزار رہا ہے۔ ایک مزدور، ایک دیہاڑی دار، ایک چھوٹا دکاندار، ایک سرکاری ملازم جو تنخواہ دار طبقے میں شمار ہوتا ہے یہ سب وہ لوگ ہیں جو مہنگائی کی اس نئی لہر کا براہِ راست خمیازہ بھگتتے ہیں۔ دوسری جانب وہ طبقہ ہے جو سرکاری وسائل سے مفت بجلی، مفت پٹرول اور دیگر مراعات و سہولیات سے مستفید ہو رہا ہے اسے تیل کی قیمتوں میں اضافے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس کے اخراجات کا بوجھ تو ریاست اٹھاتی ہے۔

یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جسے حکمران طبقہ ہمیشہ نظرانداز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ سادگی مہم کا اصل امتحان یہ نہیں کہ سرکاری گاڑیوں میں پٹرول کی مقدار کتنی کم کی جائے بلکہ یہ ہے کہ کیا حکمران طبقہ اور اشرافیہ اپنی ان مراعات و سہولیات سے دستبردار ہونے کو تیار ہیں جو انھیں براہِ راست عوام کے خون پسینے کی کمائی سے فراہم کی جاتی ہیں؟ کیا وزیراعظم اور ان کی کابینہ اس بات کا اعلان کریں گے کہ آئندہ کوئی بھی وزیر، مشیر یا اعلیٰ سرکاری افسر مفت بجلی اور مفت پٹرول کی سہولت سے مستفید نہیں ہوگا؟ کیا ایگزیکٹو الاونس کے نام پر بیوروکریسی کو دی جانے والی خطیر رقوم کا سلسلہ بند کیا جائے گا؟ کیا سرکاری افسران کی لامحدود گاڑیوں کے بیڑے، ان کے دفاتر کی آرائش و زیبائش پر ہونے والے اخراجات اور بیرونِ ملک تربیتی دوروں کے نام پر ہونے والی سیر و تفریح پر قدغن لگائی جائے گی؟ اگر ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے تو پھر مان لیجیے کہ سادگی مہم کے یہ اعلانات محض دکھاوے کے سوا کچھ نہیں۔ یہ وہی پرانا طریقہ ہے جو ہر بحران کے موقع پر اختیار کیا جاتا ہے تاکہ عوام کو یہ تاثر دیا جاسکے کہ حکومت بھی ان کے ساتھ ہے حالانکہ حقیقت میں حکمران طبقے اور عوام کے درمیان فاصلہ کم ہونے کے بجائے مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔

اگر شہباز شریف واقعی عوام کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہیں اور انھیں واقعی اس بات کا احساس ہے کہ ملک کی نصف سے زائد آبادی غربت کی چکی میں پس رہی ہے تو انھیں محض سرکاری گاڑیوں کے پٹرول میں کٹوتی جیسے علامتی اقدامات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایسے ٹھوس اقدامات کرنا چاہئیں جن سے ملک اور عوام کو واقعی فائدہ پہنچے اور اشرافیہ کے اس ملک پر تسلط کو کمزور کیا جائے۔ اس سلسلے میں دیگر اہم اقدامات کے ساتھ ساتھ یہ اقدام بھی کیا جانا چاہیے کہ اشرافیہ کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے اور ان سے ٹیکس کا حصہ بقدر جثہ وصول کیا جائے اور جو کچھ بھی کرنا ہے اسے محض اعلانات تک محدود نہ رکھیں بلکہ ان اقدامات پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں اور اس سب کی نگرانی کے لیے کوئی آزاد و خودمختار طریقہ کار وضع کریں تاکہ عوام کو یقین ہو سکے کہ یہ محض کاغذی کارروائی نہیں۔

تیل کی آگ اور کفایت شعاری کی دستک

تحریر: رفیع صحرائی

پاکستان ہی نہیں پوری دنیا اس وقت توانائی کے بحران میں مبتلا ہے۔ اس بحران کی شدت کو کم کرنے کے لیے پاکستان نے بچت کا راستہ اختیار کیا ہے جسے فوری طور پر نافذ العمل کر دیا گیا ہے۔

ماضی میں جنگیں کبھی زمینوں کے لیے لڑی جاتی تھیں، کبھی سمندروں کے لیے اور کبھی نظریات کے لیے، مگر آج کی دنیا میں توانائی بھی ایک بڑی طاقت ہے۔ اور یہ طاقت بہت زیادہ اہم بھی ہے۔ جس ملک کے پاس تیل، گیس اور توانائی کے ذرائع ہیں، اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے اور جس ملک کا انحصار دوسروں کی توانائی پر ہو، عالمی بحران اس کے دروازے پر دستک ضرور دیتا ہے۔ آج پاکستان بھی اسی دستک کو سن رہا ہے۔

مشرقِ وسطی میں جاری جنگی کشیدگی اور آبنائے ہرمز کے ذریعے تیل کی ترسیل میں رکاوٹوں نے عالمی توانائی منڈی کو شدید متاثر کیا ہے۔ امریکی انرجی انفارمیشن ایڈمنسٹریشن کے مطابق 2026 کی دوسری سہ ماہی میں آبنائے ہرمز سے خام تیل اور پٹرولیم مصنوعات کی ترسیل میں خلل کے باعث برینٹ خام تیل کی قیمت ایک موقع پر 118 ڈالر فی بیرل تک پہنچ گئی۔

یہ صرف اعداد و شمار نہیں، بلکہ دنیا کی معیشت کے لیے خطرے کی گھنٹی ہیں۔ پاکستان جیسے ملک کے لیے یہ صورت حال یقیناً زیادہ تشویش ناک ہے۔ درآمدی ایندھن مہنگا ہو تو صرف پٹرول مہنگا نہیں ہوتا، ٹرانسپورٹ کے اخراجات بڑھتے ہیں، بجلی کی پیداواری لاگت متاثر ہوتی ہے، صنعت پر دباؤ بڑھتا ہے، اشیائے ضروریہ کی قیمتیں متاثر ہوتی ہیں اور بالآخر عام آدمی کے گھریلو بجٹ پر بوجھ پڑتا ہے۔

ایسے وقت میں حکومت نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بظاہر سادہ ہے مگر اس کے پیچھے ایک واضح معاشی منطق موجود ہے کہ جتنا ایندھن بچایا جاسکے، جتنا غیر ضروری خرچ روکا جاسکے، اتنا ہی بحران کا دباؤ کم کیا جاسکتا ہے۔ حکومت نے بازاروں، دکانوں اور شاپنگ مالز کو رات نو بجے بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ شادی ہالز اور مارکیز رات دس بجے تک بند ہوں گے جبکہ ریسٹورنٹس، کیفے اور فوڈ آؤٹ لیٹس کے لیے رات گیارہ بجے تک کی حد مقرر کی گئی ہے۔ شادی کی تقریبات میں ون ڈش کی پابندی بھی اسی کفایت شعاری مہم کا حصہ ہے۔ ٹیک اوے اور ہوم ڈیلیوری کو البتہ استثنا دیا گیا ہے۔

لیکن اس فیصلے کا زیادہ اہم پہلو شاید وہ ہے جو سرکاری دفاتر کے دروازوں کے اندر سے شروع ہوتا ہے۔ سرکاری گاڑیوں کے لیے تین ماہ تک ایندھن کی فراہمی میں پچاس فیصد کمی کی گئی ہے۔ غیر ترقیاتی اخراجات میں پانچ فیصد کمی، نئی گاڑیوں کی خریداری پر پابندی، غیر ضروری اشیا کی خریداری روکنے، سرکاری بیرونِ ملک دوروں کو تین ماہ کے لیے محدود کرنے، ویڈیو کانفرنسنگ کو ترجیح دینے اور غیر ضروری سرکاری عشائیوں و تقریبات سے گریز جیسے اقدامات بھی حکومت کی طرف سے کیے گئے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے کہ کفایت شعاری کا آغاز صرف عام شہری سے نہیں بلکہ ریاستی مشینری سے بھی کیا گیا ہے۔

بحران کے دنوں میں حکمران اگر قوم سے قربانی مانگیں اور خود مراعات و اخراجات میں کمی نہ کریں تو الفاظ اپنا اثر کھو دیتے ہیں۔ اس کے برعکس جب حکومت سرکاری گاڑیوں کے ایندھن سے لے کر سرکاری دوروں تک اپنے اخراجات محدود کرنے کی کوشش کرتی ہے تو کفایت شعاری کا پیغام زیادہ مؤثر انداز میں عوام تک پہنچتا ہے۔

دنیا کے بڑے ملک بھی اس بحران سے محفوظ نہیں۔ امریکہ خود ایک بڑی توانائی طاقت اور پٹرولیم مصنوعات کا بڑا برآمد کنندہ ہے، مگر عالمی توانائی منڈی کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی ملک مکمل طور پر اس سے الگ نہیں رہ سکتا۔ آبنائے ہرمز میں خلل کے باعث امریکی ریفائنریوں، پٹرولیم مصنوعات کی برآمدات اور عالمی سپلائی کے راستوں پر بھی اثرات مرتب ہوئے۔ امریکی انرجی انفارمیشن ایڈمنسٹریشن کے مطابق 2026 کی دوسری سہ ماہی میں امریکی ڈسٹلیٹ اور جیٹ فیول کی برآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا، کیونکہ عالمی منڈی میں ریفائنڈ مصنوعات کی طلب اور سپلائی کے دباؤ میں اضافہ ہوا تھا۔ یعنی بحران کی نوعیت ایسی ہے کہ تیل پیدا کرنے والے، تیل برآمد کرنے والے اور تیل درآمد کرنے والے، سب کسی نہ کسی درجے میں متاثر ہو رہے ہیں۔

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ نے بھی موجودہ صورتحال کو عالمی تیل منڈی کے بڑے جھٹکوں میں شمار کرتے ہوئے نشاندہی کی ہے کہ جنگی حالات نے آبنائے ہرمز کو عملاً متاثر کیا، جہاں سے عالمی تیل اور پٹرولیم مصنوعات کا تقریباً پانچواں حصہ گزرتا ہے۔ اس تناظر میں پاکستان کی کفایت شعاری مہم کو محض بازار جلد بند کرنے کا فیصلہ سمجھنا مناسب نہیں ہوگا۔ یہ دراصل ایک بڑے بحران کے مقابلے میں طلب کم کرنے، ایندھن بچانے اور سرکاری اخراجات قابو میں رکھنے کی کوشش ہے۔

ہمارا اصل امتحان بھی یہاں سے شروع ہوتا ہے اور چند سوالات بھی جنم لیتے ہیں۔ ہمیں یہ طے کرنا ہوگا کہ موجودہ بحران ختم ہونے کے بعد بھی کیا ہم توانائی کی بچت کے معاملے میں اسی سنجیدگی کو برقرار رکھ سکیں گے؟ کیا ہم شمسی توانائی، پن بجلی، ہوا سے بجلی پیدا کرنے، توانائی مؤثر ٹیکنالوجی، پبلک ٹرانسپورٹ اور مقامی وسائل پر مستقل سرمایہ کاری کریں گے؟ کیا ہمارے شہروں میں توانائی کے ضیاع کو معمول کی بات سمجھنا ختم ہو جائے گا؟

بحران ہمیں صرف مشکل حالات ہی نہیں دیتا، سبق بھی دیتا ہے۔ حکومت کے حالیہ اقدامات اس اعتبار سے اہم ہیں کہ ان اقدامات نے ایک بار پھر کفایت شعاری کو قومی بحث کا موضوع بنا دیا ہے۔ ضروری خدمات کو اوقات کار کی پابندی سے مستثنیٰ رکھنا بھی اچھا فیصلہ ہے۔ ہسپتال، فارمیسی، کلینکس، میڈیکل لیبارٹریاں، پٹرول پمپس، بیکریاں، تندور، دودھ کی دکانیں، الیکٹرک وہیکل چارجنگ اسٹیشنز اور دیگر ضروری شعبے اس پابندی سے باہر رکھے گئے ہیں۔ یہ توازن ضروری ہے کہ بچت بھی ہو اور زندگی بھی چلتی رہے۔

آج کے حالات نے اس سوچ کو بھی جنم دیا ہے کہ پاکستان کو صرف سستی توانائی نہیں، محفوظ توانائی کی ضرورت ہے۔ ایسی توانائی جو کسی دور دراز جنگ، کسی سمندری راستے کی بندش یا عالمی منڈی کے ایک جھٹکے سے ہماری معیشت کو ہلا نہ دے۔

دنیا اس وقت تیل کی آگ میں گھری ہوئی ہے۔ پاکستان نے اس آگ کے سامنے پانی کا ایک چھوٹا سا پیالہ رکھا ہے۔ یہ کفایت شعاری کا پیالہ ہے۔ یہ اکیلے تو شاید بحران کو ختم نہ کر سکے، لیکن اگر ریاست اور عوام مل کر ایک ایک بوند بچانے کا عزم کر لیں تو یہی بوندیں آنے والے دنوں میں ایک بڑے قومی ذخیرے کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔

بحران ہمیشہ کے لیے نہیں رہتے، مگر بحرانوں سے سیکھے گئے سبق قوموں کے مستقبل بدل دیتے ہیں۔ اب فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم صرف آج کا ایندھن بچاتے ہیں یا آنے والی نسلوں کی توانائی بھی محفوظ کرتے ہیں۔

کونسلوں کے مالی معاملات پر سنگین سوالات

تحریر: انجینئر بخت سید یوسفزئی

برطانیہ میں مقامی کونسلیں شہریوں کو بنیادی سہولیات فراہم کرنے اور عوام سے وصول کیے جانے والے ٹیکس کو درست اور شفاف انداز میں خرچ کرنے کی ذمہ دار ہیں، لیکن مختلف کونسلوں سے سامنے آنے والے حالیہ اور سابقہ معاملات نے سرکاری اداروں میں نگرانی، مالی نظم و ضبط اور جواب دہی پر سنجیدہ سوالات اٹھا دیے ہیں۔

مختلف علاقوں میں مالی بے ضابطگیوں، سرکاری معاہدوں، عوامی رقم کے استعمال اور انتظامی فیصلوں سے متعلق تحقیقات جاری رہتی ہیں۔ بعض معاملات میں دھوکا دہی کے شواہد سامنے آئے، جبکہ کچھ واقعات میں تحقیقات کے باوجود بدعنوانی ثابت نہیں ہوئی۔

یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ کسی شخص یا ادارے کے خلاف تحقیقات شروع ہونا جرم ثابت ہونے کے برابر نہیں۔ ہر معاملے میں شواہد جمع کیے جاتے ہیں، متعلقہ افراد کا مقف سنا جاتا ہے اور جہاں ضروری ہو وہاں عدالت حتمی فیصلہ کرتی ہے۔

مقامی حکومتوں کے حوالے سے سب سے بڑا سوال عوامی رقم کا ہے۔ برطانیہ کے شہری بھاری مقدار میں ٹیکس ادا کرتے ہیں اور انہیں یہ توقع ہوتی ہے کہ ان کی رقم سڑکوں، صفائی، رہائش، بچوں کی نگہداشت، سماجی خدمات اور دیگر ضروری کاموں پر دیانت داری سے خرچ ہوگی۔

حالیہ عرصے میں مختلف کونسلوں میں سرکاری معاہدوں سے متعلق بھی سوالات اٹھے ہیں۔ بعض معاملات میں حساس معلومات کے غیر مجاز افراد تک پہنچنے کی تحقیقات ہوئیں، جبکہ بعض جگہوں پر یہ جانچ کی گئی کہ بڑے مالی فیصلے کس طریقے سے کیے گئے تھے۔

اگرچہ ہر انتظامی غلطی کو بدعنوانی قرار نہیں دیا جاسکتا، لیکن سرکاری اداروں میں معمولی غفلت بھی بڑے مالی نقصان کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی لیے بڑے معاہدوں اور اہم فیصلوں کی مکمل دستاویزات اور آزادانہ جانچ انتہائی ضروری ہے۔

انگلینڈ میں بچوں کی نگہداشت کا شعبہ بھی شدید دباؤ کا شکار ہے۔ حالیہ تحقیقات میں سامنے آیا کہ کونسلوں نے ایسے بچوں کے لیے غیر رجسٹرڈ رہائشی انتظامات پر تقریبا 250 ملین پاؤنڈ خرچ کیے جن کے لیے مناسب منظور شدہ نگہداشت کی جگہیں دستیاب نہیں تھیں۔

رپورٹ کے مطابق تقریبا 1800 ایسے انتظامات کیے گئے جن میں بچوں کو غیر رجسٹرڈ رہائشی مقامات پر رکھا گیا۔ اس معاملے میں صرف عوامی رقم کا سوال نہیں بلکہ ان بچوں کی حفاظت، تعلیم اور مستقبل بھی براہ راست متاثر ہوتا ہے۔

بعض کونسلوں کا مقف ہے کہ مناسب رہائشی جگہوں کی شدید کمی نے انہیں مشکل فیصلے کرنے پر مجبور کیا۔ تاہم سوال یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا کیوں ہوئے اور اتنی بڑی رقم خرچ ہونے کے باوجود مؤثر نگرانی کیوں نہ ہو سکی۔

کونسلوں کے مالی معاملات میں دھوکا دہی بھی ایک مستقل مسئلہ ہے۔ بعض مقامات پر کونسل ٹیکس، رہائشی سہولیات اور دیگر عوامی خدمات سے متعلق غلط معلومات دے کر مالی فائدہ حاصل کرنے کی کوششوں کا سراغ لگایا گیا ہے۔

کئی کونسلوں میں باقاعدہ تفتیشی شعبے قائم ہیں جو مشتبہ دھوکا دہی کی شکایات کی جانچ کرتے ہیں۔ جہاں جرم ثابت ہو جائے وہاں رقم واپس لینے، جرمانے یا قانونی کارروائی جیسے اقدامات کیے جاتے ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کونسلوں کے خلاف سامنے آنے والی ہر شکایت بدعنوانی نہیں ہوتی۔ کئی مرتبہ کونسل کے ملازمین یا منتخب نمائندوں کے فیصلے انتظامی غلطی، ناقص منصوبہ بندی یا کمزور نگرانی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

تاہم جب مالی نقصان بہت زیادہ ہو تو معاملہ زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔ ماضی میں Thurrock Council سمیت بعض کونسلیں بڑے مالی فیصلوں اور سرمایہ کاری کے باعث شدید مشکلات کا شکار ہوئیں، جس کے نتیجے میں مقامی حکومت کے مالی انتظام پر ملک بھر میں بحث ہوئی۔

ایسے واقعات نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ کونسلوں کو بڑے مالی خطرات مول لینے کی اجازت کس حد تک ہونی چاہیے۔ عوامی رقم کے بارے میں فیصلہ کرتے وقت فوری فائدے کے بجائے طویل مدتی خطرات کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے۔

مقامی حکومتوں کو اس وقت مالی دباؤ کا بھی سامنا ہے۔ بڑھتے ہوئے اخراجات، سماجی خدمات کی ضرورت اور محدود وسائل نے کئی کونسلوں کے لیے بجٹ بنانا مشکل کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں مالی بے ضابطگی کا معمولی واقعہ بھی شہری خدمات کو متاثر کر سکتا ہے۔

اسی لیے ماہرین بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کونسلوں میں آزادانہ مالی جانچ اور مضبوط نگرانی کا نظام ہونا چاہیے۔ بڑے معاہدوں کی منظوری، رقم کی ادائیگی اور سرکاری وسائل کے استعمال کا واضح ریکارڈ موجود ہونا چاہیے۔

عوامی نمائندوں اور اعلیٰ افسران کی ذمہ داری بھی بہت اہم ہے۔ اگر کوئی فیصلہ عوامی خزانے پر بڑا بوجھ ڈال سکتا ہو تو اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا اور ممکنہ خطرات کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

اسی طرح اگر کسی افسر یا نمائندے پر سنگین الزام سامنے آئے تو تحقیقات کو سیاسی وابستگی یا ذاتی تعلقات سے بالاتر ہو کر آگے بڑھنا چاہیے۔ قانون سب کے لیے برابر ہونا چاہیے اور عوامی عہدہ کسی کو جواب دہی سے مستثنیٰ نہیں کرتا۔

برطانیہ کے شہری اپنی کونسلوں سے صرف بہتر سہولیات نہیں بلکہ دیانت داری اور شفافیت بھی چاہتے ہیں۔ ٹیکس ادا کرنے والے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کی محنت کی کمائی کہاں خرچ ہو رہی ہے اور اس رقم کے استعمال کی نگرانی کون کر رہا ہے۔

اگر کسی کونسل میں بدعنوانی ثابت ہو جائے تو ذمہ دار افراد کے خلاف سخت قانونی کارروائی ہونی چاہیے، لیکن جہاں صرف شک یا الزام ہو وہاں انصاف کے تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ الزام اور جرم میں فرق برقرار رہنا چاہیے۔

اصل ضرورت ایک ایسے نظام کی ہے جس میں غلطی یا بدعنوانی سامنے آنے کے بعد کارروائی کرنے کے بجائے پہلے ہی مضبوط حفاظتی اقدامات موجود ہوں۔ شفاف خریداری، آزادانہ مالی جانچ اور باقاعدہ نگرانی بدعنوانی کے امکانات کو کم کر سکتی ہے۔

عوامی اداروں میں اعتماد ایک دن میں قائم نہیں ہوتا۔ شہری اس وقت اپنے نمائندوں پر اعتماد کرتے ہیں جب انہیں محسوس ہو کہ فیصلے کھلے انداز میں کیے جا رہے ہیں اور کسی بھی غلطی پر ذمہ داروں سے جواب طلب کیا جاتا ہے۔

مقامی حکومتیں دراصل عوام کے قریب ترین سرکاری اداروں میں شمار ہوتی ہیں۔ ان کے فیصلوں کا براہ راست اثر عام شہری کی روزمرہ زندگی پر پڑتا ہے، اس لیے ان کے مالی اور انتظامی معاملات میں شفافیت کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔

برطانیہ میں مختلف کونسلوں سے متعلق سامنے آنے والی تحقیقات ایک واضح پیغام دیتی ہیں کہ عوامی رقم کو امانت سمجھ کر استعمال کرنا ہوگا۔ جہاں بدعنوانی ہو وہاں سخت احتساب ضروری ہے، جہاں انتظامی کمزوری ہو وہاں اصلاحات ہونی چاہئیں، اور جہاں محض الزام ہو وہاں مکمل اور غیر جانب دارانہ تحقیقات ہونی چاہئیں۔

کسی بھی جمہوری نظام کی مضبوطی صرف قوانین سے نہیں بلکہ ان قوانین پر دیانت داری سے عمل درآمد سے ہوتی ہے۔ برطانیہ کی مقامی کونسلوں کے لیے بھی اصل امتحان یہی ہے کہ وہ عوامی پیسے کی حفاظت، شفاف فیصلوں اور مؤثر احتساب کو یقینی بنا کر شہریوں کا اعتماد مزید مضبوط کریں۔

اسمارٹ لاک ڈاؤن: عارضی حل یا ناکامی؟

تحریر: حمید علی

پاکستان اس وقت توانائی کے ایک ایسے بحران کی طرف بڑھ رہا ہے جس کے اثرات محض پٹرول اور ایندھن کی قیمتوں تک محدود نہیں، بل کہ ملکی معیشت، کاروباری سرگرمیوں، عوامی زندگی اور مستقبل کی معاشی منصوبہ بندی پر بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ حکومت کی جانب سے توانائی کے بحران سے نمٹنے کے لیے اسمارٹ لاک ڈاؤن جیسے اقدامات پر غور اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ صورتِ حال معمول کے انتظامی فیصلوں سے آگے بڑھ چکی ہے۔ اگر جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو دفاتر، شاہراہوں اور دیگر سرگرمیوں کو محدود کرنے کی تجاویز زیرِ غور ہیں تو ان کا بنیادی مقصد ایندھن کی کھپت کم کرنا اور دستیاب وسائل کو زیادہ دیر تک برقرار رکھنا ہو سکتا ہے۔

تاہم، سوال یہ ہے کہ کیا ایسے اقدامات کسی مستقل حل کی بنیاد بن سکتے ہیں یا یہ محض ایک عارضی بندوبست ثابت ہوں گے؟

توانائی کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کی بنیادی ضرورت ہے۔ صنعت کا پہیہ ہو یا زراعت کا نظام، کاروباری مراکز ہوں یا شہری نقل و حمل، ہر شعبہ توانائی کی مسلسل فراہمی سے وابستہ ہے۔ جب ایندھن کی دستیابی یا قیمتوں میں غیر یقینی پیدا ہوتی ہے تو اس کے اثرات براہِ راست عام شہری کی زندگی تک پہنچتے ہیں۔ اشیائے ضروریہ کی نقل و حمل مہنگی ہوتی ہے، پیداواری لاگت میں اضافہ ہوتا ہے اور متوسط و کم آمدنی والے طبقے پر مالی دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ ایسے حالات میں حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف فوری بچت کے طریقوں پر توجہ نہ دے، بل کہ توانائی کے پورے نظام کی پائیداری کو اپنی ترجیحات میں شامل کرے۔

دنیا کے مختلف خطوں میں پیدا ہونے والی کشیدگیاں عالمی توانائی کے نظام کو متاثر کر سکتی ہیں۔ مشرقِ وسطی میں سعودی عرب اور حوثیوں کے درمیان تنازعات، ایران اور امریکہ کے درمیان کشیدگی اور خطے میں موجود دیگر جغرافیائی سیاسی خطرات عالمی منڈیوں میں تیل کی ترسیل، قیمتوں اور سپلائی چین کے حوالے سے غیر یقینی پیدا کر سکتے ہیں۔ پاکستان جیسے ممالک، جو اپنی توانائی کی ضروریات کے ایک بڑے حصے کے لیے درآمدات پر انحصار کرتے ہیں، ان حالات سے متاثر ہونے کے امکانات رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی ذمہ دار حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ عالمی حالات کا جائزہ لے کر پہلے سے ایسے منصوبے تیار کرے جو ممکنہ بحران کے اثرات کو کم کر سکیں۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہماری توانائی کی پالیسی محض بحران آنے کے بعد ردِعمل دینے تک محدود ہے یا اس میں مستقبل کی ضروریات کو بھی پیشِ نظر رکھا جاتا ہے؟ اگر حکومت کو آج ایندھن کی کھپت کم کرنے کے لیے دفاتر بند رکھنے، شاہراہوں پر سرگرمیاں محدود کرنے یا ہفتے کے مخصوص دنوں میں کاروباری معمولات تبدیل کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے تو اس سوال پر غور کرنا چاہیے کہ ان اقدامات کی ضرورت سے پہلے کون سی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ کسی بھی ملک میں ہنگامی اقدامات ناگزیر ہو سکتے ہیں، لیکن انہیں مستقل حکمتِ عملی کا متبادل نہیں بنایا جا سکتا۔

اسمارٹ لاک ڈاؤن کے ذریعے ایندھن کی کھپت کم کرنے کا تصور بظاہر فوری دباؤ کو کم کرنے میں مدد دے سکتا ہے، مگر اس کے ساتھ کئی عملی سوالات بھی جنم لیتے ہیں۔ دفاتر کی بندش سے سرکاری و نجی اداروں کی کارکردگی کس حد تک متاثر ہوگی؟ کاروباری سرگرمیوں میں کمی سے روزانہ اجرت پر کام کرنے والے افراد، چھوٹے تاجروں اور ٹرانسپورٹ کے شعبے پر کیا اثر پڑے گا؟ اگر شہریوں کو اپنی نقل و حرکت محدود کرنا پڑے تو کیا متبادل سہولیات دستیاب ہوں گی؟ ان سوالات کے واضح جوابات کے بغیر کوئی بھی پالیسی عوام کے لیے مزید مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔

توانائی کی بچت ضروری ہے، لیکن بچت اور معاشی سرگرمیوں میں توازن قائم کرنا بھی اتنا ہی اہم ہے۔ اگر کسی بحران کے دوران سرکاری اداروں میں توانائی کے استعمال کو محدود کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ بجلی اور ایندھن کے ضیاع کو روکنے، سرکاری گاڑیوں کے استعمال کی نگرانی، غیر ضروری روشنی اور ایئر کنڈیشننگ میں کمی، اور سرکاری عمارتوں کی توانائی کی کارکردگی بہتر بنانے جیسے اقدامات بھی کیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح بچت کا بوجھ صرف عوامی نقل و حرکت اور کاروباری سرگرمیوں پر نہیں پڑے گا، بل کہ حکومتی نظام بھی اپنی ذمہ داری کا عملی مظاہرہ کرے گا۔

پاکستان کو توانائی کے بحران سے نمٹنے کے لیے قلیل مدتی اقدامات کے ساتھ ساتھ طویل مدتی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ مقامی وسائل سے توانائی کی پیداوار، شمسی اور ہوا سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبے، توانائی کے ذخیرے، بہتر ترسیلی نظام اور درآمدی ذرائع میں تنوع ایسی ترجیحات ہیں جن پر مسلسل توجہ درکار ہے۔ اسی طرح تیل کے ذخائر اور ہنگامی حالات کے لیے قومی سطح پر منصوبہ بندی بھی اہمیت رکھتی ہے۔ اگر عالمی منڈی میں قیمتیں بڑھیں یا کسی خطے میں جنگ کے باعث سپلائی متاثر ہو تو ملک کے پاس متبادل انتظامات موجود ہونے چاہییں۔

اس سلسلے میں پارلیمان، ماہرینِ توانائی، کاروباری نمائندوں اور متعلقہ اداروں کے درمیان سنجیدہ مشاورت ضروری ہے۔ توانائی کی پالیسی صرف وزارتوں اور سرکاری دفاتر تک محدود معاملہ نہیں، بل کہ اس کا تعلق ہر شہری، ہر صنعت اور ہر معاشی سرگرمی سے ہے۔ عوام کو اعتماد میں لیے بغیر بار بار نئی پابندیاں عائد کرنے سے پالیسیوں کی قبولیت متاثر ہو سکتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنے فیصلوں کی وجوہات، متوقع فوائد، مدت اور عوام پر پڑنے والے اثرات کو واضح کرے۔

عوام کی ذمہ داری بھی اپنی جگہ موجود ہے۔ توانائی کا محتاط استعمال، غیر ضروری سفر سے گریز، بجلی کے ضیاع کی روک تھام اور متبادل ذرائع کو اپنانا اجتماعی مفاد میں ہے۔ تاہم، شہریوں سے قربانی کا مطالبہ اسی وقت مؤثر ثابت ہو سکتا ہے جب حکومتی ادارے بھی شفافیت، سادگی اور ذمہ دارانہ انتظام کا عملی نمونہ پیش کریں۔ عوام یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان پر عائد ہونے والی پابندیوں کے ساتھ حکومت خود اپنے اخراجات اور وسائل کے استعمال میں کیا تبدیلیاں لا رہی ہے۔

بحرانوں کا مقابلہ صرف ہنگامی فیصلوں سے نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ملک کی مضبوطی کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ وہ عالمی حالات میں پیدا ہونے والے خطرات کے لیے کتنی پیشگی تیاری رکھتا ہے۔ مشرقِ وسطی کی کشیدگیاں اور عالمی توانائی کے ممکنہ مسائل پاکستان کے لیے یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ اپنی توانائی کی پالیسی کا سنجیدہ جائزہ لے، کمزوریوں کی نشاندہی کرے اور مستقبل کے لیے قابلِ عمل منصوبہ تیار کرے۔

حکومت کے لیے ضروری ہے کہ اسمارٹ لاک ڈاؤن جیسے اقدامات کو مستقل حل سمجھنے کے بجائے ایک محدود اور ہنگامی حکمتِ عملی کے طور پر دیکھے۔ اصل کامیابی اس وقت حاصل ہوگی جب ملک ایندھن کی بچت کے ساتھ اپنی معیشت کو متحرک رکھنے، توانائی کے متبادل ذرائع پیدا کرنے اور عالمی بحرانوں کے اثرات سے محفوظ رہنے کی صلاحیت بھی پیدا کرے۔ پاکستان کو ایسے فیصلوں کی ضرورت ہے جو آج کی مشکل گھڑی میں سہارا دیں اور آنے والی نسلوں کے لیے توانائی کا ایک مستحکم، قابلِ اعتماد اور پائیدار نظام بھی تشکیل دیں۔

رہبانیت کے خلاف تحریک؟

تحریر: الیاس محمد حسین

آج ہماری دنیا میں سوچنے والے کم، اور غور و فکر کرنے والے اس سے بھی کم بلکہ خال خال رہ گئے ہیں حالانکہ مومن کیلئے انتہائی ضروری ہے جو سوچتا نہیں حال مست مال مست کی طرح ہے اپنی ذات کے خول میں بند دوسروں کے بارے سوچنا، ان کے دکھ درد میں شریک ہونا انسانیت کا تقاضا ہے اور ایک مسلمان کا شیوہ بھی۔۔۔ لیکن اب دن رات مال جمع کرنے کی فکر، دولت کمانے کے جائز ناجائز طریقوں پر غور ہی انسان کے دل و دماغ پر حاوی رہتا ہے آپ کو دوسروں سے کچھ تو مختلف نظر آنا چاہیے صرف اپنے متعلق سوچنا رہبانیت ہے اسلام اس کے سخت خلاف ہے کیونکہ رہبانیت تو انسانیت کی دشمن ہے اچھا آج سے آپ ایک کام کریں روزانہ اور تسلسل کے ساتھ۔۔۔ اپنے گلی محلے یا جاننے والوں میں جو کم وسائل ہیں یا جن کے بیشتر فیملی ممبر بیرون ممالک روزگار کیلئے گئے ہوئے ہیں ان سے علیک سلیک تھوڑی سی بڑھا دیں آج ہمارے معاشرے میں اکثر لوگ تنہائی کے مارے ہوئے ہیں وہ خوشگوار زندگی جینا چاہتے ہیں کسی بیمار کا آپ حال چال دریافت کر لیں گے یا کسی سے ہنس کر دو باتیں۔۔۔ تو یقین جانئے آپ دونوں پر اس کا خوشگوار اثر پڑے گا ایک پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

جیون اے دکھونڈانا۔۔۔ تے اگ بیگانی سڑنا
مرنے دی خاطر جینا۔۔۔ تے جینے دی خاطر مرنا
جیون اے ڈھینا ڈھونا جیون اے کھینا کھونا
جیون اے ٹردے رہنا۔۔۔ تے کوئی پڑا نہ کرنا

ایک دوسرے کے کام آنا ایک اچھے معاشرہ کی تشکیل کا بنیادی نقطہ آغاز ہے دنیا کے ہر مذہب۔۔۔ ہر نبی اور درد دل رکھنے والے نے انسانیت کی بلا امتیاز خدمت کی تلقین کی ہے دین اسلام تو ہے ہی سراسر انسانیت کی فلاح کا مذہب ہے بدقسمتی سے انتہا پسندوں نے اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے پاکستان میں تو یہ صورتِ حال مزید ابتر ہو گئی ہے حالانکہ ملکی ترقی و خوشحالی کیلئے آج ہمیں ایک قوم بننے کی ضرورت پہلے سے بھی کئی گنا زیادہ ہے

اخوت اس کو کہتے ہیں، کانٹا چبھے جو کابل میں
عرب کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

بدقسمتی سے ہم ایک قوم کے تقاضوں پر پورے نہیں اترتے مجھے تو محسوس ہوتا ہے جیسے ہم سب ہجوم ہیں، تماشائی ہیں ایک دوسرے کو دکھ میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوتے رہتے ہیں اس کیفیت سے باہر نکلنے کیلئے کچھ نہیں کرتے۔ ہم قوم اس وقت بن سکتے ہیں جب لالچ، بغض، مفاد پرستی کے خول سے باہر آجائیں ہم الحمدللہ مسلمان ہیں اور مسلمان کا سب سے بڑا وصف اخوت ہے، ہمدردی ہے، ایثار ہے، قربانی ہے اور محبت ہے اور یہی پیغام خلیل اللہ ہے، ہر عید کا درس ہے اور نبی معظم ﷺ کی تعلیمات۔۔۔ جن کو ہم نے فراموش کر دیا ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کم نہ تھے کروبیاں

ہر شخص بالخصوص ہر مسلمان میں یہی جذبہ کارفرما ہونا چاہیے کہ جس سے جتنی ہو سکے دکھی انسانیت کی خدمت ضرور کرے بلاشبہ اللہ رب العزت دلوں کے بھید جانتے ہیں ہمیں خلوص نیت سے بے لوث خدمت کرنا ہوگی۔۔۔ ہر دل کی خواہش ہونی چاہیے کہ میں کسی کے کام آ سکوں۔ بے بس، اپنے سے کمزور اور معاشرہ کے کچلے اور سسکتے لوگوں کی دعائیں لینا ہے اس میں کوئی سیاست، کوئی نمائش نہیں ہونی چاہیے یہ عمل صرف اور صرف اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی خوشنودی کیلئے ہے کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کو ایثار و محبت کیلئے منتخب کیا یہی جذبہ اس کی تخلیق کی بنیاد ہے ہم تو پھر مسلمان ہیں جن کو حکم ہے کہ اگر تمہارا ہمسایہ بھوکا ہے تو تم کامل مسلمان نہیں۔۔۔ وہ سفید پوش، غریب، مستحقین، نادار لوگ جو کم وسائل کی وجہ سے بے بس ہو گئے ہیں وہی عظیم جس نے نئی شمع اک جلا دی کے مصداق معاشرہ کے مخیر اور دل میں درد رکھنے والے ان کی بلا امتیاز خدمت کریں میرے خیال میں یہی عبادت ہے۔۔۔ امام غزالیؒ کہتے ہیں اللہ تبارک تعالیٰ کو عاجز لوگ بہت پسند ہیں لیکن دولت مند عاجز انتہائی پسند ہیں جو لوگ مرنے کے بعد زندہ رہنا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ صالح اعمال کریں کیونکہ درخت اپنے پھل اور انسان اپنے عمل سے پہچانا جاتا ہے۔ ہماری کوشش اور خواہش ہ بس یہی ہونی چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ سفید پوش، غریب، مستحقین، نادار لوگ جو کم وسائل رکھتے ہیں کی خدمت کریں تاکہ اللہ اور اس کا رسول مکرم ﷺ راضی ہو سکے یہی ایک مسلمان کا مقصود و حاصل ہے اللہ ہماری عاجزی کو قبول کرے (آمین)

اپنے لئے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

دوسروں کے دکھ سکھ میں شراکت زندگی کی معراج ہے اسی سے اپنی ذات کے خول میں بند لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب آسکتا ہے اور نفرتیں کم ہونے میں مدد مل سکتی ہے اور ہمارے ماحول، گھروں اور معاشرے میں پھیلی مایوسی تحلیل ہو جائے گی کیونکہ صرف اپنے متعلق سوچنا رہبانیت ہے اور ہم نے اس کے خلاف آواز بلند کرتے رہنا ہے کیا آپ تیار ہیں اس مشن کیلئے؟

فلسطین سے حرمین شریفین تک، اُمت مسلمہ کیا تحاد کا وقت

تحریر: ذوالفقار علی طارق قادری

حرمین شریفین، C-295 اور دینِ اسلام کا تحفظ ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ دنیا کے کسی بھی خطے میں کسی مسلمان کے ساتھ ظلم و ناانصافی ہو تو اس کا درد پوری امتِ مسلمہ محسوس کرتی ہے۔ فلسطین، شام، یمن، افغانستان اور عراق ایران میں مسلمانوں کی تکلیف ہماری تکلیف ہے۔ یہ محض جغرافیائی حدود میں تقسیم ہونے والے مسائل نہیں بلکہ پوری مسلم امہ کے لیے غور و فکر کا تقاضا کرنے والے معاملات ہیں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم امہ اپنے حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لے۔ باہمی اختلافات اپنی جگہ، سیاسی معاملات میں رائے کا اختلاف اپنی جگہ، لیکن جب معاملہ امت کے اجتماعی مفاد، مقدس مقامات کے تحفظ اور مظلوم انسانوں کی مدد کا ہو تو ہمیں اتحاد، اتفاق اور یکجہتی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلم دنیا کئی دہائیوں سے مختلف نوعیت کے بحرانوں کا سامنا کر رہی ہے۔ کہیں جنگ ہے، کہیں سیاسی عدم استحکام، کہیں معاشی مشکلات اور کہیں داخلی انتشار نے عام آدمی کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ ان حالات میں سب سے زیادہ متاثر عام مسلمان اور عام شہری ہوتا ہے۔ فلسطین کا مسئلہ اس کی واضح مثال ہے۔ مسجدِ اقصی مسلمانوں کے لیے غیر معمولی مذہبی اہمیت رکھتی ہے اور فلسطینی عوام کی مشکلات پوری مسلم دنیا میں تشویش کا باعث رہی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مسلم امہ اپنے مشترکہ مسائل پر ایک مؤثر اور متفقہ آواز بن سکتی ہے؟

ہمیں اس سوال کا جواب جذبات کے بجائے حکمت اور عملی اقدامات سے دینا ہوگا۔ مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کر کے کمزور کرنے کی سازش کی جا رہی ہے، اس تاثر کو بھی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ تاہم ہر اختلاف کو سازش قرار دینے کے بجائے ہمیں اپنے اندر موجود کمزوریوں کا بھی جائزہ لینا ہوگا۔ اگر ہماری صفوں میں اتحاد ہوگا، ادارے مضبوط ہوں گے، معاشرے تعلیم اور معیشت میں ترقی کریں گے اور مسلم ممالک باہمی تعاون کو فروغ دیں گے تو بیرونی دباؤ کا مقابلہ کرنا بھی آسان ہوگا۔

فلسطین اور مسجدِ اقصی کے معاملے میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔ اگر مسلم امہ ابتدا ہی سے ایک مشترکہ، واضح اور مؤثر پالیسی کے ساتھ سامنے آتی تو حالات کے اثرات مختلف ہو سکتے تھے۔ آج بھی دیر نہیں ہوئی۔ مسلم ممالک سفارتی سطح پر اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں، انسانی امداد میں اضافہ کر سکتے ہیں، بین الاقوامی قانونی فورمز پر آواز اٹھا سکتے ہیں اور فلسطینی عوام کے حق میں عالمی رائے عامہ کو متحرک کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے جذبات کے ساتھ حکمت بھی ضروری ہے۔

حرمین شریفین کا معاملہ اس سے بھی زیادہ حساس ہے۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حرمت و تقدس ہر مسلمان کے دل میں ہے۔ حرمین شریفین کا تحفظ اور سلامتی ہر مسلمان کی دینی ترجیحات میں شامل ہے۔ دنیا کے کسی بھی حصے میں رہنے والا مسلمان ان مقدس مقامات کے امن اور تحفظ کے لیے فکرمند رہتا ہے۔

لیکن یہاں ایک بنیادی فرق کو سمجھنا بھی ضروری ہے: حرمین شریفین کی محبت اور کسی مخصوص حکومت یا خاندان کی سیاسی حمایت دو الگ معاملات ہیں۔ حرمین شریفین کا احترام اپنی جگہ، جبکہ کسی حکومت کی پالیسیوں سے اتفاق یا اختلاف ایک الگ موضوع ہے۔ اسی اصول کے تحت السعود خاندان کے حوالے سے ہمارے اپنے تحفظات ہیں۔ ہم خاندان کی بعض پالیسیوں عیاشیوں بے حیائیوں کی اقدامات سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو ریاض دمام اور جدہ میں ہو رہا ہے وہ اسلامی تقاضوں سے دور جا چکے ہیں تلواروں کو صرف رقص میں استعمال کرتے ہیں اور انہیں بعض معاملات میں دینِ اسلام اور مسلم امہ کے مفادات سے ہم آہنگ نہیں سمجھتے۔ تاہم اختلافِ رائے کو مسلمانوں کے درمیان مزید تقسیم کا سبب نہیں بننا چاہیے۔ سیاسی اختلاف کا اظہار دلیل، شائستگی اور حقائق کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ ہمیں مقدس مقامات کے احترام کو سیاسی اختلافات سے الگ رکھتے ہوئے اس امر کو یقینی بنانا چاہیے کہ کوئی بھی اختلاف امت کے باہمی احترام کو متاثر نہ کرے۔

آج ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں۔ کیا ہم ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی میں اپنی توانائیاں صرف کرتے رہیں گے یا فلسطین کے بچوں، شام کے متاثرین، یمن کے ضرورت مندوں، افغانستان اور عراق کے عوام کی مشکلات کو سمجھتے ہوئے عملی کردار ادا کریں گے؟ کیا ہم فرقہ وارانہ اور سیاسی اختلافات کو مزید بڑھائیں گے یا ان اختلافات کے باوجود مشترکہ مسائل پر ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوں گے؟

مسلم امہ کا اتحاد یہ نہیں کہ ہر مسلمان ہر مسئلے پر ایک ہی رائے رکھے۔ اتحاد کا اصل مطلب یہ ہے کہ اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کا احترام برقرار رہے، مشترکہ مسائل پر مشترکہ مقف اختیار کیا جائے اور اختلاف کو دشمنی میں تبدیل نہ ہونے دیا جائے۔

ہمیں اپنے معاشروں کے اندر بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ مضبوط تعلیم، بہتر معیشت، انصاف، قانون کی بالادستی، انسانی حقوق اور سیاسی استحکام کے بغیر کوئی بھی معاشرہ دیرپا قوت حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر مسلم ممالک اپنے عوام کو مضبوط بنائیں گے تو عالمی سطح پر بھی ان کی آواز زیادہ مؤثر ہوگی۔

اس وقت مسلم امہ کو جذباتی نعروں سے زیادہ سنجیدہ حکمتِ عملی کی ضرورت ہے۔ فلسطین کے لیے آواز بھی ضروری ہے اور انسانی امداد بھی؛ مسجدِ اقصی کے تحفظ کا مطالبہ بھی ضروری ہے اور سفارتی و قانونی جدوجہد بھی؛ حرمین شریفین کے احترام کا اظہار بھی ضروری ہے اور ان کے امن و سلامتی کے لیے اجتماعی ذمہ داری کا احساس بھی۔

ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ دنیا میں کوئی قوم صرف نعروں سے مضبوط نہیں ہوتی۔ قومیں علم، اتحاد، نظم، معاشی قوت، انصاف اور مسلسل محنت سے مضبوط ہوتی ہیں۔

فلسطین، شام، یمن، افغانستان اور عراق میں مسلمانوں کی تکلیف ہماری تکلیف ہے۔ لیکن اس تکلیف کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے اختلافات کو کم کریں، ایک دوسرے کو سمجھیں، مظلوموں کی مدد کریں اور امت کے مشترکہ مفادات پر متحد ہوں۔ حرمین شریفین کی حرمت، مسجدِ اقصی کا احترام، مظلوموں کی مدد اور مسلم امہ کا اتحاد یہ ایسے معاملات ہیں جن پر اختلاف کے باوجود ایک مشترکہ انسانی اور دینی احساس پیدا کیا جا سکتا ہے۔ وقت کا تقاضا یہی ہے کہ ہم تقسیم کے بجائے اتحاد، تصادم کے بجائے مکالمے اور جذبات کے ساتھ حکمت کو اپنی ترجیح بنائیں۔

ادارتی صفحے پر شائع ہونے والے کالم اور مضامین کالم اور مضمون نگاروں کی ذاتی آراء ہیں ادارے کا ان کے مندرجات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ

قومی ٹیم کی جیت کا تناسب 24 فیصد سے بڑھ کر 73 فیصد پر چلا گیا ہے، چیئرمین PCB

ٹیسٹ کرکٹ میں قومی ٹیم کی خراب کارکردگی کی کچھ وجوہات ایسی ہیں جو ابھی منظر عام پر نہیں لائی جاسکتیں، محسن نقوی

وہ کھلاڑی جنہوں نے کبھی کچھ نہیں کیا ان کا ٹیم پر تنقید کرنا مناسب نہیں، کھلاڑیوں کی تذلیل برداشت نہیں کریں گے، گفتگو

لندن (این این آئی) پاکستان کرکٹ بورڈ کے چیئرمین محسن نقوی نے قومی ٹیم پر بے جا تنقید کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ قومی ٹیم کی جیت کا تناسب 24 فیصد سے 73 فیصد پر چلا گیا۔ ایک انٹرویو کے دوران چیئرمین پی سی بی محسن نقوی نے کہا کہ جب سے نئے کوچز آئے ہیں قومی ٹیم ون ڈے میں آٹھویں سے پانچویں اور ٹی ٹوئنٹی میں نویں سے چھٹی پوزیشن پر آ گئی ہے۔ محسن نقوی نے کہا کہ پاکستان ٹیم گزشتہ چھ ون ڈے سیریز میں سے چار میں فاتح رہی لیکن تنقید کرنے والے کہتے ہیں کہ پاکستان کی کرکٹ ختم ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ جب سے نئے کوچز آئے ہیں ہمارا جیت کا تناسب مجموعی طور پر 24 فیصد سے بڑھ کر 73 فیصد ہوگیا ہے۔ چیئرمین پی سی بی نے کہا کہ شکست پر تنقید کرنا سب کا حق ہے لیکن وہ کھلاڑی جنہوں نے کبھی کچھ نہیں کیا ان کا ٹیم پر تنقید کرنا مناسب نہیں، کھلاڑیوں کی تذلیل برداشت نہیں کریں گے۔ محسن نقوی نے اعتراف کیا کہ ٹیسٹ کرکٹ میں قومی ٹیم کی کارکردگی بہت بری ہے اور کارکردگی سے ہٹ کر بھی اس کی بہت سی وجوہات ہیں جو ابھی منظر عام پر نہیں لائی جاسکتیں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی بہت بہتری کی ضرورت ہے لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ تین مہینے میں ٹیم نویں یا چھٹے نمبر سے پہلی پوزیشن پر آجائے۔ چیئرمین پی سی بی نے کہا جنوبی افریقا کا نمیبیا سے ہارنا اور بھارت کا آئرلینڈ کے ہاتھوں شکست کھانا اس بات کا ثبوت ہے کہ کرکٹ میں کسی بھی ٹیم کو ہر میچ میں کامیابی کی ضمانت حاصل نہیں ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی کو مجھ سے بغض ہے تو مجھ پر تنقید کرے لیکن کرکٹ کو نشانہ مت بنائے۔

کرسٹیانو رونالڈو کے مداحوں کیلیے بڑی خوشخبری

لزبن (آئی این پی) کرسٹیانو رونالڈو نے بین الاقوامی فٹبال میں ایک بار پھر پرتگال کی نمائندگی کے لیے خود کو دستیاب ثابت کر دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق 41 سالہ اسٹار فٹبالر کو نئے کوچ جارج جیسس نے آئندہ نیشنز لیگ کے میچز کے لیے پرتگال کے اسکواڈ میں شامل کرلیا ہے، جس سے واضح ہے کہ رونالڈو کا بین الاقوامی سفر 2026 ورلڈ کپ کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اس انتخاب کے ساتھ رونالڈو اور جیسس کا ایک دلچسپ دوبارہ ملاپ بھی ہوا ہے۔ دونوں گزشتہ سیزن میں سعودی کلب النصر میں ساتھ تھے جہاں جیسس کی کوچنگ میں رونالڈو نے پہلی مرتبہ سعودی پرو لیگ کا ٹائٹل اپنے نام کیا تھا۔ فیصلہ کن میچ میں النصر نے دامک کو 1-4 سے شکست دی تھی اور رونالڈو نے دو گول کیے تھے۔ پرتگال 11 دن میں نیشنز لیگ کے چار میچ کھیلے گا جس کا آغاز 24 ستمبر کو ویلز کے خلاف میچ سے ہوگا۔ اس کے بعد ناروے، ڈنمارک اور دوبارہ ناروے کے خلاف میچز ہوں گے۔ رونالڈو اب تک 979 گول کر چکے ہیں اور نیا انٹرنیشنل شیڈول انہیں 1000 گول کے سنگ میل کے مزید قریب پہنچنے کا موقع دے گا۔ واضح رہے کہ پرتگال موجودہ نیشنز لیگ چیمپئن بھی ہے۔

پاکستانی کرکٹرز صرف سینٹرل کنٹریکٹس بچانے کیلئے ڈومیسٹک کرکٹ کھیل رہے ہیں، احمد شہزاد

لاہور (آئی این پی) پاکستان کرکٹ ٹیم کے سابق اوپنر احمد شہزاد کا کہنا ہے کہ قومی ٹیم کے کئی اسٹار کرکٹرز اپنی مرضی سے نہیں بلکہ صرف سینٹرل کنٹریکٹس بچانے کے لیے ڈومیسٹک کرکٹ کھیل رہے ہیں۔ احمد شہزاد نے حال ہی میں نجی ٹی وی کے پروگرام میں اس حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کھلاڑیوں کی ڈومیسٹک کرکٹ میں واپسی انتخاب نہیں بلکہ سینٹرل کنٹریکٹس کا نتیجہ ہے۔ سابق کرکٹر نے کہا ہے کہ سینٹرل کنٹریکٹس میں کھلاڑیوں کے لیے مخصوص تعداد میں ڈومیسٹک میچز کھیلنا لازمی قرار دیا گیا ہے، بصورت دیگر وہ سینٹرل کنٹریکٹ کے اہل نہیں ہوں گے۔ انہوں نے ڈومیسٹک کرکٹ میں استعمال ہونے والی پچز پر بھی سوال اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ اگر میچز میں غیر معمولی طور پر بڑی تعداد میں رنز بن رہے ہوں تو اس نظام کا مقصد پورا نہیں ہوگا۔ احمد شہزاد نے کہا کہ ہمیں ایسی پچز کی ضرورت ہے جہاں بالرز کو بھی مدد ملے تاکہ بلے باز اپنی تکنیکی خامیوں کو دور کرسکیں اور بین الاقوامی کرکٹ کے لیے زیادہ موثر انداز میں تیار ہوں۔ انہوں نے ماضی میں سیالکوٹ اور راولپنڈی کے بعض مقامات پر ملنے والی پچز کی مثال دیتے ہوئے کہا کہ ڈومیسٹک کرکٹ کا مقصد صرف رنز بنانا نہیں بلکہ کھلاڑیوں کو بین الاقوامی معیار کے لیے تیار کرنا بھی ہونا چاہیے۔

پی سی بی کا فرسٹ کلاس کرکٹ میں کوکابورا گیند واپس لانے کا فیصلہ

اس فیصلے کے بعد قائداعظم ٹرافی اور پریذیڈنٹ ٹرافی میں گزشتہ دو سیزنز سے استعمال ہونے والی ڈیوکس گیند کا دور ختم ہوجائے گا

کوکابورا گیند کی واپسی سے ڈومیسٹک اور ٹیسٹ کرکٹ کے درمیان موجود فرق کم کرنے میں مدد ملے گی۔ پاکستان کرکٹ بورڈ

لاہور (آئی این پی) پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) نے 27-2026 کے ڈومیسٹک سیزن سے فرسٹ کلاس کرکٹ میں ایک بار پھر کوکابورا گیند استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے کے بعد قائداعظم ٹرافی اور پریذیڈنٹ ٹرافی میں گزشتہ دو سیزنز سے استعمال ہونے والی ڈیوکس گیند کا دور ختم ہوجائے گا۔ ذرائع کے مطابق پی سی بی کا ماننا ہے کہ کوکابورا گیند کی واپسی سے ڈومیسٹک اور ٹیسٹ کرکٹ کے درمیان موجود فرق کم کرنے میں مدد ملے گی۔ ڈیوکس گیند کی نمایاں اور سخت سیون کے باعث فاسٹ بولرز کو زیادہ دیر تک سوئنگ اور سیم موومنٹ ملتی رہی جس سے کئی میچز میں بولرز کو واضح برتری حاصل رہی۔ نئے سیزن میں زیادہ تر فرسٹ کلاس میچز پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی اور ایبٹ آباد میں ہوں گے، جہاں موسم اور پچز پہلے ہی فاسٹ بولنگ کے لیے سازگار ہیں۔ پی سی بی کو امید ہے کہ کوکابورا گیند سے بیٹنگ اور بولنگ کے درمیان بہتر توازن قائم ہوگا جبکہ اسپنرز کو بھی زیادہ موثر کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا۔ پاکستان میں کوکابورا گیند آخری بار 24-2023 سیزن تک استعمال ہوئی تھی۔ پی سی بی کا ماننا ہے کہ کوکابورا گیند کی واپسی سے ڈومیسٹک اور ٹیسٹ کرکٹ کے درمیان موجود فرق کم کرنے میں مدد ملے گی۔ ڈیوکس گیند کی نمایاں اور سخت سیون کے باعث فاسٹ بولرز کو زیادہ دیر تک سوئنگ اور سیم موومنٹ ملتی رہی جس سے کئی میچز میں بولرز کو واضح برتری حاصل رہی۔ نئے سیزن میں زیادہ تر فرسٹ کلاس میچز پشاور، اسلام آباد، راولپنڈی اور ایبٹ آباد میں ہوں گے، جہاں موسم اور پچز پہلے ہی فاسٹ بولنگ کے لیے سازگار ہیں۔ پی سی بی کو امید ہے کہ کوکابورا گیند سے بیٹنگ اور بولنگ کے درمیان بہتر توازن قائم ہوگا جبکہ اسپنرز کو بھی زیادہ موثر کردار ادا کرنے کا موقع ملے گا۔ پاکستان میں کوکابورا گیند آخری بار 24-2023 سیزن تک استعمال ہوئی تھی۔

ثقلین مشتاق کو اپنے داماد کے سوا کچھ نظر نہیں آتا' توصیف احمد

لاہور (آئی این پی) اسپن بولر شاداب خان کی پاکستان ٹیم میں شمولیت پر پاکستان کے 2 مایہ ناز اسپنرز توصیف احمد اور ثقلین مشتاق آمنے سامنے آ گئے۔ توصیف احمد نے سوشل میڈیا کے ایک پروگرام میں کہا ہے کہ ثقلین مشتاق کو اپنے داماد کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، فیور کی ایک حد ہوتی ہے۔ توصیف احمد نے ثقلین مشتاق کا نام لیتے ہوئے کہا کہ کس نے ہاتھ رکھا ہوا ہے؟ مجھے فون کیا، کسی سے کہلوایا بھی، ریکارڈنگ موجود ہے، غلط بات غلط ہے۔ شاداب خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ باہر سے آکر کنٹریکٹ لے لیتے ہو، شان مسعود جو کپتان ہے اسے سی یا ڈی کیٹیگری دی جاتی ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان فٹ ہوکر یہاں بھی چلے جاتے ہو وہاں بھی اور بیٹھ کر فیور کر رہے ہیں، سب کی بات نہیں کر رہا جن گریٹ پلیئر نے اچھی کرکٹ کھیلی ہے وہ کوچنگ میں آکر فیل ہوگئے۔ توصیف احمد نے کہا کہ جب کھلاڑی اچھا نہیں کر رہا ہو اور آپ فیور کریں تو یہ بڑا ظلم ہے، سفیان مقیم کا کیا قصور ہے؟ دوسری جانب ثقلین مشتاق نے سوشل میڈیا پر لکھا ہے کہ توصیف احمد آپ نے کہا ہے کہ آپ کے پاس ریکارڈنگ موجود ہے تو اسے ثابت کریں اور عوام کے سامنے جاری کریں۔ ثقلین مشتاق نے کہا ہے کہ میں نے آپ کو احترام کے ساتھ فون کیا تھا کیونکہ میں آپ کو اپنا سینئر سمجھ کر عزت دیتا تھا، جھوٹ نہ بولیں، حقائق نہ چھپائیں اور نہ ہی معاملے کو توڑ مروڑ کر پیش کریں۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس بھی مکمل ریکارڈ موجود ہے

بھارتی چیف سلیکٹر اجیت اگرکر کا عہدے سے متعلق اہم فیصلہ

دہلی (آئی این پی) بھارتی چیف سلیکٹر اجیت اگرکر نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ چیف سلیکٹر کے عہدے پر اپنے موجودہ معاہدے کی مدت ختم ہونے کے بعد توسیع کے لیے درخواست نہیں دیں گے۔ سابق بھارتی آل راؤنڈر نے رواں ہفتے بی سی سی آئی کو اپنے فیصلے سے آگاہ کردیا ہے۔ کرک انفو کے مطابق اجیت اگرکر نے حالیہ مہینوں کے دوران بھی بی سی سی آئی سے رابطہ کرکے یہ جاننے کی کوشش کی تھی کہ آیا بورڈ چاہتا ہے کہ وہ 2027 کے ورلڈ کپ تک چیف سلیکٹر کے عہدے پر برقرار رہیں یا نہیں۔ بی سی سی آئی کے سیکریٹری دیواجیت سائیکیا نے کہا کہ بورڈ کے پاس اگرکر کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے ابھی کچھ وقت موجود ہے۔ سائیکیا نے بی سی سی آئی کی سالانہ جنرل میٹنگ کے بعد ممبئی میں کہا کہ ہمارے پاس ابھی 15 دن باقی ہیں۔ کرکٹ کی دنیا میں 15 دن بہت طویل عرصہ ہوتا ہے۔ ہم مناسب وقت پر فیصلہ کریں گے۔ اجیت اگرکر نے جولائی 2023 میں چیف سلیکٹر کا عہدہ سنبھالا تھا۔ اپنے دور میں انہوں نے میدان میں بھارتی ٹیم کی کامیابیوں میں اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بی سی سی آئی اور ٹیم مینجمنٹ کے ساتھ مل کر مستقبل کے کھلاڑیوں کی تیاری اور جانشینی کا منصوبہ بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ان کے دور میں بھارت نے دو مرتبہ ایشیا کپ (2023 اور 2025)، 2023 ورلڈ کپ کا فائنل، دو مرتبہ ٹی 20 ورلڈ کپ (2024 اور 2026) اور 2025 چیمپئنز ٹرافی جیتی۔

انگلش فاسٹ بولر برائیڈن کارس کو پولیس تحقیقات میں بڑا ریلیف مل گیا

لندن (آئی این پی) انگلینڈ کے فاسٹ بولر برائیڈن کارس کو ڈربی میں مبینہ حملے کے معاملے میں پولیس کی جانب سے مزید کارروائی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ واقعے کی تحقیقات ختم کردی گئی ہیں۔ 31 سالہ کارس کو 23 اگست کی صبح ڈربی سٹی سینٹر میں پولیس نے حراست میں لیا تھا۔ سوشل میڈیا پر سامنے آنے والی ویڈیو میں انہیں جھگڑیوں کے ساتھ پولیس اہلکاروں کے درمیان دیکھا گیا۔ پولیس کے مطابق انہیں نشے کی حالت میں بدنظمی کے شبہے میں گرفتار کیا گیا تاہم تفصیلات درج کرنے کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ بعد ازاں ڈربی شائر پولیس نے مبینہ حملے کی شکایت کی تحقیقات شروع کیں جو اب بند کر دی گئی ہیں۔ سوشل میڈیا پر سامنے آنے والی ویڈیو میں انہیں جھگڑیوں کے ساتھ پولیس اہلکاروں کے درمیان دیکھا گیا۔ پولیس کے مطابق انہیں نشے کی حالت میں بدنظمی کے شبہے میں گرفتار کیا گیا تاہم تفصیلات درج کرنے کے بعد انہیں رہا کر دیا گیا۔ بعد ازاں ڈربی شائر پولیس نے مبینہ حملے کی شکایت کی تحقیقات شروع کیں جو اب بند کردی گئی ہیں۔

21 ہزار طلبہ میں سے نیا ٹیلنٹ تلاش کریں گے، محسن نقوی

لاہور (آئی این پی) چیئرمین پاکستان کرکٹ بورڈ محسن نقوی نے کہا ہے کہ پی سی بی کے اسکول ٹیلنٹ ہنٹ پروگرام میں ملک بھر کے 1400 اسکولوں کے 21 ہزار طلبہ حصہ لے رہے ہیں، جبکہ ٹورنامنٹ میں نمایاں کارکردگی دکھانے والی 50 ٹیموں کو پاکستان کرکٹ بورڈ اپنائے گا۔ لاہور میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے محسن نقوی نے کہا کہ پی سی بی نے اسکول کرکٹ کے فروغ اور نئے ٹیلنٹ کی تلاش کے لیے اس پروگرام کا آغاز کیا ہے، جس میں گوادر سے آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان تک ملک بھر کے اسکولوں کو شامل کیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اسکول ٹیلنٹ ہنٹ پروگرام میں 21 ہزار طلبہ شریک ہیں اور اس کے دوران مجموعی طور پر 2900 میچز کھیلے جائیں گے، جبکہ ٹورنامنٹ کا فائنل دسمبر میں ہوگا۔ چیئرمین پی سی بی نے کہا کہ 1400 اسکولوں میں سے ٹاپ 50 ٹیموں کو پاکستان کرکٹ بورڈ اپنائے گا اور ان کے کھلاڑیوں کی تربیت، غذائیت اور دیگر ضروریات کا خیال رکھا جائے گا۔ جن اسکولوں میں گراؤنڈ یا کرکٹ کی دیگر سہولیات دستیاب نہیں ہوں گی، پی سی بی وہاں بھی ضروری سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کرے گا تاکہ نوجوان کھلاڑی اپنی صلاحیتوں کو مزید بہتر بنا سکیں۔ محسن نقوی نے کہا کہ اسکول کرکٹ کو مستقل بنیادوں پر فروغ دینے کے لیے پی سی بی میں ڈائریکٹر اسکول کرکٹ کی تعیناتی بھی کی جائے گی، جبکہ اس کے لیے مکمل ٹیم تشکیل دی جائے گی جو سال بھر اسکولوں کے ساتھ رابطے میں رہے گی اور نئے ٹیلنٹ کی تلاش کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ انہوں نے کہا کہ صرف ٹیموں کی کارکردگی کی بنیاد پر ٹیلنٹ کا انتخاب کافی نہیں، کیونکہ ممکن ہے کوئی کھلاڑی بہترین صلاحیتوں کا حامل ہو لیکن اس کی ٹیم اچھی کارکردگی نہ دکھا سکے۔ ایسے کھلاڑیوں کی شناخت کے لیے کرکٹرز کی ایک ٹیم تشکیل دی جارہی ہے جو انفرادی طور پر کھلاڑیوں کی کارکردگی کا جائزہ لے گی اور باصلاحیت بچوں کو سامنے لائے گی۔ مزید پڑھیں: ارجنٹینا کے سپر اسٹار فٹبالر میسی کو مداحوں کا انوکھا خراج تحسین چیئرمین پی سی بی نے بتایا کہ تقریباً 25 نوجوان کھلاڑیوں پر پہلے ہی اکیڈمی کی سطح پر کام کیا جارہا ہے، جن کے حوالے سے آئندہ چند روز میں اہم اعلان کیا جائے گا۔ محسن نقوی نے میڈیا سے اپیل کی کہ اسکول کرکٹ کے فروغ میں پی سی بی کا ساتھ دیا جائے تاکہ ملک کے مختلف علاقوں سے سامنے آنے والے نئے اور باصلاحیت کھلاڑیوں کی شناخت میں مدد مل سکے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ آئندہ سال اسکول ٹیلنٹ ہنٹ پروگرام میں شریک اسکولوں کی تعداد 2 ہزار سے تجاوز کر جائے گی۔

ایشین گیمز میں سیاست سے گریز کریں، اوسی اے صدر کا شریک ممالک سے مطالبہ

ناگویا (آئی این پی) اولمپک کونسل آف ایشیا (اوسی اے) کے صدر شیخ جون بن حماد آل ثانی نے کہا ہے کہ کھیلوں کو سیاست اور سیاسی معاملات سے الگ رکھا جانا چاہیے۔ ان کا یہ بیان ایشین گیمز کے دوران تائیوان کے ایک حکومتی عہدیدار کو پرچم کشائی کی تقریب میں شرکت سے روکنے کے تنازع کے بعد سامنے آیا۔ تائیوان کے وزیر کھیل سابق اولمپک بیڈمنٹن چیمپئن لی یانگ کو جمعے کے روز ابتدائی طور پر تقریب میں داخلے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس پر تائیوان کے وفد نے احتجاجاً تقریب میں شرکت سے انکار کردیا۔ بعد ازاں لی یانگ کو داخلے کی اجازت دی گئی جس کے باعث تقریب مقررہ وقت سے ایک گھنٹے سے زائد تاخیر سے شروع ہوئی۔ شیخ جون نے کہا کہ کھیلوں کا مرکز کھلاڑی ہونے چاہئیں اور تمام ایتھلیٹس کو مساوی حقوق اور آزادی ملنی چاہیے۔ اوسی اے کے ڈائریکٹر جنرل حسین المسلم نے بھی واضح کیا کہ پرچم کشائی کی تقریب کھیلوں میں شریک افراد کے لیے تھی، حکومتی وفود کے لیے نہیں۔

ایشین گیمز مینز، ویمن کرکٹ مقابلوں کا شیڈول جاری

ایونٹ میں پاکستان، بھارت، بنگلادیش اور سری لنکا سیڈڈ ٹیموں میں شامل ہیں جو ڈائریکٹ کوارٹر فائنل کھیلیں گے

مینز کرکٹ کا کوالیفائنگ راؤنڈ 24 سے 26 ستمبر تک کھیلا جائیگا، یکم اکتوبر کو دونوں سیمی فائنلز کھیلے جائیں گے

اسلام آباد (آئی این پی) ایشین کرکٹ کونسل نے ایشین گیمز مینز اور ویمنز کرکٹ مقابلوں کا شیڈول جاری کردیا۔ شیڈول کے مطابق ایشین گیمز میں کرکٹ مقابلے 17 ستمبر سے 3 اکتوبر تک ہوں گے، ایونٹ میں پاکستان ویمنز کرکٹ ٹیم پہلا میچ 17 ستمبر کو تھائی لینڈ کیخلاف کھیلیگی۔ 20 ستمبر کو سیمی فائنلز میچ کھیلے جائیں گے جب کہ ویمنز فائنل اور تیسری پوزیشن کے میچز 22 ستمبر کو ہوں گے، مینز کرکٹ کا کوالیفائنگ راؤنڈ 24 سے 26 ستمبر تک کھیلا جائیگا، یکم اکتوبر کو دونوں سیمی فائنلز کھیلے جائیں گے۔ پاکستان مینز ٹیم 28 ستمبر کو گروپ بی کی دوسری پوزیشن والی ٹیم کا سامنا کریگی جب کہ ایشین گیمز میں مینز کرکٹ کا فائنل 3 اکتوبر کو کھیلا جائے گا۔ ایونٹ میں پاکستان، بھارت، بنگلادیش اور سری لنکا سیڈڈ ٹیموں میں شامل ہیں جو ڈائریکٹ کوارٹر فائنل کھیلیں گے۔

بعدالت جناب جوڈیشل مجسٹریٹ درجہ اول ڈھاڈر / سول جج

درخواست نمبر 9/2026 1۔علی گل 2۔محمد اشرف 3۔آسیہ بی بی دختران پسران مرحوم ولی محمد اقوام جوہڑ سکنہ تحصیل سنی کچھی درخواست گزار 3 نابالغ بذریعہ درخواست گزار 1 **بنام**:۔عوام الناس

درخواست جانشینی برائے ترکہ متوفی درخواست زیر دفعہ 372 ض ف

اشتہار بنام عوام الناس:۔ ہرگاہ عنوان بالا درخواست جانشینی سائلان / سائل نے درخواست برائے حصول جانشینی سرٹیفکیٹ ترکہ متوفی علی گل عدالت ہذا میں گزاری ہے جو کہ محکمہ ایجوکیشن میں ملازم تھا جس کے محکمہ کے ذمہ ماہانہ پنشن 58-157,913 روپے واجبات بنتے ہیں درخواست جانشینی کی تاریخ پیشی 30/9/2026 عدالت ہذا میں مقرر ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا کے ہر خاص وعام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کو درخواست مذکورہ پر کسی قسم کا اعتراض ہو تو مقرر کردہ تاریخ پیشی پر عدالت ہذا میں حاضر ہوکر اپنا عذر پیش کرے ورنہ بصورت دیگر یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ آج مورخہ 16 ستمبر 2026 کو بدستخط میرے ومہر عدالت کے جاری ہوا۔

جوڈیشل مجسٹریٹ درجہ اول ڈھاڈر / سول جج

بعدالت فیملی جج III کوئٹہ

مثل نمبر 63/2026 ثانیہ دختر عبدالحمید علمدار روڈ مومن آباد کوئٹہ **بنام**:۔محمد مہدی ولد گل محمد سکنہ مکان نمبر 2-117/68-7 محلہ علمدار روڈ ناصر آباد کوئٹہ 2۔عوام الناس

درخواست گارڈین

اشتہار بنام عوام الناس:۔ ہرگاہ مقدمہ عنوان بالا عدالت ہذا میں زیر سماعت ہے۔ جس کی آئندہ تاریخ سماعت 5/10/2026 کو مقرر ہوچکی ہے۔ بذریعہ اشتہار عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ درخواست ہذا کی بابت کسی کو کسی قسم کی کوئی اعتراض ہو تو مقررہ تاریخ ساعت پر حاضر عدالت ہوکر مقدمہ کی پیروی کریں۔ بصورت دیگر یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ آج مورخہ 19/9/2026 کو بدستخط میرے ومہر عدالت کے جاری ہوا۔

فیملی جج III کوئٹہ

بعدالت جناب سینئر سول جج صاحب نوشکی

درخواست جانشینی نمبر 32/2026 1۔زبیدہ بیوہ مرحوم محمد افضل 2۔سفیر احمد 3۔بی بی نائیدہ 4۔بی بی روبینہ 5۔عنایت اللہ پسران ودختران مرحوم محمد افضل ساکنان جورکین احمد وال تحصیل و ضلع نوشکی **بنام**:۔عوام الناس

درخواست زیر دفعہ 372 جانشینی ایکٹ 1925ء حصول جانشینی سرٹیفکیٹ

اشتہار بنام عوام الناس:۔ یہ کہ سائلان / درخواست گزاران نے ایک درخواست برائے حصول جانشینی سرٹیفکیٹ عدالت ہذا میں گزاری ہے۔ جس کی آئندہ تاریخ پیشی مورخہ 8/10/2026 کو مقرر ہوچکی ہے۔ یہ کہ مرحوم محمد افضل ولد رحمت اللہ جو کہ CTD رخشان ڈویژن میں بطور ڈی ایس پی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے دوران سروس مورخہ 18/6/2026 کو فوت ہوچکا ہے اب درخواست گزاران نے مرحوم محمد افضل ولد رحمت اللہ کے سروس مراعات، منتقلی ماہانہ پنشن اور نیشنل بینک آف پاکستان نوشکی برانچ میں موجود رقم مبلغ -/675.36 روپے کو نکالنے کیلئے درخواست بالا برائے حصول جانشینی گزاری ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص وعام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر درخواست ہذا کی بابت کسی کو کوئی اعتراض ہو تو مقررہ تاریخ پیشی پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہوکر پیروی درخواست کریں بصورت دیگر درخواست گزاران کے حق میں جانشینی سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے گا۔ آج مورخہ 17/9/2026 کو بدستخط میرے ومہر عدالت کے جاری ہوا۔

داود خان
سینئر سول جج نوشکی

بعدالت جناب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج صاحب پشین

رجسٹر نمبر 49/2026 1۔فیض اللہ ولد محمد اشرف (گارڈین) 2۔سیف اللہ 3۔رحمت اللہ 4۔صادق پسران عبدالرازق اقوام بلوچ ساکنان کلی ملکیار پشین **بنام**:۔عوام الناس

اپیل U/S 47 سی پی سی

اشتہار بنام عوام الناس:۔ ہرگاہ مندرجہ عنوان بالا تحریر ہے کہ سائلان ایک اپیل U/S 47 سی پی سی پیش کی ہے جس کی آئندہ تاریخ ساعت 30/9/2026 مقرر ہوچکی ہے۔ لہٰذا بذریعہ تحریر اشتہار ہذا ہر خاص وعام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر گارڈین سرٹیفکیٹ کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو تو وہ اصالتاً یا وکالتاً مقررہ ساعت مورخہ 30/9/2026 پیش ہوکر پیروی مقدمہ کریں بصورت دیگر تمہارے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ آج مورخہ 17/9/2026 کو بدستخط میرے ومہر عدالت کے جاری ہوا۔

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج پشین

بعدالت جناب نثار احمد قاضی ڈھاڈر ضلع کچھی

دیوانی دعویٰ نمبر 8/2026 غلام مرتضیٰ بنام امیر جان وغیرہ

دعویٰ استقرار حق ومنسوخی انتقالات برائے حکم امتناعی ودوامی

اشتہار بنام مدعا علیہ 7۔احمد خان 8۔ہدایت اللہ 9۔عبدالفتح پسران محمد افضل اقوام بنگلزئی گرانی ساکنان محلہ چشتی میر ہزار بالا ناڑی ہرگاہ مقدمہ عنوان بالا عدالت ہذا میں زیر سماعت ہے۔ جس میں آئندہ تاریخ پیشی مورخہ 01/10/2026 مقرر ہوچکی ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص وعام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مقررہ تاریخ پیشی پر اصالتاً یا وکالتاً عدالت ہذا میں پیش ہوکر پیروی کرو بصورت دیگر تمہارے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائیگی آج مورخہ 17/09/2026 کو میرے دستخط ومہر عدالت سے جاری ہوا۔

نثار احمد
قاضی ڈھاڈر ضلع کچھی

بعدالت جناب ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج خاران

درخواست جانشینی نمبر 7/2026 متدائرہ 17/9/2026

بمقدمہ:۔1۔خالدہ بیوہ خان محمد 2۔محمد عثمان 3۔عرفان علی 4۔طاہرہ 5۔شوکت عزیز 6۔گل سیمہ 7۔سمرینہ 8۔ثمینہ 9۔نواب خان 10۔حواجان 11۔جان بی بی پسران ودختران مرحوم خان محمد ساکنان بوپے ریک تحصیل وضلع خاران (سائلان نمبر 8 تا 11 نابالغان بذریعہ سائلہ نمبر 1 قدرتی ولیہ والدہ) سائلان

بنام:۔عوام الناس مسول علیھم

درخواست زیر دفعہ 372 جانشینی ایکٹ مجریہ 1925ء

ہرگاہ کہ سائلان مندرجہ بالا نے ایک درخواست برائے حصول جانشینی سرٹیفکیٹ مرحوم خان محمد ولد نور محمد عدالت ہذا میں گزاری ہے یہ کہ خان محمد مرحوم محکمہ داخلہ ضلع خاران میں بحیثیت کانسٹیبل اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور مورخہ 15/7/2014 کو محکمہ ہذا سے ریٹائر ہوگئے اور بمطابق پنشن بک PPO.NO.20254142-01 پنشن کی رقم وصول کرکے اپنے سائلان کی خرچہ برداشت کر رہے تھے کہ مورخہ 20/4/2026 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے یہ کہ مرحوم خان محمد ولد نور محمد کے اکاؤنٹ نمبر 4086317648 نیشنل بینک آف پاکستان خاران برانچ میں مبلغ -/180,949 روپے جمع ہیں۔ سائلان نے قبل ازیں نادرا آفس سے رابطہ کیا تو سائلان کو جانشینی سرٹیفکیٹ عنایت ہوتو نادرا اہلکاروں نے سائلان نمبر 8 تا 11 کے نابالغان ہونے کی بناء پر سائلان کے درخواست کو Decline کرکے انہیں Decline سرٹیفکیٹ جاری کیا جس کی بناء پر سائلان موجودہ جانشینی درخواست مذکورہ بالا رقم اور مرحوم کے پنشن بک کے بابت درخواست جانشینی گزاری ہے۔ جس کی آئندہ تاریخ پیشی 22/9/2026 کو مقرر ہوچکی ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا ہر عام وخاص کو مطلع کیا جاتا ہے کہ درخواست ہذا کی نسبت اگر کسی کو کوئی عذر واعتراض ہو تو مقررہ تاریخ پیشی بالا کو اصالتاً یا وکالتاً پیش ہوکر پیروی درخواست کریں بصورت دیگر یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جاکر درخواست بحق سائلان فیصلہ کیا جائے گا۔ آج بتاریخ 17/9/2026 کو بدستخط میرے ومہر عدالت کے جاری ہوا

امید علی بلوچ
ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج خاران

بعدالت جناب سینئر سول جج II پشین

دیوانی مقدمہ نمبر 39/2026 بی بی راضیہ وغیرہ **بنام**:۔DG نادرا

اشتہار بنام مدعا علیہان 2 تا 4:۔ بعنوان بالا مقدمہ ہذا عدالت میں زیر سماعت ہے۔ جس کی آئندہ پیشی مورخہ 8/10/2026 کو مقرر ہے مدعیہ نے مدعا علیہان 1۔عبدالقدوس ولد نامعلوم 2۔عبدالقدوس 3۔عبدالہادی 4۔عبدالولی پسران عبدالقدوس ساکنان کلی ترانہ گریڈ کالونی تحصیل وضلع پشین کے خلاف عدالت ہذا میں دعویٰ دائر کیا ہے کہ مذکورہ نادرا ریکارڈ میں انکے خاندان میں داخل ہوا ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا تم مدعا علیہان کو ہدایت کی جاتی ہے کہ تاریخ مقررہ پر عدالت میں پیش ہوکر اصالتاً یا وکالتاً پیروی کریں بصورت دیگر تم مدعا علیہان کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ آج مورخہ 19/9/2026 کو بدستخط میرے ومہر عدالت کے جاری ہوا۔

سینئر سول جج II پشین

بعدالت جناب سینئر سول جج I کوئٹہ

درخواست جانشینی نمبر /2026 آئندہ تاریخ پیشی 5/10/2026

1۔بی بی زرینہ بیوہ عبدالغفار 2۔بیرک احمد 3۔ابوذر غفاری 4۔محمد عثمان 5۔بی بی زافرین پسران و دختر مرحوم عبدالغفار سکنہ محلہ پکین کالونی چمن پھاٹک کوئٹہ **بنام**:۔عوام الناس

اشتہار بنام عوام الناس:۔ ہرگاہ مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں سائل / سائلان نے ایک درخواست عدالت ہذا میں گزاری ہے۔ جسکی آئندہ تاریخ پیشی 5/10/2026 کو مقرر ہوچکی ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا ہر خاص وعام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اگر درخواست کی بابت کسی کو کسی قسم کا کوئی عذر یا اعتراض ہوتو وہ تاریخ مقررہ پر اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہوکر درخواست کی پیروی کریں بصورت دیگر یکطرفہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ آج مورخہ 19/9/2026 کو بدستخط میرے ومہر عدالت کے جاری ہوا۔

سینئر سول جج I کوئٹہ

تلاش گمشدہ

میرے والد کا پنشن بک محکمہ واپڈا کیسکو بنام یوسف مسیح ولد شکر مسیح کہیں گم ہوگیا ہے ملنے پر درج پتے پر پہنچا دیں المشتہر۔ سنیتا آرتھر شناختی کارڈ نمبر 54400-9866567-5

تلاش گمشدہ

قومی شناختی کارڈ نمبر 54401-2699453-6 بنام بی بی رحمتو زوجہ نیک محمد اسپنی روڈ پر گم ہوگیا ہے ملنے پر موبائل نمبر 03158634000 پر مطلع کریں المشتہر:۔عبداللہ

ازعدالت نصراللہ تحصیلدار / اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول تحصیل وضلع پشین

اشتہار بنام عوام الناس

ہرگاہ مسمی غلام محمد ولد علی محمد قوم کاکڑ ساکن ڈب خانزائی موضع ڈب خانزائی سرکل منزک تحصیل وضلع پشین نے ایک قطعہ درخواست مورخہ 17/9/2026 کو برائے اندراج وراثت انتقالات زیر دستخطی کے عدالت میں پیش کی ہیں کہ مرحوم فضل محمد قوم کاکڑ بالکزائی ساکن ڈب خانزائی بروئے پیش کردہ شرعی فتویٰ از مدرسہ یا خطیب مفتی دارالافتاء حسین عباس پشین کہ بقضائے الٰہی وفات پاچکا ہے بروئے شرعی فتویٰ جس کے وارثان مسمی پسران محب اللہ، علی محمد، بختورہ، فضل محمد قوم کاکڑ بارکزائی ساکنان ڈب تحصیل وضلع پشین انتقالات وراثت درج ریکارڈ مال کرنا مطلوب ہیں لہٰذا اگر انتقال وراثت پر کسی آس پاس زمینداران دھہ کسی سرکاری کا غیر سرکاری ادارے یا تعلق داران کا کوئی اعتراضات ہیں تو وہ اندر سات یوم اپنے اعتراضات زیر دستخطی کو اصالتاً یا وکالتاً پیش کریں بعد گزرنے متعین معیاد کوئی اعتراض یا عذر قابل قبول نہ ہوگا اور انتقالات وراثت حسب ضابطہ درج ریکارڈ مال کیا جائیگا۔ اشتہار ہذا 18/9/2026 کو میرے دستخط ومہر عدالت سے جاری ہوا۔

تحصیلدار صدر پشین

اشتہار بنام عوام الناس

ہرگاہ عوام الناس کو بذریعہ اخباری اشتہار مطلع کیا جاتا ہے کہ مرحوم حاجی عبدالحمید ولد حاجی غلام حیدر قوم مینگل جن کے نام واقع بازار نوشکی میں ایک عدد پلاٹ ہے خسرہ نمبر 397/398 رقبہ تعدادی 4000 مربع فٹ ہے مرحوم کے بڑے بیٹے مولوی حاجی عبدالمجید اس پٹہ کا مختیار خاص ہے جو کہ جمال خان ولد جنگی خان کے نام ٹرانسفر کرانا چاہتا ہے لہٰذا اگر کسی حقیقی مالک رشتہ دار وغیرہ کو کوئی اعتراض ہے تو 7 سات یوم کے اندر اندر اپنا تحریری اعتراض درخواست دفتر ہذا میں جمع کیا جائے اخباری اشتہار کے میعاد مدت ختم ہونے کے بعد کسی قسم کے عزر اعتراضات قابل قبول نہ ہوگا اور یہ پٹہ فریق دوئم کے نام منتقل کردیا جائے گا یہ اشتہار 19 ستمبر 2026 کو میونسپل کمیٹی نوشکی چیئرمین کے مہر ودستخط سے جاری ہوا ہے۔

چیئرمین میونسپل کمیٹی نوشکی

اطلاع عام / اظہار لاتعلقی

منکہ مسمی نادر خان ولد بائندہ خان سکنہ مشرقی بائی پاس شیر جان اسٹاپ کوئٹہ اشتہار مشتہر کررہا ہوں کہ میں اپنے بھائیوں طالب خان، طور خان، بہادر خان پسران بائندہ خان جو کہ میرے سگے بھائی ہیں ہم سب بالغ اور خود مختار ہے اور اپنے اپنے ذاتی، مالی، کاروباری اور قانونی معاملات میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہے لہٰذا بذریعہ اشتہار عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے کہ میں اپنے بھائیوں ان کے کاروبار لین دین تعلق ضمانت معاہدات اور دیگر معاملات کا ذمہ دار نہیں ہر کوئی اپنا ذمہ دار خود ہے اگر کوئی بھی شخص یا ادارہ ان کے ساتھ لین دین تعلق کاروبار یا دیگر معاملات رکھتا ہے تو میں بری الذمہ ہوں اشتہار مشتہر ہے تاکہ بوقت سند کام آئے

BNB BORE&BORE PVT LTD.

WE ARE HIRING

REKO DIQ MINING COMPANY

A joint initiative by BNB Group & RDMC

Career Opportunities for Skilled, Technical & General Workforce in Chagai

S.NO	JOB ROLE	QUALIFICATION	REQUIREMENTS	EXPERIENCE
1	Rigging	Certification	Experience of lifting operations.	3 years
2	HTV Driver	Matric	Valid HTV driving license for the relevant category.	5 years
3	LTV Driver	Matric	Valid LTV driving license for the relevant category.	5 years
4	Mobile Crane Operator	Matric	Valid HTV driving license for the relevant category.	5 years
5	Excavator Operator	Matric	Valid HTV driving license for the relevant category.	5 years
6	Hydraulic Mechanic	Matric	Experience of heavy machinery hydraulic system.	5 years
7	Auto Electrician	Matric	Experience of heavy machinery electrical systems.	5 years
8	Pump Technician	Matric	Mechanical fitting, assembly, alignment and pipe fitting.	5 years
9	Pipe Fitter	Matric	General technical assistance, material handling, housekeeping and field support.	2 years
10	Site Supervisor	Graduation	Good command of MS Office (Excel and Word).	3 years
11	Site Surveyor	DAE Civil	Relevant site surveying experience.	5 years
12	Site Engineer	BE	Relevant civil construction experience.	3 years
13	Mason	Matric	Relevant construction experience.	5 years
14	Fabricator	Matric	Relevant experience in HDPE pipe jointing/fusion.	7 years
15	Electrician	Matric	Relevant electrical experience.	7 years
16	Construction Labor	Matric	Physically fit and capable of performing general site	1 year
17	Generator Technician	Matric	Overhauls on generators, diagnostics, and	7 years
18	Generator Operator	Matric	Experience in GENSET operation and maintenance.	2 years
19	Electrical Engineer	BE Electrical	Experience in GENSET.	6 years
20	Mechanical Engineer	BE Mechanical	Experience in Pipeline, Pump and Design.	6 years
21	Civil Engineer	BE Civil	Experience in surveying, concrete & steel structure.	6 years
22	Civil Technician	B-Tech	Experience in surveying, concrete & steel structure.	10 years
23	HSE	NEBOSH/ IOSH	Relevant field experience.	1 year

Basic Requirements:
- Police Verification Certificate • Dover Test is Compulsory for LTV/HTV/Drillers • Local Certificate
- CNIC • Medical Clearance
- **Deadline for Applications is 20th October 2026**

Contact:
csr.jobs2026@bnbconsolidate.com.pk | 0333–0781355 | www.boreandbore.com

BAAKHABAR مختصر اشتہارات CLASSIFIED

تلاش گمشدہ

ضمانتی رسید نمبر 16602 مقدمہ نمبر 112/26 تھانہ سٹی مبلغ چالیس ہزار روپے 40000 بنام محمد یعقوب ولد جمال خان سٹی تھانہ کی حدود میں گم ہوگیا ہے ملنے پر موبائل نمبر 0321846745 پر مطلع کریں

تلاش گمشدہ

ہنڈا CD-70 موٹر سائیکل ماڈل 2026 چیسز نمبر HB719544 انجن نمبر V867626 کا اوچر بنام صاحبزادہ سہیل احمد ولد منظور احمد کچلاک میں گم ہوگیا ہے ملنے پر موبائل نمبر 03167996612 پر مطلع کریں

تلاش گمشدہ

رکشہ سازگار رجسٹریشن نمبر RA5361 کی رجسٹریشن بک انڈسٹری تھانہ کی حدود میں گم ہوگیا ہے۔ ملنے پر درج پتے پر پہنچا دیں المشتہر:۔عادل کامران ولد نوشیروان

تلاش گمشدہ

میری وفاق المدارس العربیہ ثانویہ عامہ کی اصل سند گم ہوگیا ہے مدرسہ اکیڈمی AAS رول نمبر 23527 لاہور ملنے پر موبائل نمبر 03188083733 پر مطلع کریں المشتہر:۔اظہر الدین ولد شمس الدین

تلاش گمشدہ

میرا قومی پرانا شناختی کارڈ نمبر 601-48217896 بروری تھانہ کی حدود میں گم ہوگیا ہے تلاش کیلئے مشتہر ہے المشتہر:۔معصومہ ظاہر زوجہ محمد ظاہر

تلاش گمشدہ

میری اصل ڈگری کا پی اسرا یونیورسٹی الخفیس میڈیکل کالج اسلام آباد PIRS سمسٹر ٹرانسکرپٹ، میٹرک ڈی ایم سی و پروویژنل سرٹیفکیٹ، ایف ایس سی ڈی ایم سی و پروویژنل سرٹیفکیٹ، ہاسپٹل ایکسپیرینس سرٹیفکیٹ، لوکل سرٹیفکیٹ، برتھ سرٹیفکیٹ، نام کوریکشن لیٹر، یو بی ایل بنک چیک بک بنام محمد شاذین ولد میر غلام حیدر ریکی سکنہ ہتھیاری تحصیل گدر ضلع سوراب کے اصل اسناد ودیگر دستاویزات دوران سفر کہیں گر کر گم ہوگئے ہیں ملنے پر موبائل نمبر 03337841791 پر مطلع کریں

تلاش گمشدہ

میرا قومی شناختی کارڈ نمبر 61218181741 بنام باچا خان ولد محمد اکبر سرانان میں کہیں گم ہوگیا ہے ملنے پر موبائل نمبر 03346385889 پر مطلع کریں

تلاش گمشدہ

میرا قومی شناختی کارڈ نمبر 54101-9627698-3 بنام امیر بخش ولد عبداللہ کہیں گم ہوگیا ہے ملنے پر ڈاکخانہ دالبندین پہنچا دیں

تلاش گمشدہ

میرا قومی شناختی کارڈ نمبر 6520292550499 بنام انعام اللہ ولد عبدالباقی مسلم باغ میں کہیں گم ہوگیا ہے ملنے پر شناختی کارڈ کے درج پتے پر پہنچا دیں

تلاش گمشدہ

میرا اوریجنل لوکل سرٹیفکیٹ بنام ظفر اللہ ولد درخان قوم بنگلزئی (بدوزئی) سکنہ کلی کمبیلا دشت عاصم آباد دوران سفر تحصیل دشت کے ایریا میں گر کر گم ہوگیا ہے ملنے پر موبائل نمبر 03332087781 پر مطلع کریں

تلاش گمشدہ

میرا لوکل سرٹیفکیٹ نمبر 002565 بنام نعمت اللہ ولد عبداللہ قوم بڑیچ سکنہ کلی غریب آباد نوشکی کہیں گم ہوگیا ہے ملنے پر پریس کلب نوشکی پہنچا دیں

تلاش گمشدہ

میرا مزدا گاڑی کا بک فریم نمبر TXD55-1693066 چیسز نمبر W06EE19083 پلیٹ نمبر NAD762 بنام امین اللہ ولد محمد ولی چمن میں کہیں گم ہوگیا ملنے پر موبائل نمبر 03138873938 پر مطلع کریں

درستگی نام

میرا درست اور اصل نام توقیر توفیق ولد توقیر سورج ہے جبکہ شناختی کارڈ میں غلطی سے چوہدری توقیر توفیق ولد چوہدری توفیق لکھا گیا ہے لہٰذا درستگی کیلئے مشتہر ہے المشتہر:۔توقیر توفیق ولد توقیر سورج

اطلاع عام

ایک عدد ضمانتی رسید سریل نمبر 3509 مورخہ 20/9/2025 مبلغ -/30,000 ہزار روپے بعنوان سرکار بنام سلیمان شاہ کرانی نیو ہزارہ ٹاؤن میں کہیں گم ہوگیا ہے ملنے پر موبائل نمبر 03128159432 پر مطلع کریں۔ المشتہر:۔محمد عارف ولد بوستان علی

تلاش گمشدہ

میرا لوکل سرٹیفکیٹ نمبر 657 تاریخ اجراء 27/3/2004 اوپل کراون ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ کا ڈپلومہ رجسٹریشن نمبر 1910، ایف ایس سی کی ڈی ایم سی رول نمبر 21571 یونیورسٹی آف بلوچستان کی ڈی ایم سی رول نمبر 7069، میٹرک کی ڈی ایم سی رول نمبر 4160، ایم ایس سی کی ڈی ایم سی رول نمبر 2750 بنام دین محمد ولد محمد ظاہر جناح ٹاؤن میں گم ہوگئے ہیں ملنے پر موبائل نمبر 03133835991 پر مطلع کریں

تلاش گمشدہ

میرا جماعت ہشتم کی ڈی ایم سی رول نمبر 11025220 سال 2022 بنام حفیظ اللہ ولد علی احمد کہیں گم ہوگیا ہے ملنے پر موبائل نمبر 03042658172 پر مطلع کریں

متعلقہ حکام کو ہدایت کی کہ اسکول کی خستہ حال چھت کی تعمیر و مرمت کے حوالے سے چار روز کے اندر مکمل رپورٹ تیار کر کے پیش کی جائے تاکہ طالبات کو کسی بھی ممکنہ خطرے سے محفوظ رکھتے ہوئے تعلیمی سرگرمیوں کا سلسلہ بلاتعطل جاری رکھا جاسکے۔ اس موقع پر صوبائی وزیر نے کہا کہ طالبات کو محفوظ پُرسکون اور سازگار تعلیمی ماحول کی فراہمی حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔ تعلیمی اداروں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے اور انفراسٹرکچر کو بہتر بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جارہے ہیں اس سلسلے میں غفلت اور کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔ بعدازاں صوبائی وزیر لائیو اسٹاک سردار زادہ میر فیصل خان جمالی نے ڈپٹی کمشنر محمد رمضان پلال اور ڈسٹرکٹ چیئرمین نوابزادہ سالار خان جمالی کے ہمراہ گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج اوستہ محمد میں بی ایس ڈی آئی اسکیم کے تحت فراہم کردہ 20 کلوواٹ سولر سسٹم کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ تقریب میں ایس پی اوستہ محمد معاذ الرحمان سید مہتاب شاہ بخاری ایکسین بلڈنگ محمد یاسین چانڈیو کوکل پرسن محمد بچل سومرو متعلقہ افسران اور کالج انتظامیہ نے شرکت کی۔ سولر سسٹم کی تنصیب سے کالج میں بجلی کی فراہمی کے مسائل میں کمی اور طلبہ و اساتذہ کے لیے تعلیمی سرگرمیوں کا بہتر ماحول میسر آنے کی توقع ہے۔ اس موقع پر کالج کے پرنسپل عبیداللہ زہری نے ادارے کو سولر سسٹم فراہم کرنے پر سردار محمد ہارون خان جمالی اور صوبائی وزیر لائیو اسٹاک سردار زادہ میر فیصل خان جمالی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ سولر سسٹم کی سہولت سے کالج میں بجلی کے مسائل میں کمی آئے گی اور طلبہ و اساتذہ کو تدریسی و تعلیمی سرگرمیوں کے دوران بہتر ماحول میسر ہوگا۔

بقیہ 11

کے ناقص انتظامات پر تین ہوٹلز سیل کر کے جرمانے عائد کیے گئے، جبکہ زائدالمیعاد اشیاء اور نان کسٹم پیڈ سگریٹس قبضے میں لے لیے گئے۔ کارروائی کے دوران 15 غیر قانونی ڈپوز بھی سیل کیے گئے۔ اسسٹنٹ کمشنر نے میڈیکل اسٹورز اور کلینکس میں لائسنس، ادویات کے ریکارڈ اور دیگر قانونی تقاضوں کا بھی جائزہ لیا، جہاں ممنوعہ ادویات برآمد ہونے پر انہیں قبضے میں لے کر ضبط کر لیا گیا اس موقع پر متعلقہ دکانداروں، ہوٹل م اور میڈیکل اسٹورز و کلینکس مالکان کو ہدایت کی گئی کہ مقررہ نرخوں کی پابندی، صفائی کے مناسب انتظامات اور تمام قانونی تقاضوں پر سختی سے عملدرآمد یقینی بنایا جائے۔ انتظامیہ نے واضح کیا کہ عوام کو معیاری اشیاء مناسب نرخوں اور محفوظ طبی سہولیات کی فراہمی کے لیے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائیاں بلاامتیاز جاری رہیں گی

بقیہ 12

رہنماؤں، زندگی کے مختلف مکتبہ فکر کے نمائندگان نے اپنی قیمتی تجاویز و آراء پیش کیئے ☆ جرگہ کا پہلا سیشن عصر کی نماز کے وقت ختم ہوا ☆ جرگہ کے پہلے جاری سیشن میں شرکاء کے لیے پرتکلف عصرانہ پیش کیا گیا ☆ جرگہ کا دوسرا سیشن مغرب کی نماز کے بعد شروع ہوا ☆ جرگہ کے دوسرے سیشن کے دوران ضلع کوئٹہ کی سطح پر ورکنگ کمیٹی کی تشکیل کے لیے نام تجاویز ہوئے ☆ جرگہ کا دوسرا سیشن رات ساڑھے 8 بجے ختم ہوا ☆ جرگہ کے دوسرے سیشن کے لیے اختتام پر تمام شرکاء کے اعزاز میں پرتکلف آئی ٹی کا اہتمام کیا گیا جس میں پشتون ثقافتی و روایتی غذاء (اوگرہ) میں شامل تھا ☆ جرگہ کا تیسرا سیشن جو کہ ورکنگ کمیٹی کی تشکیل کے لیے تھا رات 10 بجے تک جاری رہا ☆ جرگہ ورکنگ کمیٹی کی تشکیل کے اجلاس میں ضلع کوئٹہ کی سطح پر کمیٹی کی تشکیل کے لیے اختیارات نواب ایاز خان جوگیزئی کے دیا گیا ☆ جرگہ کے تیسرے سیشن کے اختتام پر دعائے خیر کی گئی، ☆ جرگہ ہال میں ساؤنڈ کا بہترین بندوبست کیا گیا تھا ☆ جرگہ ہال میں سٹیج پر صرف صدارتی کرسی رکھی گئی اور سٹیج سپیکر کے لیے الگ چیئر رکھی گئی تھی ☆ جرگہ کی کوریج پشتونخوا میپ کے میڈیا ٹیم کے اراکین نے کی

بقیہ 13

ہے۔ ایگل اسکواڈ کے اہلکار عوام کے محافظ بننے کے بجائے مبینہ طور پر غنڈہ گردی کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں۔ شہر بھر میں شہریوں کو ہراساں کرنے اور مبینہ طور پر رشوت نہ دینے پر تشدد کا نشانہ بنانے کے واقعات کسی صورت قابل قبول نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عوام ایگل اسکواڈ کے ناروا رویے سے تنگ آچکے ہیں۔ شہری ایک جانب راہزنوں اور قاتلوں کے ہاتھوں عدم تحفظ کا شکار ہیں تو دوسری جانب ایگل اسکواڈ کے بعض اہلکاروں کے مبینہ ناروا سلوک اور ہراسانی نے ان کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ باعزت شہریوں اور سفید ریش افراد کو بلاجواز تنگ کرنا اور انہیں مختلف طریقوں سے ہراساں کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ مین ایئرپورٹ روڈ بلاک نادرا کے قریب ایگل اسکواڈ کے اہلکاروں نے نواں کلی کے رہائشی نوجوان سعید انور کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگیا۔ بروری روڈ تھانہ کے قریب عیسی خان سے گن پوائنٹ پر چوروں نے موٹر سائیکل اور موبائل چھین کر ڈاکو فرار ہوگئے، اس پر بروری روڈ پولیس اسٹیشن نے ایف آئی آر کاٹنے سے انکار کیا۔ انہوں نے پولیس کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ واقعے کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے۔ شہریوں کے جان و مال عزت و وقار اور بنیادی حقوق کا تحفظ پولیس اور متعلقہ اداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے جس میں کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی قابل قبول نہیں۔ عوام ایگل اسکواڈ کے ناروا رویے سے تنگ آچکے ہیں۔ شہری ایک جانب راہزنوں اور قاتلوں کے ہاتھوں عدم تحفظ کا شکار ہیں تو دوسری جانب ایگل اسکواڈ کے بعض اہلکاروں کے مبینہ ناروا سلوک اور ہراسانی نے ان کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

بقیہ 14

ٹریفک کی روانی اور شہریوں کو درپیش مسائل کے حل سے متعلق مختلف امور کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں پراجیکٹ ڈائریکٹر بارکھان تا رکھنی روڈ محمد ظفر کھوسہ، ایس ای سی اینڈ ڈبلیو محمد رزاق، ایکسین بی اینڈ آر فضل محمد زرکون، انجینئر عبدالرحمٰن کھیتران، اسسٹنٹ کمشنر رکھنی فہد حسین عمرانی سمیت دیگر متعلقہ افسران نے شرکت کی۔ اجلاس میں ماڈل بازار کے تعمیراتی کام کو مقررہ تقاضوں کے مطابق آگے بڑھانے اور منصوبے سے متعلق مختلف امور پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اس کے علاوہ شہر میں ٹریفک مینجمنٹ، عدالت والے روڈ کی کلیئرنس، بائی پاس سے مین روڈ تک راستہ کھولنے اور مین بازار میں سڑک کو کشادہ کرنے کے معاملات بھی زیر بحث آئے۔ متعلقہ ایس ای نے کمشنر کو شہر میں ٹریفک کی روانی، سڑکوں پر رکاوٹوں اور تجاوزات سے متعلق مسائل سے آگاہ کیا۔ کمشنر مجیب الرحمٰن قمبرانی نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی کہ شہر میں ٹریفک کی روانی بہتر بنانے اور شہریوں کے لیے آمدورفت آسان بنانے کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ انہوں نے عدالت والے روڈ کو کلیئر کرنے، بائی پاس سے مین روڈ تک راستہ کھولنے اور مین بازار میں سڑک کی کشادگی کے کام کو ترجیحی بنیادوں پر آگے بڑھانے کی ہدایت کی۔ کمشنر نے کہا کہ ماڈل بازار اور مین بازار کی بہتر منصوبہ بندی سے نہ صرف شہریوں کو سہولت ملے گی بلکہ شہر میں ٹریفک کا نظام بھی بہتر ہوگا۔ شہریوں کو درپیش مسائل کے حل کے لیے متعلقہ محکمے باہمی رابطے کے ساتھ اقدامات یقینی بنائیں۔

بقیہ 15

گیا۔ اس موقع پر پولیو مہم کی مؤثر نگرانی، زیرو ڈوز بچوں کی نشاندہی اور ویکسی نیشن کوریج، کمیونٹی انگیجمنٹ اور اے ایف پی سرویلنس سمیت مختلف امور پر تفصیلی غور کیا گیا۔ اجلاس میں پولیو مہم کے دوران تمام بچوں تک ویکسین کی رسائی یقینی بنانے اور مہم کو کامیاب بنانے کے لیے تمام متعلقہ محکموں کے درمیان مؤثر رابطہ اور مربوط اقدامات پر زور دیا گیا۔

بقیہ 16

پاداش میں یونیورسٹی سے نکالنے کے غیر آئینی، غیر قانونی اور طلبہ دشمن اقدام کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ نکالے گئے طلبہ گزشتہ کئی ماہ سے مسلسل یونیورسٹی انتظامیہ کے انتقامی رویے کا سامنا کر رہے تھے انہیں بار بار دھمکایا گیا، ان کی تعلیمی سرگرمیوں میں رکاوٹیں ڈالی گئیں، اور آخر کار انہیں بوگس الزامات لگا کر یونیورسٹی بدر کر دیا گیا۔ یہ صرف طلبہ پر حملہ نہیں، بلکہ پورے صوبے میں طلبہ سیاست، اظہار رائے کی آزادی اور جمہوری اقدار پر حملہ ہے۔ پشتونخوا سٹوڈنٹس آرگنائزیشن واضح کرتی ہیں کہ یونیورسٹی جیل نہیں درسگاہ ہے یونیورسٹیوں کا کام طلبہ کی سوچ پر پہرے بٹھانا نہیں بلکہ تنقیدی سوچ کو پروان چڑھانا ہے۔ سیاسی سرگرمی ہر طالب علم کا جمہوری اور آئینی حق ہے۔ وائس چانسلر انتظامی افسر ہے، آمر نہیں لورالائی یونیورسٹی کا وائس چانسلر خود کو کسی نوآبادیاتی افسر کی طرح سمجھ رہا ہے۔ ہم اسے بتانا چاہتے ہیں کہ یونیورسٹیاں کسی کی جاگیر نہیں ہیں بلکہ طلبہ کی ملکیت ہیں۔ پشتونخوا سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اس ظالمانہ فیصلے کے خلاف ہر جمہوری، آئینی اور قانونی راستہ اپنائے گی۔ پشتونخوا سٹوڈنٹس آرگنائزیشن یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ خارج کیے گئے طلبا کا اخراج فوری طور پر واپس لیا جائے اور ان کو فوری طور پر بحال کیا جائے۔ صوبے بھر کی یونیورسٹیوں میں طلبہ یونینز کو فوری طور پر بحال کیا جائے تاکہ طلبہ کے مسائل کا جمہوری حل نکل سکے۔ اگر ہمارے مطالبات فوری طور پر تسلیم نہ کیے گئے تو پشتونخوا سٹوڈنٹس آرگنائزیشن احتجاج کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بقیہ 17

انہوں نے کہا کہ PSDP 2026-27 میں گورنر بلوچستان جعفر خان مندوخیل نے کلی دیرہ گئی تا تنگڑی بلیک ٹاپ روڈ منظور کیا تھا جس پر ہم سب نے گورنر کا تہہ دل سے شکریہ بھی ادا کیا اور اس پر کام بھی شروع ہونے والا تھا مگر ہمیں پتہ چلا ہے کہ مذکورہ روڈ کو پہلے کلی شیخان اور بعد میں کوئٹہ شفٹ کیا گیا جو علاقے کے عوام کے ساتھ ظلم و ناانصافی ہے جس پر تمام دیہاتوں کے عوام میں سخت تشویش پائی جاتی ہے اور علاقے کے عوام سخت ناراض ہیں ہم اس پریس کانفرنس کے ذریعے گورنر بلوچستان وزیر اعلیٰ بلوچستان چیف سیکرٹری اور کمشنر ژوب ڈویژن سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے منظور شدہ روڈ کو دوبارہ بحال کر کے اس پر جلد کام شروع کیا جائے ہمارے جائز مطالبہ پر عمل نہ کیا گیا تو ہم سخت احتجاج پر مجبور ہوں گے۔

بقیہ 18

پہنور، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ایجوکیشن صدر علی شاہ، ہیڈ ماسٹر طارق علی لاشاری، مانیٹرنگ آفیسر سلطان پندرانی، فاریسٹ آفیسر عبدالستار لاشاری، اساتذہ، محکمہ جنگلات اور TRSP کے نمائندگان سمیت دیگر نے شرکت کی۔ تقریب کے اختتام پر سردار محمد ہارون خان جمالی نے شجرکاری اور ماحول کے تحفظ کے لیے TRSP اور محکمہ جنگلات کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ سرسبز ماحول ہی صحت مند اور خوشحال معاشرے کی بنیاد ہے۔

بقیہ 19

سمیت تمام طبقات کو مشکل صورتحال سے دوچار کر رکھا ہے حالات کی سنگینی کے باوجود تاجر لوگوں کو روزگار فراہم کر رہے ہیں۔ بلوچستان ریونیو اتھارٹی انکم ٹیکس کے طریقہ کار کو بہتر بناتے ہوئے 0.8 فیصد کو بڑھا کر ڈیڑھ فیصد کر دے تو چیزیں بہتری کی طرف جائیں گی۔ بلوچستان کے تاجر 15 سے 20 ارب روپے ڈیوٹی ٹیکس کی مد میں ادا کرتے ہیں اس کے مد میں سہولیات کا فقدان ہے بلوچستان آئل ٹریڈر کمپنی صوبے کے ڈیڑھ سو نوجوانوں کو بیرون ملک اور 600 لوگوں کو کراچی میں روزگار دینے کے لئے اقدامات مکمل کر لئے ہیں ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ شب بلوچستان میں غیر سرکاری کمپنی شوران کا لیکس کے ڈیلرز ریٹیلرز اور آئل چیچنگ شاپس مالکان اور دیگر کے اعزاز میں دیئے گئے گرینڈ ڈنر کے موقع پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان جو کہ پاکستان کے آدھے رقبے پر پھیلا ہوا کم آبادی والا پسماندہ صوبہ ہے یہاں پر روزگار کی فراہمی کے لئے وسیع مواقع موجود ہے لیکن لوگوں کی بہتری کیلئے وہ اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے جن کی ضرورت ہے مقررین نے کہا کہ بلوچستان کے لوگوں کا ذریعہ معاش تجارت اور ٹرانسپورٹ، بارڈری ٹریڈ سے وابستہ ہے لیکن دونوں ممالک کے بارڈر کے بندش سے لوگوں کی مشکلات بڑھتے ہوئے کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گئے ہیں اس وقت بارڈر کی بندش کے باعث تفتان سے 40 گاڑیاں کانوائے کی شکل میں آتی ہے آئل کمپنیاں بلوچستان کے ٹرانسپورٹروں اور دیگر لوگوں کو سہولیات فراہم کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے حالات کی وجہ سے بزنس کمیونٹی کو مشکلات اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے حکومت کی جانب سے اپنی شاہ خرچیاں کم کرنے کی بجائے لاک ڈاؤن کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جس کو ہم مسترد کرتے ہیں اس کے علاوہ ان مسائل کا حل نکالنا اور اپنے اخراجات کم کرنے چاہئے انہوں نے کہا کہ اس وقت پاکستان جیسے قرضدار ملک میں 1 لاکھ 5 ہزار سے زائد سرکاری گاڑیاں کروڑوں لیٹر روزانہ کا فیول استعمال کر رہی ہیں جبکہ لندن جیسے ترقی یافتہ ملک میں صرف 500 سرکاری گاڑیاں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان اور پاکستان کے حالات کی خرابی کے ذمہ دار حکومت، سرکار اور اسٹیبلشمنٹ ہے جو بلاجواز اخراجات پر قابو نہیں پا رہے انہوں نے کہا کہ ٹرانسپورٹروں کی گاڑیوں کی انشورنس نہیں کی جارہی جس کی وجہ سے جلائی جانے والی 4 کروڑ روپے کی گاڑی کی مد میں مالک کو 10 لاکھ روپے معاوضہ دیا جاتا ہے جو اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے کے مترادف ہے ہم نے وزیراعلیٰ بلوچستان وزیر داخلہ اور متعلقہ حکام کو اس حوالے سے آگاہ کیا ہے تاحال کوئی شنوائی نہیں ہوئی انہوں نے بتایا کہ بلوچستان ریونیو اتھارٹی کے ذریعے تاجر امپورٹ اور ایکسپورٹ کی مد میں 0.8 فیصد انکم ٹیکس دے رہے ہیں جس سے سالانہ 15 سے 20 ارب روپے ڈیوٹی ٹیکس دیتے ہیں ہم نے انہیں تجویز دی ہے کہ اس کو ڈیڑھ فیصد کر دیا جائے جس سے انہیں 40 ارب روپے ملیں گے اور لوگوں کو بھی فائدہ ہوگا۔ حکومت کی جانب سے 8 ارب روپے دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے رکھے ہیں بند کمروں میں بیٹھ کر بننے والی پالیسیوں سے تاجروں کو فائدہ نہیں ہوگا تمام اسٹیک ہولڈر، ٹرانسپورٹر، بزنس کمیونٹی ان حالات میں اپنے ہدف پورے نہیں کر پا رہی جس کی وجہ سے لوگوں کی مشکلات بڑھ رہی ہے ہمیں انشورنس پالیسی بنانا ہوگی تاکہ لوگوں کو اس سے فائدہ ہو اور وہ اپنے بزنس کے اہداف کو پورا کر سکیں بلوچستان کے لوگوں کو مستقل سسٹم میسر آنا چاہیے جعل سازی کی روک تھام کیلئے سب کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا ہم امن پسند لوگ ہیں اور امن چاہتے ہیں جس کی بدولت صوبہ ترقی کرے گا انہوں نے بتایا کہ آئل کمپنی، کال ٹیکس، ڈیلو کی جانب سے 2 گاڑیاں 2024ء اور 2025ء میں بلوچستان کے لوگوں کو ملی ہیں اور 2026ء میں 4 چار چھوٹے لوڈر ٹرک قرعہ اندازی کے ذریعے لوگوں کو ملیں گے انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے کاروبار کو ایمانداری سے مکمل کرنا ہے تاکہ اپنے بچوں کو رزق حلال کھلا سکیں۔

بقیہ 20

۔ نااہل اور نالائق فارم 47 کے جعلی صوبائی حکومت

اپنے چپڑاسی چیئرمین کے ذریعے اپنے منظور نظر غیر تاجر اور غیر مستحق افراد میں تقسیم کر کے قانون اور لورالائی تاجران دشمنی کے مرتکب ہونگے جو کہ لوکل گورنمنٹ 2010 ترمیمی ایکٹ کے صریحا خلاف ورزی ہے۔ جسکی پارٹی کسی بھی صورت میں اجازت نہیں دیگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ گزشتہ کئی سالوں سے لورالائی میں تعمیر کئے گئے عقب عادل مارکیٹ، نئے اڈے اور پرانا تاریخی گوشت مارکیٹ میں بنائے گئے دکانیں عوام اور تاجران کا اوپن آکشن کے ذریعے مقابلتی بنیاد پر نیلام کرنے کا حق ھے۔ جس سے کسی بھی صورت میں دستبردار نہیں ہونگے۔ انہوں نے کہا کہ شہر کے وسط میں موجود میونسپلٹی کے پرانے جائیداد کی انکوائری کر کے مختلف لوگوں نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر کے مہنگے داموں کرائے پر دیکر میونسپل کمیٹی کو کروڑوں روپے کی نقصان کے مرتکب ہوئے ہیں۔ جو کہ قابل گرفت اور ناقابل برداشت عمل ہے۔ انہوں نے صوبائی محکمہ لوکل گورنمنٹ کے اعلی حکام سے اور ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل انتظامیہ سے پرزور مطالبہ کیا کہ لورالائی شہر میں میونسپل جائیداد کا تحقیقات نو تعمیر شدہ دکانوں کا اوپن نیلامی کے ذریعے آکشن کیا جائے بصورت دیگر پارٹی قانونی راستے کے ساتھ ساتھ عوامی تحریک چلانے سے گریز نہیں کریگی جسکی تمام تر ذمہ داری متعلقہ اداروں اور حکام پر ہوگی۔

بقیہ 21

ٹرین سروس کو بلاتاخیر بحال کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کوئٹہ تا چمن پسنجر ٹرین چمن اور گردونواح کے غریب، متوسط اور عام شہریوں کے لیے انتہائی اہم سفری سہولت ہے، جس سے روزانہ مزدور، طلبہ، مریض، سرکاری ملازمین اور دیگر شہری استفادہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ٹرین سروس کی بندش کے باعث عوام کو مہنگے سفری ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے، جس سے پہلے ہی مہنگائی اور معاشی مشکلات کا شکار عوام کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ چمن جیسے سرحدی علاقے کے عوام کے لیے سستی اور محفوظ سفری سہولت کی عدم دستیابی ایک سنجیدہ مسئلہ ہے، جس کا فوری ازالہ ضروری ہے۔ اسلم اچکزئی نے کہا کہ کوئٹہ تا چمن ریلوے روٹ عوام کے لیے تاریخی اور اہم سفری رابطہ ہے، اس لیے پسنجر ٹرین کی طویل بندش کا فوری نوٹس لیا جائے۔ حکومت اور ریلوے حکام عوامی نمائندوں اور شہریوں کی مشکلات کو سمجھتے ہوئے ٹرین سروس کی بحالی کے لیے عملی اقدامات کریں۔ انہوں نے کہا کہ مظلوم عوامی تحریک پاکستان عوام کے بنیادی حقوق اور سہولیات کے حصول کے لیے آئینی، جمہوری اور پرامن جدوجہد پر یقین رکھتی ہے۔ اگر ٹرین سروس کی بحالی کے مطالبے پر فوری پیش رفت نہ ہوئی تو عوامی مفاد میں پرامن احتجاج کا راستہ اختیار کیا جائے گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ کوئٹہ تا چمن پسنجر ٹرین سروس فوری بحال کر کے چمن کے عوام کو سستی، محفوظ اور باعزت سفری سہولت فراہم کی جائے۔

بقیہ 22

استطاعت نہیں رکھتے۔ گیس صارفین کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے بقایاجات کی باآسانی وصولی اور ادائیگی کے لیے ماہانہ اقساط کی سہولت کا اہتمام کیا گیا ہے، جس سے صارفین کو اپنے واجبات مرحلہ وار ادا کرنے میں آسانی میسر آرہی ہے۔ صارفین کے مطابق اقساط کی سہولت سے نہ صرف ان پر ایک ساتھ بھاری رقم ادا کرنے کا بوجھ کم ہوا ہے بلکہ گیس بلوں کی ادائیگی کے معاملات بھی نسبتاً آسان ہوئے ہیں، شہدادکوٹ کے گیس صارفین نے سینئر انجینئر میر امان اللہ جمالی کی تعیناتی کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ان کے دفتر میں آنے والے صارفین کے مسائل کو توجہ سے سنا جاتا ہے اور ممکنہ حد تک موقع پر ہی ان کے حل کے لیے اقدامات کیے جاتے ہیں۔ صارفین کا کہنا تھا کہ عوامی مشکلات کو سمجھتے ہوئے سہولت فراہم کرنا ایک مثبت طرز انتظام ہے، جس سے شہریوں کا ادارے پر اعتماد بھی بحال ہوتا ہے۔ صارفین نے سوئی سدرن گیس کمپنی کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ شہدادکوٹ میں صارفین کو فراہم کی جانے والی سہولیات کا سلسلہ مزید مؤثر بنایا جائے اور بلنگ و دیگر شکایات کے فوری ازالے کے لیے بھی اسی طرز عمل کو جاری رکھا جائے۔ شہریوں نے امید ظاہر کی کہ سینئر انجینئر میر امان اللہ جمالی کی نگرانی میں گیس صارفین کو درپیش مسائل کے حل اور عوامی سہولت کے لیے عملی اقدامات کا سلسلہ مستقبل میں بھی جاری رہے گا۔

بقیہ 23

آفیسر بلوچستان کا سرمایہ ہے انہوں نے کہا کہ ہم وزیراعظم بلوچستان اور چیئرمین پی آئی ایس پی سے اپیل کرتے ہیں کہ ڈاکٹر جلال فیض کو اس عہدے پر طویل مدت تک رکھا جائے تو پروگرام اور عوام کا اعتماد مزید مضبوط ہوگا۔

بقیہ 24

کے معیار اور تعمیراتی کارکردگی پر سوالیہ نشان بن گئی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ دارالامان کے تعمیراتی و مرمتی کام کے لیے مجموعی طور پر 50 لاکھ روپے کے فنڈز مختص کیے گئے تھے، جن میں سے تقریباً 20 لاکھ روپے کا مرمتی کام کیا گیا، جبکہ باقی 30 لاکھ روپے کے فنڈز لیپس ہونے کی اطلاعات ہیں۔ ذرائع کے مطابق مبینہ طور پر کیے گئے تعمیراتی کام کی صورتحال تسلی بخش نہیں، جبکہ عمارت کے بعض تعمیراتی کام تاحال مکمل نہ ہونے کی بھی اطلاعات ہیں۔ اس صورتحال کے باعث شہری اور عوامی حلقوں کی جانب سے منصوبے کے معیار، فنڈز کے استعمال اور باقی رقم کے لیپس ہونے کے معاملے پر شفاف تحقیقات کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ عوامی حلقوں کا کہنا ہے کہ دارالامان چونکہ خواتین کے تحفظ اور نگہداشت سے متعلق حساس ادارہ ہے، اس لیے اس کی عمارت میں غیر متعلقہ افراد کی مبینہ موجودگی یا مداخلت کے معاملے کو بھی سنجیدگی سے دیکھا جانا چاہیے اور دارالامان کی سیکورٹی و انتظامی امور کو قواعد و ضوابط کے مطابق یقینی بنایا جائے۔ عوامی حلقوں نے متعلقہ اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ دارالامان نصیرآباد کے لیے مختص 50 لاکھ روپے کے فنڈز، تعمیراتی تخمینے، جاری شدہ ادائیگیوں، کیے گئے کام اور لیپس ہونے والی رقم کا مکمل ریکارڈ طلب کر کے شفاف انکوائری کرائی جائے۔ ساتھ ہی تعمیراتی کام کا تکنیکی معائنہ کروا کر معیار اور تکمیل کی صورتحال بھی سامنے لائی جائے۔ عوامی حلقوں نے مزید مطالبہ کیا ہے کہ اگر تحقیقات کے دوران کسی ٹھیکیدار، اہلکار یا کسی دوسرے فرد کی جانب سے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی یا مالی بے ضابطگی ثابت ہو تو ذمہ دار افراد کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے اور سرکاری خزانے کو ہونے والے ممکنہ نقصان کا ازالہ یقینی بنایا جائے۔

بقیہ 25

مفادات، ملکی استحکام اور عوامی مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے حکومت کو مذاکرات کے راستے بند کرنے کے بجائے تمام فریقین کے ساتھ بات چیت کے تمام ممکنہ راستے کھلے رکھنے چاہئیں۔ اختلافات چاہے سیاسی ہوں یا قومی نوعیت کے، ان کا حل باہمی گفت و شنید، مذاکرات اور سنجیدہ مشاورت کے ذریعے تلاش کرنا ہی ملک و قوم کے وسیع تر مفاد میں ہے۔ موجودہ حالات میں عوام پہلے ہی شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ مہنگائی نے عام آدمی کی کمر توڑ دی ہے جبکہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ اور اضافے نے روزمرہ زندگی کو مزید دشوار بنا دیا ہے۔ آمدورفت سے لے کر اشیائے ضروریہ تک ہر شعبے پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور محدود آمدن رکھنے والا طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ ایسے میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عوامی مشکلات کو سنجیدگی سے محسوس کرے اور انہیں زیادہ سے زیادہ ریلیف فراہم کرنے کے لیے عملی اقدامات کرے۔ ملکی معیشت اور عوامی زندگی پہلے ہی دباؤ کا شکار ہیں،

اس لیے سیاسی کشیدگی اور باہمی محاذ آرائی میں مزید اضافہ مسائل کو حل کرنے کے بجائے انہیں پیچیدہ کر سکتا ہے۔ حکومت اور تمام سیاسی و قومی قوتوں کو چاہیے کہ ملکی مفادات کو مقدم رکھتے ہوئے مذاکرات، مشاورت اور مفاہمت کا راستہ اختیار کریں تاکہ ملک کو موجودہ مشکلات سے نکالنے کے لیے مشترکہ لائحہ عمل تشکیل دیا جاسکے۔ کوہاٹ میں ہونے والی بم دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مسجد جیسی مقدس جگہ کے قریب ہونے والا یہ المناک واقعہ انتہائی افسوسناک ہے۔ قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع پوری قوم کے لیے باعثِ تشویش اور دکھ ہے۔ جاں بحق ہونے والے افراد کے اہل خانہ کے غم میں پوری قوم شریک ہے جبکہ زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لیے دعاگو ہیں۔ امن و امان قائم کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ شہریوں کی جان و مال کا تحفظ ریاست کی اولین ذمہ داریوں میں شامل ہے، اس لیے ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات، سیکورٹی انتظامات اور ذمہ دار اداروں کی کارکردگی کا مسلسل جائزہ ضروری ہے۔ اگر کسی بھی سطح پر غفلت، کوتاہی یا غلطی ثابت ہو تو قانون کے مطابق ذمہ دار افراد کا تعین کر کے انہیں سزا دی جائے، تاکہ آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام ممکن ہو اور عوام کا ریاستی اداروں پر اعتماد مزید مضبوط ہو۔ ملک کو اس وقت محاذ آرائی نہیں بلکہ سنجیدگی، تدبر، مذاکرات، امن اور قومی یکجہتی کی ضرورت ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ عوامی مشکلات کا ازالہ، امن و امان کا قیام اور قومی مفادات کا تحفظ اپنی ترجیحات میں شامل کرے اور تمام متعلقہ فریقین کے لیے مذاکرات اور بات چیت کے دروازے کھلے رکھے۔

بقیہ 26

ڈاکٹر عبداللہ اور فیکلٹی ممبر محترمہ شبلی انور بھی موجود تھیں۔ دورے کے دوران انڈس ہسپتال گوادر میں طلبہ کو ہسپتال کی لیبارٹری سہولیات، کلینیکل لیبارٹری سروسز اور مریضوں کی تشخیص میں ان کے اہم کردار کے بارے میں تفصیلی بریفنگ دی۔ انہوں نے طلبہ کو معمول کے مختلف تشخیصی ٹیسٹوں، جن میں سی بی سی، بلڈ گلوکوز، سیرم الیکٹرولائٹس، گردوں اور جگر کے افعال کے ٹیسٹ، لپڈ پروفائل، یورین اینالیسس اور دیگر بائیوکیمیکل و ہیماٹولوجیکل ٹیسٹ شامل ہیں، سے آگاہ کیا۔ طلبہ نے سیمپل ہینڈلنگ، لیبارٹری تجزیے، کوالٹی کنٹرول اور مریضوں کے علاج و نگہداشت میں درست تشخیصی نتائج کی اہمیت کے بارے میں بھی عملی معلومات حاصل کیں۔ ہسپتال انتظامیہ نے کیمسٹری کے فارغ التحصیل طلبہ کے لیے کلینیکل اور ڈائیگناسٹک لیبارٹریز میں موجود کیریئر کے مواقع پر روشنی ڈالتے ہوئے تکنیکی مہارت اور عملی تربیت کی اہمیت پر زور دیا۔ دورے کے دوران کیمسٹری کے طلبہ کے لیے ممکنہ انٹرن شپ اور عملی تربیت کے مواقع کے ساتھ ساتھ جامعہ گوادر اور انڈس ہسپتال اینڈ ہیلتھ نیٹ ورک کے درمیان مستقبل میں ممکنہ تعاون کے حوالے سے بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ گوادر یونیورسٹی کے انتظامیہ اور شعبہ کیمسٹری نے طلبہ کو قیمتی رہنمائی، تعاون اور بہترین میزبانی فراہم کرنے پر انڈس ہسپتال اینڈ ہیلتھ نیٹ ورک، گوادر، اور ڈاکٹر عدنان کا شکریہ ادا کیا۔

بقیہ 27

مریضوں کی دیکھ بھال اور ان کے نفسیاتی و سماجی پہلوؤں کا جائزہ لینے کے علاوہ کمیونٹی ہیلتھ کے فروغ میں طلبہ کے کردار کو اجاگر کرنا تھا۔ بریفنگ کے دوران سنٹر کے بانی و چیئرمین ارشاد عارف نے ادارے کی تاریخ، دستیاب سہولیات، چیلنجز اور تھیلیسیمیا کی موروثی منتقلی کے تدارک سے متعلق کیے گئے اقدامات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس کے بعد طلبہ نے پیشنٹ وارڈ، سیمپلنگ روم اور ڈائیگناسٹک لیبارٹری کا دورہ کیا، جہاں انہوں نے بلڈ سیمپلنگ پروٹوکولز، اسکریننگ کے طریقہ کار، کراس میچنگ کے طریقوں، اور خون سے متعلقہ امراض اور حفاظتی انتظامات کا عملی مشاہدہ کیا۔ یونیورسٹی ترجمان کے مطابق، اس موقع پر وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر گل حسن نے دورے کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس نوعیت کے تعلیمی دوروں سے کمیونٹی اور یونیورسٹی کے درمیان روابط کو مستحکم کرنے میں مدد ملے گی، اور اس طرح کی سرگرمیاں کلاس روم تعلیم اور فیلڈ پریکٹس کے درمیان پل کا کردار ادا کرتی ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ یونیورسٹی کے اسٹریٹیجک پلان 2030 کے تحت طلبہ کے لیے پریکٹیکل سرگرمیوں کے دائرہ کار کو مزید وسعت دیجائے گی۔

بقیہ 28

ہوگیا ہے۔ اپنے ایک بیان میں غلام نبی مری نے کہا ہے کہ بلوچستان سے قدرتی گیس کے ذخائر حاصل ہونے کے باوجود صوبے کے عوام طویل عرصے سے گیس کی قلت اور کم پریشر کا سامنا کر رہے ہیں، جبکہ اب صوبائی دارالحکومت کوئٹہ کے شہری بھی گیس کی مناسب فراہمی سے محروم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کوئٹہ میں گیس صرف صبح، دوپہر اور شام کھانے کے اوقات میں مختصر دورانیے کے لیے فراہم کی جاتی ہے، تاہم ان اوقات میں بھی پریشر انتہائی کم ہونے کے باعث شہریوں کے لیے چولہا جلانا مشکل ہو جاتا ہے۔ غلام نبی مری نے کہا کہ بلوچستان کے قدرتی وسائل سے حاصل ہونے والی گیس سے خود صوبے کے عوام کو محروم رکھنا عوام میں احساسِ محرومی اور ناانصافی کے تاثر کو مزید تقویت دیتا ہے۔ انہوں نے سوئی سدرن گیس کمپنی کے حکام سے مطالبہ کیا کہ کوئٹہ میں گیس کی لوڈشیڈنگ اور کم پریشر کا فوری نوٹس لیا جائے اور شہریوں کو مناسب پریشر کے ساتھ بلاتعطل گیس کی فراہمی یقینی بنائی جائے

بقیہ 29

کرتے ہوئے لائبریری کا افتتاح کیا۔ تقریب کے دوران اقبال لائبریری کے قیام کو طلبہ میں مطالعے کے رجحان، علمی و ادبی سرگرمیوں اور تحقیقی صلاحیتوں کے فروغ کی جانب اہم پیش رفت قرار دیا گیا۔ اس موقع پر پرنسپل کیڈٹ کالج قلعہ عبداللہ بریگیڈیئر عمران خان نے کہا کہ یہ علمی منصوبہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور تعاون سے پایۂ تکمیل کو پہنچا، جو طلبہ کے لیے علم و تحقیق کے نئے مواقع فراہم کرے گا۔ شرکائے اقبال لائبریری کے قیام کو خوش آئند قرار دیتے ہوئے امید ظاہر کی کہ یہ لائبریری طلبہ، اساتذہ، محققین اور اہلِ علم کے لیے مطالعہ و تحقیق کا مؤثر مرکز ثابت ہوگی۔

دالبندین پرنس فہد ہسپتال دالبندین میں انسدادِ پولیو مہم کا باقاعدہ افتتاح بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلا کر کیا جارہا ہے

سربندن، رکن صوبائی اسمبلی مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ گورنمنٹ گرلز انٹر کالج سربندن میں طالبات کے اعزاز میں منعقدہ استقبالیہ تقریب سے خطاب کررہے ہیں

دکی، ڈپٹی کمشنر دکی فصل الرحمٰن کبدانی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن گروپ کمیٹی کے ماہانہ اجلاس کی صدارت کررہے ہیں

پبلک ہیلتھ سکول اور بلوچستان ریفارمز اسپورٹس کلب اسپورٹس فن گالہ کا افتتاح پرنسپل ڈاکٹر صفیہ مینگل، ڈاکٹر فرحت، ملک عاصم خان، اور فاطمہ خان کررہی ہیں

ڈھاڈر، چیف انجینئر مواصلات و تعمیرات بشیر ناصر ترقیاتی عمل کے متعلق آگاہی فراہم کی جارہی ہے

پاکستان پیپلز پارٹی بلوچستان صوبائی کونسل کے ممبر حیات اللہ خان کاکڑ اور تحصیل کچلاک کے جنرل سیکرٹری ابراہیم کیازی کی ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز سردار صادق کبزئی سے ملاقات کررہے ہیں

ممتاز قبائلی سیاسی و سماجی رہنماء سردار منظور احمد خان کاکڑ معروف قبائلی و سیاسی رہنما سردار موسیٰ خان کاکڑ اور ممتاز سیاسی رہنما ڈاکٹر آیت اللہ خان کے ہمراہ

نصیرآباد، ایگزیکٹو انجینئر کچھی پلین واٹر سپلائی اسکیم ذاکر حسین جمالی کی نگرانی میں کارروائی کی جارہی ہے

قلات، ڈپٹی کمشنر انجینئر عائشہ زہری بچے کو پولیو کے قطرے پلا کر انسداد پولیو مہم کا آغاز کررہی ہیں

لورالائی، ڈپٹی کمشنر حسیب شجاع ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسر ڈاکٹر مقبول احمد بچوں کو پولیو کے قطرے پلا کر مہم کا افتتاح کررہے ہیں

شیروانی، ڈپٹی کمشنر کلیم اللہ کاکڑ بے نظیر کسان کارڈ کسان میں کارڈ تقسیم کررہے ہیں

پٹرولیم لیوی ------- آرکیٹکٹ فاروق احمد

(architect.farooq@gmail.com)

چھوٹا بڑا ہر کوئی مشکل میں ہے
دکھ اس عوام کا تھوڑا گھٹا دیں
جب تلک پٹرول کا مسئلہ رہے گا
ان مہینوں کے لئے لیوی ہٹا دیں

بقیہ 27

اطلاعات نے کہا کہ تحریک انصاف کی جانب سے ماضی میں احتجاج کے دوران پرتشدد مظاہرے کیے گئے، جبکہ احتجاج کے حوالے سے عدالت کا فیصلہ بھی آچکا ہے اور عدالتی حکم واضح ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ عدالتی فیصلے کی روشنی میں اسلام آباد میں کسی بھی مقام پر احتجاج کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ عطا تارڑ نے کہا کہ احتجاج کے معاملے پر حکومت کی پالیسی میں کوئی ابہام نہیں اور نہ ہی اس حوالے سے کسی قسم کی نرمی کی جائے گی۔ انہوں نے واضح کیا کہ حکومت کسی دباؤ کے تحت مطالبات تسلیم نہیں کرے گی اور قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ وفاقی وزیر اطلاعات نے کہا کہ اپوزیشن رہنماؤں سے ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں، تاہم ملاقاتوں اور سیاسی روابط کا مطلب یہ نہیں کہ قانون کی خلاف ورزی کی اجازت دی جائے گی۔ ان کے مطابق قانون سب کے لیے یکساں ہے اور اسلام آباد میں تحریک انصاف کا احتجاج نہیں ہونے دیا جائے گا

بقیہ 28

بھی غلطی یا جارحانہ اقدام کی صورت میں بھرپور ردعمل دینے کی صلاحیت اور تیاری رکھتا ہے۔ اس سے قبل تہران میں امام حسین اسکوائر سے انقلاب اسکوائر تک بڑا جلوس نکالا گیا جس میں جان فدا مہم کی جنگی بٹالینز اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ ایرانی میڈیا کے مطابق ایران نے دشمن عناصر سے ملک کو لاحق خطرات سے نمٹنے کے لیے 3 لاکھ 13 ہزار جان نثار متحرک کر دیے۔ جان فدا مہم کی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے تبلیغ تنظیم کے سربراہ حسین طائب نے اس مہم کو دنیا کی جنگی تاریخ کی سب سے بڑی عوامی مہم اور ایران کے جمہوری تشخص و عوام کی ثابت قدمی کی علامت قرار دیا

بقیہ 29

خطاب کرتے ہوئے کیا۔ قائم مقام سیکرٹری جنرل نذیر احمد جنجوعہ، نائب امیر ڈاکٹر اسامہ رضی، ڈپٹی سیکرٹریز اظہر اقبال حسن، شیخ عثمان فاروق، امیر لاہور ضیاالدین انصاری، سیکریٹری اظہر بلال، یوتھ کے جبران بٹ، سیکرٹری اطلاعات شکیل احمد ترابی اور ہیڈ سوشل میڈیا سلمان شیخ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ مذاکرات کے حوالے سے بات کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی نے واضح کیا کہ پٹرول پر نام نہاد ریلیف کو پہلے ہی مسترد کر چکے ہیں، حکومت کے پاس کوئی ٹھوس تجویز ہے تو سامنے لائے، آج رات کراچی میں جلسہ عام ہوگا۔ حافظ نعیم الرحمٰن نے کہا کہ لیوی کے نام پر عوام سے وصول کیا جانے والا بھتہ کسی صورت قابل قبول نہیں، حکومت کرپشن ختم کرنے کے لیے تیار نہیں، وفاقی حکومت کے اخراجات ایک کھرب روپے سے تجاوز کر چکے ہیں اور حکمران اپنے اخراجات میں 30 فیصد اضافہ کر کے عوام سے قربانی مانگ رہے ہیں۔ پٹرول پر اس وقت 107 روپے فی لیٹر تک پٹرولیم لیوی وصول کی جارہی ہے، جبکہ اس کے علاوہ بھی کئی طرح کے ٹیکس عائد ہیں۔

بقیہ 30

دور دراز علاقوں میں طبی سہولیات کی فراہمی کے حوالے سے اہم پیش رفت ہے۔ ہسپتال میں 24 گھنٹے آپریشن تھیٹر فعال ہے جہاں مریضوں کو ہنگامی اور خصوصی جراحی کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے بیکڑ کے میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں 100 بڑی سرجریز کی تکمیل پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اہم سنگ میل دور دراز علاقوں میں طبی سہولیات کی بہتری اور صحت کے شعبے میں اصلاحات کے ثمرات کا مظہر ہے۔ سماجی رابطے کی سائٹ ایکس پر اپنے ایک پیغام میں وزیراعلیٰ نے کہا کہ مقامی سطح پر جراحی کی سہولیات دستیاب ہونے سے دور دراز علاقوں کے مریضوں کو علاج کے لیے طویل فاصلہ طے کر کے بڑے شہروں کا رخ نہیں کرنا پڑ رہا، جس سے انہیں بروقت اور ضروری طبی سہولیات ان کے اپنے علاقے کے قریب میسر آرہی ہیں۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ بلوچستان کے دور دراز علاقوں کے عوام کو ان کے قریب معیاری طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بیکڑ میں ہنگامی اور پیچیدہ نوعیت کے آپریشنز کی مقامی سطح پر سہولت سے مریضوں کو بروقت علاج میسر آرہا ہے، جو صحت عامہ کی خدمات کو نچلی سطح تک مؤثر بنانے کی جانب اہم پیش رفت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال کی انتظامیہ، ڈاکٹرز، نرسنگ اسٹاف اور آپریشن تھیٹر ٹیم کی مسلسل کاوشوں سے یہ اہم سنگ میل حاصل کیا گیا ہے۔ ہسپتال میں 24 گھنٹے آپریشن تھیٹر کی فعالیت دور دراز علاقے کے عوام کے لیے ایک اہم طبی سہولت ہے۔ وزیراعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ صحت کے شعبے میں سہولیات کو دور دراز علاقوں تک وسعت دے کر عوام کو بہتر طبی خدمات کی فراہمی یقینی بنائی جارہی ہے۔ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کو علاج معالجے کے لیے غیر ضروری طور پر بڑے شہروں کا سفر نہ کرنا پڑے اور انہیں ممکنہ حد تک معیاری طبی سہولیات ان کے قریب دستیاب ہوں۔

بقیہ 31

خارجہ کے ترجمان عبدالقہار بلخی کا کہنا تھا کہ افغانستان مقدس مقامات پر حملوں کو ناقابل جواز اور قابل مذمت اقدام قرار دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس افسوسناک واقعے میں جاں بحق ہونے والوں کے اہل خانہ سے گہری ہمدردی ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ روز کوہاٹ میں پولیس لائن کی مسجد پر دہشت گردوں نے خودکش حملہ کیا تھا۔ خودکش حملے میں 16 پولیس اہلکار اور 6 شہری شہید اور 103 افراد زخمی ہو گئے تھے۔ پولیس کے مطابق زخمیوں میں 73 اہلکار اور 30 عام شہری شامل ہیں۔

بقیہ 32

حکمت عملی پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات میں جمہوری جدوجہد کو مؤثر انداز میں آگے بڑھانے کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی گفتگو ہوئی جبکہ 27 ستمبر کی کال کو آئین کی بالادستی اور جمہوری حقوق کے تحفظ کے لیے منظم سیاسی جدوجہد کے طور پر آگے بڑھانے پر اتفاق کیا گیا۔ ملاقات میں صوبوں کے حقوق اور عوامی مینڈیٹ کے تحفظ کے لیے 27 ستمبر کی کال کو مؤثر اور منظم انداز میں آگے بڑھانے پر بھی مشاورت کی گئی۔

بقیہ 33

ایس ایچ او حاجی عبدالحئی گرانی نے دیگر عملے کے ہمراہ سنیچر امیر جان اور فیض اللہ کو گرفتار کر کے ان کے قبضے سے موٹر سائیکل اور اسلحہ بمعہ راؤنڈ برآمد کر لیے۔ اسی طرح ایس ایچ او تھانہ انڈسٹریل خیر محمد سالانی نے دیگر عملے کے ہمراہ سنیچر زمفرور اور دیگر وارداتوں میں ملوث سمیت منشیات فروش 7 ملزمان جن میں عبدالغفار کے قبضے سے 5 کلو منشیات جس میں 2 کلو حشیش اور 3 کلو افیون برآمد کر لئے۔ نوید اللہ، علی محمد، عبدالظاہر، عبدالبصیر، رحمت اللہ، بخت محمد سمیت دیگر ملزمان کو بھی گرفتار کر لیا جو مختلف سنگین وارداتوں میں ملوث تھے۔ سول لائن پولیس نے چیکنگ کے دوران محسن خان کے قبضے سے موٹر سائیکل برآمد کر لی۔ ایس ایچ او شالکوٹ نے چیکنگ کے دوران یونس کو گرفتار کر کے اس کے قبضے سے ایک پسٹل بمعہ راؤنڈ برآمد کر لئے۔ اس کے علاوہ تھانہ نیو سریاب کے عملے نے 4 ملزمان شکیل احمد کو گرفتار کر کے اس کے قبضے سے گاڑی جبکہ سنیچر محمد اسماعیل اور محمد یاسین کے قبضے سے 2 کلو چرس برآمد کر لی اور ملزم کبیر احمد کو گرفتار کر لیا تمام ملزمان کے خلاف الگ الگ

مقدمات درج کر کے کارروائی شروع کر دی۔

بقیہ 34

اور مذمت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملے کی دھمکی انتہائی تشویشناک ہے، حرمین شریفین کی حرمت، سلامتی اور دفاع پوری امت مسلمہ کے لیے انتہائی اہم معاملہ ہے۔ صوبائی دارالحکومت لاہور سے جاری اپنے بیان میں حافظ طاہر محمود اشرفی نے کہا کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملے کا اعلان حوثیوں کے عزائم کو واضح کرتا ہے، جس پر پوری امت مسلمہ میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ انہوں نے ارضِ حرمین شریفین پر حملے کے اعلان کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مقدس مقامات کی سلامتی اور تحفظ کے حوالے سے کسی بھی قسم کی دھمکی ناقابل قبول ہے

بقیہ 35

حوالے سے اہم پیش رفت ہے۔ ہسپتال میں 24 گھنٹے آپریشن تھیٹر فعال ہے جہاں مریضوں کو ہنگامی اور خصوصی جراحی کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے بیکڑ کے میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں 100 بڑی سرجریز کی تکمیل پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اہم سنگ میل دور دراز علاقوں میں طبی سہولیات کی بہتری اور صحت کے شعبے میں اصلاحات کے ثمرات کا مظہر ہے۔ سماجی رابطے کی سائٹ ایکس پر اپنے ایک پیغام میں وزیراعلیٰ نے کہا کہ مقامی سطح پر جراحی کی سہولیات دستیاب ہونے سے دور دراز علاقوں کے مریضوں کو علاج کے لیے طویل فاصلہ طے کر کے بڑے شہروں کا رخ نہیں کرنا پڑ رہا، جس سے انہیں بروقت اور ضروری طبی سہولیات ان کے اپنے علاقے کے قریب میسر آرہی ہیں۔ میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ بلوچستان کے دور دراز علاقوں کے عوام کو ان کے قریب معیاری طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بیکڑ میں ہنگامی اور پیچیدہ نوعیت کے آپریشنز کی مقامی سطح پر سہولت سے مریضوں کو بروقت علاج میسر آرہا ہے، جو صحت عامہ کی خدمات کو نچلی سطح تک مؤثر بنانے کی جانب اہم پیش رفت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال کی انتظامیہ، ڈاکٹرز، نرسنگ اسٹاف اور آپریشن تھیٹر ٹیم کی مسلسل کاوشوں سے یہ اہم سنگ میل حاصل کیا گیا ہے۔ ہسپتال میں 24 گھنٹے آپریشن تھیٹر کی فعالیت دور دراز علاقے کے عوام کے لیے ایک اہم طبی سہولت ہے۔ وزیراعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ صحت کے شعبے میں سہولیات کو دور دراز علاقوں تک وسعت دے کر عوام کو بہتر طبی خدمات کی فراہمی یقینی بنائی جارہی ہے۔ حکومت کا مقصد یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کو علاج معالجے کے لیے غیر ضروری طور پر بڑے بڑے شہروں کا سفر نہ کرنا پڑے اور انہیں ممکنہ حد تک معیاری طبی سہولیات ان کے قریب دستیاب ہوں۔

بقیہ 36

جہازوں کی محفوظ آمد و رفت کی اہمیت پر زور دیا، بحری جہازوں کی آمد و روفت ترقی پذیر ممالک اور عالمی سپلائی چینز پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسحاق ڈار نے اس بات پر زور دیا کہ خطے میں امن و استحکام کو یقینی بنانے کے لیے مذاکرات اور سفارتکاری ہی واحد قابل عمل ذرائع ہیں۔ ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق اس موقع پر رہنماؤں نے قریبی تعاون جاری رکھنے پر اتفاق کیا اور جنرل اسمبلی کے 81 ویں اجلاس کے موقع پر نیویارک میں ملاقات پر اتفاق کیا گیا۔

بقیہ 37

ہے۔ اس درخواست کے منظور ہونے کی صورت میں بجلی کی قیمت میں 1 روپے 73 پیسے فی یونٹ اضافہ ہوسکتا ہے۔ سینٹرل پاور پرچیزنگ ایجنسی (سی پی پی اے) کی جانب سے دائر درخواست پر نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی (نیپرا) 29 ستمبر کو سماعت کرے گی۔ اس مجوزہ اضافے کا اطلاق کے الیکٹرک کے صارفین پر بھی ہونے کا امکان ہے۔ سی پی پی اے کے مطابق اگست میں ڈسکوز کو 14 ارب 46 کروڑ 40 لاکھ یونٹس بجلی فراہم کی گئی، جبکہ ڈسکوز کو فراہم کی جانے والی بجلی کی لاگت 8 روپے 82 پیسے فی یونٹ رہی۔ اگست میں پانی سے 37.84 فیصد بجلی پیدا کی گئی ہے۔ سی پی پی اے کے مطابق مقامی کوئلے سے 10.88 فیصد جبکہ درآمدی کوئلے سے 15.59 فیصد بجلی پیدا ہوئی۔ اعداد و شمار کے مطابق اگست میں فرنس آئل سے 2.15 فیصد بجلی پیدا کی گئی، جبکہ مقامی گیس سے بجلی کی پیداوار کا حصہ 7.04 فیصد اور درآمدی ایل این جی سے 8.48 فیصد رہا۔ سی پی پی اے کے مطابق فرنس آئل سے بجلی کی پیداواری لاگت 45.25 روپے فی یونٹ جبکہ درآمدی ایل این جی سے بجلی کی پیداواری لاگت 45.92 روپے فی یونٹ رہی۔

بقیہ 38

پرامن احتجاج ہر شہری کا حق ہے، تاہم کسی کو شہریوں کی زندگی متاثر کرنے اور سرکاری یا نجی املاک کو نقصان پہنچانے کا حق حاصل نہیں۔ احتجاج کے لیے انتظامیہ سے اجازت لینا ضروری ہے اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے احتجاج کیا جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد میں احتجاج کے موقع پر پورے شہر میں کنٹینرز لگا دیے جاتے ہیں، جس سے عام شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کے مطابق عوام کو درپیش تکلیف کی ایک بڑی وجہ حکومت کی جانب سے اختیار کیا جانے والا طریقہ کار ہے۔ شاہد خاقان عباسی نے کہا کہ حکومت کو عوام کو ریلیف دینے کے لیے ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن کا فائدہ براہ راست شہریوں تک پہنچے اور جن میں شفافیت کو یقینی بنایا جاسکے۔

بقیہ 39

، جو افغان طالبان کی اعلیٰ قیادت کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے کام کر رہا ہے، بلوچستان اور خیبر پختونخوا میں دہشت گردانہ حملوں کی تربیت، پناہ اور مالی اعانت کے لیے افغان سرزمین کو بطور لانچ پیڈ استعمال کر رہا ہے۔ حکام نے بتایا کہ پاکستان برسوں سے یہ موقف رکھتا رہا ہے کہ بھارت علیحدگی پسندوں اور عسکریت پسند تشدد کی پشت پناہی کے لیے افغان علاقے کا استعمال کرتا ہے، اسلام آباد نے یہ معاملہ سفارتی فورمز پر بارہا اٹھایا ہے اور اپنے ڈوزیئرز کے ذریعے اس کے ثبوت بھی پیش کیے ہیں لیکن بھارت اور افغانستان میں طالبان حکومت دونوں ہی ماضی میں ایسے تمام الزامات کو مسترد کرتے آئے ہیں۔ دستاویز میں ایک ایسے مکمل طور پر فعال نیٹ ورک کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں جس کے مطابق بھارتی خفیہ ایجنسی را، افغانستان کے انٹیلی جنس نظام اور طالبان حکومت کی اعلیٰ قیادت کے درمیان ایک مستقل انتظام موجود ہے جس کے تحت پاکستان کے اندر حملے کرنے والے عسکریت پسند گروہوں کے لیے تربیت، مالی معاونت اور پناہ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ دستاویز کے مطابق بیرون ملک سے ان گروہوں کو رقم، تربیت اور پناہ فراہم کی جاتی ہے جس کا واحد مقصد پاکستان میں بدامنی اور تشدد کو ہوا دینا ہے۔ ایک مزید حیران کن انکشاف میں، دستاویز میں بین الاقوامی سطح پر کالعدم قرار دی گئی تنظیم القاعدہ برصغیر کو بھی اسی مبینہ نیٹ ورک کا حصہ قرار دیا گیا ہے جسے پاکستانی سرزمین پر حملے کرنے کے لیے تیار رکھا گیا ہے۔ پاکستانی سیکورٹی اداروں کی جانب سے جمع کی گئی انٹیلی جنس کے مطابق، بی ایل اے اور ٹی ٹی پی کا مبینہ گٹھ جوڑ 2025 کے لگ بھگ وجود میں آیا جس کی بنیاد افغانستان میں پہلے سے قائم تربیتی کیمپوں پر رکھی گئی تھی، ان کیمپوں کو افغانستان کے

جنرل ڈائریکٹوریٹ آف انٹیلی جنس کی حمایت حاصل تھی۔

بقیہ 40

گزرگاہوں میں بحری آمد و رفت یقینی بنانے کے اقدامات کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں دوست ممالک کے 154 بحری کمانڈرز اور سفیروں نیشرکت کی، سعودی کمانڈر عبداللہ بن سالم الشہری نے میڈیا سے گفتگو میں کہا کہ بین الاقوامی آبی گزرگاہوں کا تحفظ اجتماعی ذمہ داری ہے، عالمی بحری سلامتی کو لاحق ہر خطرے کا سدباب کیا جائیگا، کثیر ملکی بحری دفاعی اتحاد کی آپریشنل صلاحیت مکمل طور پر بحال ہے۔

بقیہ 41

صورتحال، آئندہ بلدیاتی انتخابات کی تیاری، صوبائی جماعتوں کی تنظیمی و سیاسی صورتحال، انتخابی یونٹوں کی تشکیل اور دیگر اہم امور پر غور کیا جائے گا۔ جمعیت علما اسلام بلوچستان کے صوبائی امیر سینیٹر مولانا عبدالواسع سمیت بلوچستان سے مرکزی مجلس عاملہ کے دیگر اراکین اجلاس میں شرکت کے لیے پہنچ گئے ہیں۔ اجلاس میں بلوچستان کی مخدوش صورتحال و دیگر امور پر بھی غور و خوض کیا جائے گا۔

بقیہ 42

میں شیخ زرک خان مندوخیل نے کہا کہ عوام کو بنیادی سہولیات کی فراہمی، سڑکوں، بجلی، پانی، صحت، تعلیم اور دیگر ضروری مسائل کے حل کے لیے ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے۔ عوامی مسائل سے آگاہی اور ان کے حل کے لیے متعلقہ محکموں کے حکام سے رابطہ رکھا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوامی خدمت کسی ایک طبقے یا علاقے تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ تمام شہری بلاامتیاز بنیادی سہولیات کے حق دار ہیں اور منتخب نمائندوں کو عوام کی آواز بن کر ان کے مسائل متعلقہ فورمز پر اٹھانے چاہئیں۔

بقیہ 43

مضبوط ہے اور دشمن قوتوں کی کوششوں سے اسے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ کم جونگ ان کی بہن کم یو جونگ نے عالمی ادارے پر دوہرے معیار کا الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ آئی اے ای اے امریکا اور جنوبی کوریا کی جوہری سرگرمیوں کو نظرانداز جبکہ شمالی کوریا کی دفاعی جوہری سرگرمیوں کے خلاف قرارداد منظور کر رہا ہے۔ شمالی کوریا کا کہنا تھا کہ امریکا اور مغربی ممالک کی جانب سے پیش کی گئی قرارداد ہماری جوہری طاقت کی حیثیت پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی۔ دوسری جانب جنوبی کوریا کا دعویٰ ہے کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ شمالی کوریا سے مذاکرات چاہتے ہیں اور رواں سال کم جونگ ان سے ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جنوبی کوریا کے مطابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ پیانگ یانگ (شمالی کوریائی دارالحکومت) سے بات چیت چاہتے ہیں جبکہ صدر ٹرمپ نے بھی گزشتہ ماہ کہا تھا کہ میں رواں سال کم جونگ ان سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ صدر ٹرمپ کے مطابق شمالی کوریا کے پاس اس وقت 57 طاقتور جوہری ہتھیار ہیں۔ عرب میڈیا کی رپورٹ کے مطابق کم جونگ ان نے رواں ہفتے اہم اسلحہ ساز فیکٹریوں کا 3 روزہ دورہ بھی کیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق تجزیہ کاروں کا کہنا تھا کہ روس کے ساتھ بڑھتے دفاعی تعاون اور یوکرین جنگ میں شمالی کوریائی فوجیوں کی تعیناتی سے پیانگ یانگ کی عسکری صلاحیتوں میں اضافہ ہوا ہے۔

بقیہ 44

ستمبر کو پشتون کلچر ڈے کے موقع پر صوبہ بھر میں تمام تقریبات منعقد نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے پارٹی کی تمام ضلعی تنظیموں کو ہدایت کی گئی ہے کہ پشتون کلچر ڈے سادگی کے ساتھ منایا جائے اور حالیہ سانحات کے متاثرین کے ساتھ بھرپور یکجہتی اور ہمدردی کا اظہار کیا جائے انہوں نے کہا کہ زیارت، ہنہ اوڑک، شاہرگ، کوہاٹ اور دیگر علاقوں میں پیش آنے والے المناک واقعات نے پشتون معاشرے کو شدید متاثر کیا ہے ان واقعات میں قیمتی انسانی جانوں کا ضیاع ہوا جبکہ متعدد خاندان اپنے پیاروں سے محروم ہوئے ایسے حالات میں خوشی یا جشن کی تقریبات کے بجائے متاثرہ خاندانوں کے دکھ میں شریک ہونا اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے

بقیہ 45

تبادلہ ہوا۔ ہلاک دہشتگردوں کا تعلق فتن الہندوستان سے ہے اور وہ کراچی میں دہشتگردی کی کارروائیوں کی منصوبہ بندی میں مصروف تھے۔ ترجمان کے مطابق ہلاک دہشتگردوں کے قبضے سے کلاشنکوف، نائن ایم ایم پستول اور موٹر سائیکل برآمد ہوئی ہے۔ ہلاک دہشتگردوں کی شناخت کا عمل جاری ہے جبکہ برآمد اسلحے اور دیگر شواہد کو تحویل میں لے کر تحقیقات کی جارہی ہیں۔ سی ٹی ڈی کے مطابق ہلاک دہشتگردوں کے ممکنہ ساتھیوں اور سہولت کاروں سے متعلق بھی تحقیقات جاری ہیں۔ دہشتگردوں کے کراچی میں موجود نیٹ ورک کے حوالے سے بھی تفتیش کی جارہی ہے۔ ترجمان سی ٹی ڈی نے کہا کہ دہشتگردی کے خلاف کارروائیاں جاری رہیں گی۔ شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کے لیے تمام دستیاب وسائل بروئے کار لائے جارہے ہیں۔

بقیہ 46

کی ہدایت کردی ہے۔ آئی جی خیبر پختونخوا پولیس کے دفتر سے گزشتہ روز جاری مراسلے میں کہا گیا ہے کہ کسی بھی سرکاری افسر یا اہلکار کو اسلام آباد کی جانب جانے والے کسی مارچ، ریلی یا جلوس میں مدد یا سہولت فراہم کرنے کے لیے کسی کے حکم کا پابند نہیں کیا جائے گا جبکہ اگر کسی افسر کو اس نوعیت کا کوئی حکم موصول ہو تو وہ فوری طور پر متعلقہ چیف سیکریٹری، چیف کمشنر، آئی جی پولیس یا متعلقہ اتھارٹی کو آگاہ کرے گا۔ عدالتی ہدایات کے مطابق کسی سرکاری افسر یا اہلکار کو ایسے افراد کو اسلام آباد کی جانب مارچ، ریلی یا جلوس میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس کے نتیجے میں شہریوں کی آزادانہ نقل و حرکت، کاروبار، تجارت، تعلیمی اداروں، طبی سہولیات، پرامن اور قانونی طور پر جائیداد کے استعمال پر منفی اثر پڑے۔ آئی جی آفس سے جاری اعلامیے میں کہا گیا ہے کہ اسلام آباد ہائیکورٹ نے سرکاری وسائل کے استعمال پر بھی پابندی عائد کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ کسی بھی مارچ، ریلی یا جلوس کے لیے سرکاری وسائل، عوامی فنڈز، سرکاری گاڑیاں، مشینری یا دیگر آلات براہ راست یا بالواسطہ طور پر استعمال، فراہم یا جمع نہیں کیے جائیں گے۔ اسی طرح کسی سرکاری ملازم کو اسلام آباد کی جانب جانے والی کسی مارچ، ریلی یا جلوس میں شرکت کے لیے مجبور، ترغیب یا کسی اور طریقے سے پابند نہیں کیا جائے گا

بقیہ 47

کارروائیوں کو مزید موثر اور منظم بنایا جائے اور اس ضمن میں کسی قسم کی غفلت برداشت نہ کی جائے۔ ان کی خصوصی ہدایات کی روشنی میں 19 ستمبر کو جوائنٹ روڈ، ہزارہ ٹاؤن، بروری روڈ سے گولیمار چوک سمیت مختلف علاقوں میں کارروائیاں کی گئیں، جن کے دوران 11 پیشہ ور گداگروں کو گرفتار کیا گیا، جن میں 5 خواتین اور 6 مرد شامل ہیں۔ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کے مطابق گرفتار افراد کے خلاف ضروری قانونی کارروائی مکمل کرنے کے بعد انہیں مزید کارروائی کے لیے ضلعی انتظامیہ کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ ضلعی انتظامیہ کوئٹہ غربی کے تعاون سے مذکورہ علاقوں میں پیشہ ورانہ گداگری کے خلاف اب تک 6 کارروائیاں کی جاچکی ہیں، جبکہ آئندہ بھی مختلف علاقوں میں کارروائیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا ہے

بقیہ 48

بریگیڈ کی گاڑیاں ایک گھنٹے تک جائے وقوع پر نہ پہنچ سکیں۔ جھانگارا کے شہریوں نے اپنی مدد آپ کے تحت آگ پر قابو پایا، فائر بریگیڈ کے عملے کی تاخیر پر شہریوں نے شدید احتجاج کیا۔ آتشزدگی کے نتیجے میں جھانگارا مین چوک کی 20 سے زائد پکی دکانیں خاکستر ہوگئیں۔

بقیہ 49

کمپلیکس پر امریکی حملے جنگی جرائم کے زمرے میں آتے ہیں۔ مناب کے شجر طیبہ ایلیمنٹری اسکول پر امریکا نے ٹوماہاک میزائلوں سے حملہ کیا تھا۔ جس سے 120 بچوں سمیت 150 سے زائد افراد شہید ہوئے تھے۔ جبکہ لامرد اسپورٹس کمپلیکس پر ہزاروں چھروں سے لیس بموں سے حملہ کیا گیا۔ اس حملے میں 22 افراد جان کی بازی ہار گئے تھے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ امریکا نے جان بوجھ کر اسکول کی عمارت کو حملے کا نشانہ بنایا، حالانکہ اسے اس خطرے کا علم تھا کہ حملے میں شہری عمارت کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اس کے باوجود امریکا نے حملہ کیا۔ رپورٹ کے مطابق امریکی فورسز نے ہدف کے بارے میں ایسی انٹیلی جنس معلومات پر انحصار کیا جو درست یا تازہ نہیں تھی اور حملے سے قبل عمارت کے فوجی ہدف ہونے کی مناسب تصدیق نہیں کی گئی۔

بقیہ 50

کہی۔ روسی صدر نے کہا کہ روس اپنے یورپی ہمسایوں کے ساتھ تعاون کرنے اور تعلقات کو دوبارہ بحال کرنے کے لیے تیار ہے۔ اجلاس کے دوران روس کے نئے سرکاری اسلحہ پروگرام اور ملک کے فضائی دفاعی نظام کو مزید بہتر بنانے کے معاملات پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ صدر ولادیمیر پوتن نے کہا کہ نئے سرکاری پروگراموں میں فضائی دفاعی نظام کو جدید اور مضبوط بنانا ایک اور اہم ترجیح ہوگی۔ روسی صدر کے مطابق ملک کا فضائی دفاعی نظام بالآخر اس قابل ہونا چاہیے کہ وہ کسی بھی قسم کے فضائی اور خلائی حملے کو ناکام بنا سکے۔ صدر ولادیمیر پوتن نے کہا کہ جدید فضائی دفاعی نظام کو فضائی اور خلائی حملوں کے لیے استعمال ہونے والے ہر قسم کے ہتھیار اور ذرائع تباہ کرنے کی صلاحیت حاصل ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ روس کے نئے سرکاری اسلحہ پروگرام میں فضائی دفاع کو ترجیحی شعبے کی حیثیت دی گئی ہے۔

بقیہ 51

میں پاکستان کا مجموعی برآمدی حجم 30 ارب 80 کروڑ ڈالر رہا۔ اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 2025-26 میں پاکستان کی مجموعی برآمدات 32 ارب ڈالر سے کم ہو کر 30 ارب 80 کروڑ ڈالر رہ گئیں۔ چاول کی برآمدات میں سب سے زیادہ ایک ارب 2 کروڑ ڈالر کی ریکارڈ کی گئی۔ اس کے علاوہ ٹیکسٹائل، چینی اور دیگر زرعی مصنوعات کی برآمدات بھی متاثر ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خلیجی ممالک کو پاکستانی برآمدات میں 10 کروڑ ڈالر کی کمی ریکارڈ کی گئی، جبکہ وسطی ایشیا اور افغانستان کے لیے برآمدات میں 59 فیصد تک کمی سامنے آئی۔ حکام کے مطابق خطے میں کشیدگی کے باعث تجارت اور ترسیل کے اخراجات متاثر ہوئے ہیں۔ حکومت کی جانب سے توانائی کی قیمتوں اور ٹیکسز میں کمی کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

بقیہ 52

صنعت و پیداوار کی جانب سے ہفتہ کو یہاں جاری اعلامیہ کے مطابق پاکستان انٹرنیشنل آٹو شو 2026 کے افتتاح کے موقع پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ وزیراعظم محمد شہباز شریف کے وژن کے تحت حکومت آٹو پارٹس کی برآمدات بڑھانے اور مقامی صنعت کو عالمی منڈیوں تک رسائی دلانے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ سمیڈا، پاکستان ایسوسی ایشن آف آٹوموٹیو پارٹس اینڈ ایکسیسریز مینوفیکچررز کے اشتراک سے 21 ویں پاکستان انٹرنیشنل آٹو شو 2026 میں بطور اسٹریٹجک پارٹنر شرکت کر رہا ہے۔ تین روزہ نمائش لاہور ایکسپو سینٹر میں جاری رہا، جس میں ملکی و غیر ملکی صنعت کار، کاروباری شخصیات اور مندوبین شریک ہیں۔ اس موقع پر ہارون اختر خان نے کہا کہ پاکستان کی آٹوموٹیو صنعت میں ترقی اور برآمدات کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ پاکستان آٹو شو مقامی مینوفیکچرنگ، جدت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے لیے اہم پلیٹ فارم ہے۔ انہوں نے سمیڈا کو ہدایت کی کہ وہ PAAPAM اور شعبے سے وابستہ MSMEs کو بھرپور معاونت فراہم کرے تاکہ وہ نئی ملکی و عالمی منڈیوں تک رسائی حاصل کر سکیں۔ سمیڈا کی چیف ایگزیکٹو آفیسر نادیہ جہانگیر سیٹھ نے کہا کہ آٹوموٹیو شعبہ ایس ایم ایز کی قیادت میں صنعتی ترقی کی بڑی صلاحیت رکھتا ہے۔ سمیڈا، پاپام کے ساتھ شراکت داری کے ذریعے ایم ایس ایم ایز کو جدید ٹیکنالوجی، کاروباری شراکت داری اور ملکی و عالمی مارکیٹوں تک رسائی کے مواقع فراہم کر رہا ہے۔ پی اے پی ایس 2026 کے کنوینر سلمان سلیم نے سمیڈا کی شراکت داری کا خیرمقدم کرتے ہوئے کہا کہ اس سے ایس ایم ای شرکت اور "میک اِن پاکستان" وژن کے تحت مقامی مینوفیکچرنگ کے فروغ کی کوششوں کو تقویت ملے گی۔ انہوں نے بتایا کہ 19 ستمبر کو سمپوزیم بھی منعقد ہوگا، جس میں مستقبل کے لیے روڈ میپ پر غور کیا جائے گا۔

بقیہ 53

ہے۔ اپنے مذمتی بیان میں حاجی میر یونس بلوچ نے کہا کہ دہشت اور وحشت پر مبنی سوچ انسانیت، امن اور معاشرے کے مستقبل کے خلاف ایک سنگین خطرہ ہے، جس کا خاتمہ اب ناگزیر ہو چکا ہے۔ ایسے عناصر کے مذموم عزائم کے سامنے قومی اتحاد، باہمی یکجہتی اور عزم و حوصلے کی دیوار کھڑی کرنا ہوگا انہوں نے کہا کہ جب قوم ایک آواز، ایک عزم اور ایک مقصد کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے تو تخریب کاری کے اندھیرے زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتے۔ مشترکہ کوششوں اور قومی یکجہتی کے ذریعے دہشتگردوں اور تخریب کاروں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملایا جاسکتا ہے حاجی میر یونس بلوچ نے شہداء کی مغفرت، درجات کی بلندی اور سوگوار خاندانوں کے لیے صبر و حوصلے کی دعا کی، جبکہ زخمیوں کی جلد اور مکمل صحتیابی کے لیے بھی دعا کی۔ انہوں نے غمزدہ خاندانوں اور زخمیوں کے ساتھ دلی ہمدردی، یکجہتی اور تعزیت کا اظہار کیا

بقیہ 54

واقعے پر پاکستان یونائیٹڈ ورکرز فیڈریشن کے صدر شیر محمد کاکڑ، جنرل سیکرٹری ملا محمد شاہ شاہیزئی اور نائب صدر حیات خان لونی نے گہرے دکھ، شدید غم و غصے اور تشویش کا اظہار کیا ہے۔ رہنماؤں نے اپنے مشترکہ بیان میں کڑے الفاظ میں کہا کہ ضلع دکی کی کوئلہ کانیں غریب مزدوروں کے لیے روز بروز موت کے کنویں بنتی جارہی ہیں، مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ تمام تر صورتحال کے باوجود متعلقہ ذمہ دار ادارے خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ پاکستان یونائیٹڈ ورکرز فیڈریشن کے صدر شیر محمد کاکڑ نے اپنے سخت بیان میں کہا کہ بے کس کان کن اپنی روزی روٹی کمانے کے لیے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر زمین کے تاریک گڑھوں میں اترتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے ان کی قیمتی جانوں کے تحفظ کے لیے موجود تمام تر حفاظتی قوانین اور مائنز رولز پر کوئی مؤثر عملدرآمد نظر نہیں آتا۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ اگر حفاظتی قوانین موجود ہیں تو ان پر عمل کون کرائے گا؟ اگر مائنز رولز بنائے گئے ہیں تو آخر انہیں فالو کون کرے گا؟ انہوں نے پرزور انداز میں کہا کہ آخر کب تک غریب مزدوروں کے جنازے اٹھتے رہیں گے اور ہر حادثے کے بعد صرف روایتی افسوس اور تعزیت کے بیانات ہی جاری ہوتے رہیں گے؟ شیر محمد کاکڑ نے اس بات پر زور دیا کہ مائنز سیفٹی قوانین کی صریح

خلاف ورزی، کانوں میں زہریلی گیس کی بروقت چیکنگ کا شدید فقدان، مناسب وینٹیلیشن، حفاظتی آلات اور مزدوروں کی تربیت کی کمی جیسے دیرینہ مسائل کو فوری طور پر حل کرنا ہوگا۔

بقیہ 55

کے مطابق گوادر ایئرپورٹ پیر اور جمعرات کو دوپہر 2 بج کر 15 منٹ سے شام 4 بج کر 45 منٹ تک کھلا رہے گا۔ گوادر ایئرپورٹ منگل کو صبح 7 بج کر 30 منٹ سے 9 بج کر 30 منٹ تک اور دوپہر 12 بج کر 30 منٹ سے 2 بج کر 15 منٹ تک آپریشنل رہے گا۔ اسی طرح اتوار کے روز گوادر ایئرپورٹ صبح 10 بجے سے دوپہر ڈیڑھ بجے تک کھلا رہے گا۔ ایئرپورٹ کے نئے اوقات کار 30 دسمبر 2026 تک نافذ العمل رہیں گے۔ مقررہ اوقات کار کے علاوہ گوادر ایئرپورٹ سے پرواز کے خواہشمند سول یا فوجی طیاروں کو 24 گھنٹے قبل ایئرپورٹ انتظامیہ کو اطلاع دینا ہوگی۔ ذرائع کے مطابق غیر شیڈولڈ سول اور نان سول طیاروں کے آپریشنز میں سہولت فراہم کرنے کے لیے بھی پیشگی اطلاع دینا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

بقیہ 56

بس اڈے پر پہنچے، جہاں اے ایس آئی گل شاہ اس وقت اکیلے موجود تھے۔ مسلح افراد نے انہیں زبردستی اپنی گاڑی میں بٹھایا اور نامعلوم مقام کی جانب فرار ہو گئے۔ واقعے کی اطلاع ملتے ہی پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی بھاری نفری فوری طور پر حرکت میں آ گئی اور علاقے میں ناکہ بندی کر کے سرچ آپریشن شروع کر دیا گیا ہے، جبکہ مغوی پولیس افسر کی بحفاظت بازیابی کے لیے تمام ممکنہ کوششیں جاری ہیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اس واقعے کے حوالے سے مزید تفتیش کی جارہی ہے اور جیسے ہی مزید تفصیلات موصول ہوں گی، میڈیا کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

بقیہ 57

شہریوں کو صحت کی بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لیے حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ صوبے کے تمام اضلاع میں موجود ہسپتالوں اور مراکز صحت کی ضروریات کا جائزہ لے کر وہاں ادویات، طبی آلات، ڈاکٹرز اور دیگر ضروری سہولیات کی دستیابی یقینی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سرکاری ہسپتال عوام کے لیے علاج کا بنیادی ذریعہ ہیں، اس لیے ہسپتالوں میں مریضوں کو بروقت علاج، ضروری ادویات اور بہتر طبی ماحول کی فراہمی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ طبی اداروں میں موجود سہولیات کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ انتظامی امور میں بہتری لانے کی بھی ضرورت ہے۔ بخت محمد کاکڑ نے کہا کہ بلوچستان میں صحت کے شعبے کو درپیش مسائل کے حل کے لیے تمام متعلقہ اداروں کے ساتھ مل کر کام کیا جا رہا ہے۔ دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے تاکہ شہریوں کو معمولی علاج کے لیے بھی بڑے شہروں کا رخ نہ کرنا پڑے۔ وزیر صحت نے کہا کہ صحت کے شعبے میں بہتری ایک مسلسل عمل ہے، حکومت دستیاب وسائل کو عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بروئے کار لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہسپتالوں کی کارکردگی، طبی سہولیات اور عوامی شکایات کا جائزہ لیتے ہوئے جہاں ضرورت ہوگی وہاں مزید اقدامات کیے جائیں گے

بقیہ 58

ڈی دوبارہ فرنٹ لائن پر پہنچ گئے اور جوانوں کے حوصلے مزید بلند ہو گئے۔ سی ٹی ڈی کے مطابق گزشتہ روز کوہاٹ میں آپریشن کے دوران متعدد دہشت گرد ہلاک کیے جاچکے ہیں، ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی آپریشن کی فرنٹ لائن سے نگرانی کر رہے ہیں۔ حکام کے مطابق دہشت گردوں نے ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی پر دستی بم حملہ سے حملہ کیا، ہاتھ پر معمولی زخم آیا، ابتدائی طبی امداد کے بعد ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی دوبارہ فرنٹ لائن پر پہنچ گئے۔ ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی جوانوں کے ہمراہ آپریشن کی نگرانی کر رہے ہیں، ان کی موجودگی سے جوانوں کے حوصلے بلند ہیں، دہشت گردوں کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا۔ خیال رہے کہ کوہاٹ میں پولیس لائن کے قریب خودکش حملے کے نتیجے میں 15 پولیس اہلکاروں سمیت 23 افراد شہید ہوگئے، متعدد زخمیوں کی حالت تشویشناک ہے، مقابلے میں 7 دہشت گرد مارے گئے۔ ریسکیو حکام نے دو اہلکاروں کی لاشیں ملبے سے نکالیں اور کوہاٹ ہسپتال منتقل کر دی ہیں

بقیہ 59

مختلف سیاسی جماعتوں سے مستعفی ہو کر خاندانوں سمیت 49 افراد نے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی میں شمولیت کا اعلان کیا۔ شمولیتی پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے ضلعی صدر حاجی داراخان جوگیزئی نے نئے شامل ہونے والے ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی عوام کی حقیقی نمائندہ جماعت ہے جو پشتون قوم کے قومی، سیاسی، معاشی اور جمہوری حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی سیاست کا محور عوام کی خدمت، قومی وحدت، جمہوریت، آئین کی بالادستی اور پشتونخوا وطن کے عوام کے حقوق کا تحفظ ہے۔ عوام کی بڑی تعداد کا پارٹی پر اعتماد اس بات کا ثبوت ہے کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی اصولی سیاست اور جدوجہد کو عوامی پذیرائی حاصل ہے۔

بقیہ 60

مطابق کرایوں کے اجتماعی تعین پر 3 کروڑ روپے جبکہ پرچی اور باری کے ذریعے کاروبار کی تقسیم پر مزید 3 کروڑ روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔ کمیشن نے کرایوں کے اجتماعی تعین اور پرچی و باری کا نظام فوری ختم کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ سی سی پی کے مطابق ڈیزل ایک روپے مہنگا ہونے پر ٹرانسپورٹ کرایہ 0.75 فیصد بڑھانے جبکہ ڈیزل ایک روپے سستا ہونے پر کرایہ صرف 0.5 فیصد کم کرنے کا فارمولا طے تھا۔ اس طرح ڈیزل کی قیمت میں یکساں تبدیلی پر کرایہ بڑھانے کی شرح، کم کرنے کی شرح سے 50 فیصد زیادہ تھی۔ کمیشن کے مطابق 6 سال کے دوران ٹرانسپورٹ کرایوں میں 89 مرتبہ اجتماعی ردوبدل کیا گیا، جن میں 52 مرتبہ اضافہ اور 37 مرتبہ کمی شامل تھی

بقیہ 61

ضروری کارروائی کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیا گیا۔ مزید کارروائی پولیس کر رہی ہے۔

بقیہ 62

پولیس کے مطابق بچی صدر پولیس تھانہ ڈھاڈر کی حدود میں سی گریڈ اسٹیشن سے ڈھاڈر و دیگر علاقوں کو بجلی کی جانے والی 132 کے وی کے دو ٹاورز کو نامعلوم مسلح افراد نے دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیا گیا جس سے ڈھاڈر سمیت بیشتر علاقے مکمل تاریکی میں ڈوب گئے واقعے کی اطلاع پر پولیس اور سیکورٹی فورسز جائے وقوع پر پہنچ کر علاقے کا محاصرہ کر کے سرچ آپریشن شروع کر دی گئی۔

بقیہ 63

سے خطاب کرتے ہوئے اے این پی کے صوبائی صدر میاں افتخار حسین نے کہا ہے کہ پختونخوا میں دہشتگردی کے ماسٹر مائنڈ پنجابی طالبان ہیں۔ اگر دہشتگردی افغانستان سے ہورہی ہے تو اسے روکنا کس کی ذمہ داری ہے؟ اگر بارڈر بند ہے تو افغانستان سے دہشتگرد پختونخوا میں کیسے داخل ہورہے ہیں؟ دہشتگردوں کے حمایتی اور سہولتکار قوم کے دشمن اور کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ میاں افتخار حسین کا کہنا تھا کہ صوبے کے بیشتر اضلاع عوام کیلئے غیر محفوظ ہیں لیکن معدنیات سے بھرے ٹرک محفوظ گزر رہے ہیں۔ بجلی اور گیس ہم پیدا کرتے ہیں لیکن ان وسائل پر ہمارا اختیار اور حق نہیں۔ گندم پنجاب میں پیدا ہوتی ہے تو اس کے فیصلے کا اختیار پنجاب کے پاس ہے، لیکن جب ہم اپنے وسائل اور حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہماری حب الوطنی پر سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ واضح کرتے ہیں کہ پختونخوا کے وسائل پر پہلا حق یہاں کے عوام کا ہے، کسی کو یہ وسائل چھیننے نہیں دیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان مختلف قومیتوں کا مجموعہ ہے، کسی فرد واحد کے فیصلے تمام قومیتوں پر مسلط نہیں کیے جاسکتے۔ اٹھارہویں آئینی ترمیم اور این ایف سی ایوارڈ کو رول بیک نہیں ہونے دیں گے اور صوبائی خودمختاری کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سیاستدان ہو یا جج، صحافی ہو یا جرنیل، کوئی بھی آئین اور قانون سے بالاتر نہیں۔ ہر ادارے کو آئینی حدود میں رہ کر کام کرنا ہوگا اور جس نے بھی آئین سے تجاوز اور قوم کے ساتھ زیادتی کی ہے، اس کا احتساب ہونا چاہیے۔ صوبائی صدر میاں افتخار حسین نے کہا کہ جھوٹی تاریخ پڑھا کر نوجوان نسل کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ نوجوانوں پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے حقوق پہچانے، حقائق کو سمجھے اور آئین، جمہوریت اور پارلیمان کی بالادستی کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ اے این پی کی سیاست قوم کی خدمت، امن، جمہوریت اور عوام کے حقوق سے عبارت ہے۔ حالات چاہے جیسے بھی ہوں، عوامی نیشنل پارٹی قوم کی ترجمانی کا حق ادا کرتی رہے گی۔ امن، حقوق، صوبائی خودمختاری اور وسائل پر اختیار کے لیے ہماری جدوجہد جاری رہے گی

بقیہ 64

4.73 ارب روپے سے زائد کے جرمانے عائد کیے گئے ہیں۔ چیئرمین ایس ای سی پی ڈاکٹر کبیر سدھو کی تعیناتی کے بعد کمیشن کے شعبہ ایڈجیوڈیکیشن کو مزید مستحکم کیا گیا ہے۔ شعبے نے 969 ایڈجیوڈیکیشن ریکمنڈیشن نوٹسز میں سے 953 کا جائزہ مکمل کیا اور 573 کیسز میں کارروائی مکمل کر کے فیصلے جاری کیے۔ ایس ای سی پی کے مطابق قانونی کارروائی شروع کرنے سے متعلق باقی سفارشات بھی بہتر نگرانی اور مؤثر کیس مینجمنٹ کے ذریعے نمٹا دی گئی ہیں، جس کے بعد شعبہ ایڈجیوڈیکیشن کا تمام بیک لاگ ختم ہوگیا ہے۔ یہ جرمانے لسٹڈ، ان لسٹڈ اور نجی کمپنیوں کے علاوہ سیکیورٹیز بروکرز، انشورنس کمپنیوں اور نان بینکنگ فنانس کمپنیوں پر کمپنیز ایکٹ، سیکیورٹیز ایکٹ، دیگر قوانین اور ریگولیٹری ضابطوں کی خلاف ورزیوں پر عائد کیے گئے۔ کیسز میں سرکاری ملکیتی کمپنیوں کی جانب سے قابل اطلاق کارپوریٹ اور ریگولیٹری تقاضوں کی خلاف ورزیوں پر بھی خصوصی توجہ دی گئی۔ اس ضمن میں 117 فیصلے جاری کیے گئے۔

بقیہ 65

سروس اصلاحات کے لیے بھارت سمیت 25 ممالک کے سول سروس نظاموں کا جائزہ لینے کے بعد حتمی سفارشات تیار کی ہیں، سفارشات میں وفاقی سول ملازمین کی بھرتی، تربیت، کارکردگی جانچنے، ترقی، تعیناتی اور مراعات کے موجودہ طریقہ کار میں نمایاں تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں۔ اصلاحاتی پیکیج میں سفارش کی گئی ہے کہ افسران کی ترقی، تعیناتی اور مراعات کو محض سنیارٹی کے بجائے کارکردگی اور قابلیت سے مشروط کیا جائے، افسران کی کارکردگی جانچنے کے لیے پالیسی سازی اور عوام کو فراہم کیے جانے والے نتائج کو بنیادی پیمانہ بنانے کی تجویز دی گئی ہے۔ افسران کی تعیناتی کی مدت مقرر کرنے اور مدت مکمل ہونے سے قبل تبادلے کی صورت میں وجوہات ریکارڈ پر لانے کی بھی سفارش کی گئی ہے،

بقیہ 66

کامیاب اور بھرپور مشاورتی جرگہ کے انعقاد پر ضلع کمیٹی کوئٹہ، چاروں تحصیلوں اور تمام کارکنان اور کمیٹیوں کے اراکین، منتظمین اور شرکاء کو دلی مبارکباد اور خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس مشاورتی جرگہ میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نمائندگان نے بھرپور شرکت کر کے کوئٹہ کے عوام کو معاشی، معاشرتی درپیش مسائل اور مشکلات کی نشاندہی کی اور ان کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں۔ اس وقت عوام کو زندگی کے تقریباً ہر شعبے میں مشکلات کا سامنا ہے۔ بدامنی، چوری، ڈکیتی، لاقانونیت، عوام کی زمینوں پر قبضہ گری، وسائل کی لوٹ مار کے لیے عوام کو اپنے گھروں سے ہجرت پر مجبور کرنے، مہنگائی، بیروزگاری، تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ، تجارت، زراعت، آبنوشی اور دیگر بنیادی شعبوں سے متعلق مسائل نے عام آدمی کی مشکلات میں اضافہ کیا ہے۔ شاہراہوں کی بندش، شاہراہوں پر لوٹ مار، قتل و غارت گیری، اغواء برائے تاوان، مسافروں، گاڑیوں کو لوٹنے کے واقعات ایسے حالات میں مختلف شعبوں کے نمائندگان کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا اور عوامی مسائل کے حل کے لیے مشترکہ لائحہ عمل پر غور کرنا ایک مثبت پیش رفت ہے۔

بقیہ 67

لہڑی نے بتایا کہ بلوچستان کے میڈیکل کالجز میں داخلے کیلئے ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ آج اتوار کو بیوٹمز میں منعقد ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان کے امیدواروں کیلئے کوئٹہ اور اسلام اباد میں دو مرکز بنائے گئے ہیں جس میں بیک وقت ٹیسٹ ہوگا ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ کیلئے کوئٹہ کی بیوٹمز میں بنائے گئے مرکز میں 9200 امیدوار اور اسلام اباد میں 721 امیدوار ٹیسٹ دیں گے۔ ڈاکٹر پروفیسر شبیر لہڑی نے بتایا کہ ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ کیلئے امیدواروں کو صبح آٹھ بجے تک سنٹرز پہنچنے کی ہدایت کی گئی ہے جبکہ ٹیسٹ صبح دس بجے شروع ہوگا، موبائل فون اور الیکٹرونک آلات سنٹرز میں لانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

بقیہ 68

امن اور استحکام کی ضرورت ہے، نوجوان ملک میں امن، استحکام اور اتحاد کی آواز بنیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی ملک کی ٹی وی سکرین پر مارا ماری اور بدامنی کے مناظر دکھائی دے رہے ہوں تو کیا بین الاقوامی سرمایہ کار ایسے ملک کا رخ کرے گا؟ بین الاقوامی سرمایہ کار اسی ملک میں جاتا ہے جہاں امن اور استحکام ہو۔ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کا فرض ہے کہ پاکستان کے امن، استحکام اور اتحاد کی آواز بنیں، اگر کوئی ہمیں لڑانا چاہتا ہے تو ایسی آوازوں کو مسترد کریں۔ صرف اس آواز کے ساتھ چلیں جو پاکستان کو ایک قوم بنائے اور پاکستان کو زندہ باد کرے۔ احسن اقبال نے کہا کہ ہمارا مشن پاکستان کو دنیا کی بہترین معیشت بنانا ہے، اس مقصد کیلئے پاکستان کے نوجوانوں کو مرغیاں، کٹیاں، کٹیا اور انڈے دینے کی بجائے بہترین تعلیم اور ٹیکنیکل تعلیم فراہم کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ نوجوان بہترین معمار بن کر اپنے لیے بھی سرمایہ افتخار اکٹھا کریں، ہم سب کے لیے باعث فخر بنیں اور پاکستان کی پہچان بنیں۔

بقیہ 69

شہباز شریف کے ہمراہ وفد میں نائب وزیراعظم اور وزیر خارجہ اسحاق ڈار اور طارق فاطمی شامل ہوں گے۔ کفایت شعاری مہم کے تحت وزیراعظم کے وفد میں وزیر اطلاعات و نشریات وفد کا حصہ نہیں ہوں گے۔ ذرائع نے بتایا کہ وفاقی وزیر اطلاعات موجودہ سیاسی صورت حال کے باعث اسلام آباد میں ہی رہیں گے اور وزیراعظم نے امریکا میں متعلقہ حکام کو کفایت شعاری کے احکامات جاری کر دیے ہیں۔

بقیہ 70

بریفنگ میں بتایا گیا کہ شہری فیول اسٹیشنز پر اپنے ٹوکنز استعمال کر رہے ہیں، 3 دن میں موصول ادائیگی کے تمام کلیمز کو مکمل طور پر نمٹا دیا گیا۔ اعلامئے کے مطابق کمیٹی نے انٹرنیٹ کی عدم سہولت والے علاقوں میں ایس ایم ایس کے ذریعے فیول ٹوکنز کے استعمال کی منظوری دے دی۔ کمیٹی اجلاس میں کہا گیا کہ آزاد کشمیر، گلگت بلتستان اور صوبائی حکومتیں ایسے ایندھن اسٹیشنز کی فہرستیں فراہم کریں گی۔ اسحاق ڈار نے کہا کہ ہر فعال ایندھن اسٹیشن کو نظام میں شامل کیا جائے، مستقل طور پر بند اسٹیشنز کی نشاندہی کر کے انہیں فہرست سے خارج کیا جائے۔

بقیہ 71

جبکہ پینٹاگون امریکا کی جانب سے 6 ماہ سے زائد عرصہ قبل شروع کی گئی جنگ کے نقصانات کا جائزہ لے رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق تصاویر میں کویت کے 3 فوجی اڈوں اور سعودی عرب کے 1 ایسے اڈے پر تباہ شدہ عمارتیں اور 1 طیارہ دکھائی دیتے ہیں جہاں امریکی فوجی اثاثے موجود ہیں، ان میں سے بعض اڈوں کو خالی بھی کرا لیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ایک تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ سعودی عرب کے پرنس سلطان ایئربیس پر مارچ کے اواخر میں ای 3 سینٹری نگرانی کرنے والے طیارے کو نقصان پہنچا، جس کی مالیت 27 کروڑ ڈالرز بتائی جاتی ہے۔

بقیہ 72

داستان ہیں۔ 21 مئی 1951ء کو قائم ہونے والے پاک چین سفارتی تعلقات وقت کے ساتھ ایک مضبوط، مستحکم اور ہمہ جہت شراکت داری میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے پاکستان اور چین کے سفارتی تعلقات کے قیام کی 75 ویں سالگرہ کے موقع پر Diplomatic Focus کے زیر اہتمام منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ تقریب میں چین کے سفیر، سفارت کاروں، ارکان پارلیمان، دانشوروں، میڈیا نمائندگان اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی۔ ڈپٹی چیئرمین سینیٹ نے Focus Diplomatic کے چیف ایگزیکٹو آفیسر میاں فضل الٰہی کا تقریب کے انعقاد اور انہیں شرکت کی دعوت دینے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ ساڑھے سات عشروں کے دوران عالمی اور علاقائی حالات میں نمایاں تبدیلیاں آئیں، تاہم پاکستان اور چین کے تعلقات میں تسلسل اور استحکام برقرار رہا۔ دونوں ممالک نے ایک دوسرے کی خودمختاری، قومی مفادات اور ترقی کے حق کا احترام کیا اور مشکل اوقات میں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے رہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اور چین کے تعلقات اب صرف حکومتوں اور ریاستی اداروں تک محدود نہیں بلکہ دونوں ممالک کے عوام کے درمیان محبت، اعتماد اور خیرسگالی نے اس رشتے کو مزید مضبوط بنیاد فراہم کی ہے۔ تجارت، سرمایہ کاری، تعلیم، زراعت، صحت، سائنس و ٹیکنالوجی، توانائی، بنیادی ڈھانچے اور عوامی روابط سمیت مختلف شعبوں میں دوطرفہ تعاون کے وسیع امکانات موجود ہیں

بقیہ 73

منصوبوں کا باضابطہ افتتاح کر دیا۔ گوادر پرو کے مطابق افتتاح کیے گئے منصوبوں میں گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول گوادر میں مختلف تعمیراتی، توسیعی اور تزئین و آرائش کے کاموں کے علاوہ کیپٹن یعقوب راہی والی بال گراؤنڈ اور عبداللہ عاصم فٹسال گراؤنڈ شامل ہیں۔ افتتاح کے بعد ایم پی اے گوادر مولانا ہدایت الرحمٰن اور جی ڈی اے کے ڈائریکٹر جنرل معین الرحمٰن خان نے اسکول اور کھیلوں کے میدانوں میں شجرکاری مہم میں بھی حصہ لیا۔ انہوں نے گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول کے مختلف حصوں کا دورہ کیا اور جی ڈی اے کی جانب سے فراہم کی جانے والی تعلیمی اور بنیادی سہولیات کا جائزہ لیا۔ رپورٹ کے مطابق منصوبے کے مختلف حصوں میں اضافی کلاس رومز کی تعمیر، ٹف ٹائلز کی تنصیب، چار دیواری، دو مرکزی دروازوں، امتحانی ہال، آڈیٹوریم، کیفے ٹیریا، پانی کی ٹینکی، شیڈز، کھیل کے میدان، بجلی کے ٹرانسفارمر کی تنصیب، کلاس رومز کے لیے فرنیچر کی فراہمی، پرانی عمارت کی بحالی اور دیگر ضروری سہولیات کی فراہمی شامل ہے

بقیہ 74

رکشہ اور چنگ چی استعمال کرنے والوں کو سہولت کی فراہمی ہے۔ میڈیا بریفنگ کے دوران وفاقی وزیر نے کہا کہ سکیم کے تحت اہلیت کا دائرہ کار بڑھا دیا گیا ہے اور اب اس میں یکم جنوری 2006 سے رجسٹرڈ موٹر سائیکلوں کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جبکہ اس سے قبل 2011 کی حد مقرر تھی۔ انہوں نے کہا کہ یہ فیصلہ پرانی موٹر سائیکلوں کی اہلیت کے حوالے سے شہریوں اور صحافیوں سے موصول ہونے والی آراء کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ شزہ فاطمہ خواجہ نے بتایا کہ دو اور تین پہیوں والی گاڑیوں کیلئے 500 روپے فی ٹوکن کی حد میں بھی ترمیم کر دی گئی ہے۔ نظرثانی شدہ طریقہ کار کے تحت، فی ٹوکن پانچ لیٹر کی سابقہ حد ختم کر دی گئی ہے، جس سے اہل موٹر سائیکل، چنگ چی اور رکشہ مالکان اپنی ضرورت کے مطابق ایندھن خرید سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دو اور تین پہیوں والی گاڑیوں کے اہل صارفین ماہانہ چار ٹوکن حاصل کر سکتے ہیں اور ہر ٹوکن پر 500 روپے کی ریلیف (رعایت) کی رقم شامل ہوگی۔ انہوں نے وضاحت کی کہ اگر دو لیٹر پٹرول کی قیمت 780 روپے ہے، تو 500 روپے کا ریلیف ٹوکن استعمال کرنے کے بعد مستحق صارف کو 280 روپے ادا کرنے ہوں گے۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ تیسری بڑی تبدیلی اس سکیم کے تحت ایس ایم ایس چارجز کا مکمل خاتمہ ہے۔

بقیہ 75

کانفرنس سے خطاب کیا ہے۔ پریس کانفرنس کی قیادت سکھ برادری کے رہنما سردار اویناش سنگھ نے کی۔ پریس کانفرنس کے دوران میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے سردار اویناش سنگھ نے بتایا کہ تقسیم ہند سے پہلے اس مقام پر تاریخی گوردوارہ سری سنگھ موجود تھا، جہاں بعد ازاں طویل عرصے تک گبرائیل اسکول قائم رہا اور اس ادارے نے کئی سالوں تک بلاتفریق بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ انہوں نے واضح کیا کہ سکھ برادری نے کبھی بھی تعلیم کی مخالفت نہیں کی، تاہم ان کی گہری تشویش کا آغاز اس وقت ہوا جب ایک رات کے اندر اس تاریخی اور قدیم عمارت کو خاموشی سے مسمار کر دیا گیا۔ سردار اویناش سنگھ نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ یہ صرف اینٹوں اور پتھروں کی کوئی عام عمارت نہیں ہے، بلکہ یہ ہماری مذہبی شناخت، تاریخی ورثہ اور سکھ برادری کی صدیوں پرانی تاریخ کا ایک انتہائی اہم حصہ ہے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر آج اس ناانصافی پر خاموشی اختیار کی گئی تو کل کو ملک کے کسی بھی کونے میں کسی بھی دوسرے مذہبی اور تاریخی مقام کو مسمار کر کے وہاں کمرشل پلازے اور مارکیٹیں تعمیر کی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ یہ مسئلہ صرف چند سکھوں کا نہیں ہے، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان میں ملک کی تاریخ، ثقافت اور مذہبی ورثے محفوظ رہ سکیں گے؟ رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اس حساس معاملے پر برادری نے کبھی سڑکوں پر انتشار پھیلانے یا کسی بھی مذہب کے خلاف نفرت کا راستہ اختیار نہیں کیا، بلکہ اس ناانصافی کے خلاف تمام متعلقہ حکام، صوبائی اسمبلی اور ایوانِ بالا (سینیٹ) تک پرامن طریقے سے اپنی آواز پہنچائی ہے۔ انہوں نے ضلعی و صوبائی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے بروقت ایکشن لیتے ہوئے کمرشل پلازے کی غیر قانونی تعمیر کو رکوانے کے لیے انتظامی کارروائی عمل میں لائی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب اس ملک کے قانون پسند شہری ہیں اور ہم کبھی بھی اپنے وطنِ عزیز پاکستان کی بدنامی کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پریس کانفرنس کے آخر میں وزیراعظم پاکستان، وزیراعلیٰ بلوچستان اور کور کمانڈر بلوچستان سے پرزور اپیل کی گئی کہ وہ اس پورے واقعے کی غیر جانبدارانہ اعلیٰ سطح پر تحقیقات کروائیں۔ اس ضمن میں متعلقہ زمین کا اصل ریکارڈ سامنے لایا جائے تاکہ اس کی قانونی حیثیت بالکل واضح ہوسکے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر تاریخی اور قانونی ریکارڈ سکھ برادری کے حق کی تائید کرتا ہے تو یہ اراضی اور مقام فوری طور پر سکھ برادری کے حوالے کیا جائے، تاریخی گوردوارے کو اس کی اصل شناخت کے ساتھ دوبارہ تعمیر کیا جائے اور وہاں پر دوبارہ تعلیمی ادارہ بھی قائم کیا جائے۔ رہنماؤں نے عزم ظاہر کیا کہ سکھ برادری ہر حال میں پرامن رہے گی اور اس حق کے حصول کے لیے آئینی اور قانونی راستہ ہی اختیار کرے گی۔

بقیہ 76

کردار ادا کر رہی ہیں۔ کوئٹہ کی عدالتوں میں خواتین وکلا کی تعداد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جہاں 150 کے قریب خواتین وکلا پریکٹس کر رہی ہیں۔ ہر سال 20 سے 25 نئی خواتین وکلا عملی میدان میں قدم رکھ کر انصاف کی فراہمی میں حصہ ڈال رہی ہیں۔ بلوچستان کی خواتین کے لیے شعبہ وکالت باعزت اور بااختیار روزگار کے حصول کا موثر ذریعہ ثابت ہونے لگا۔ ایڈووکیٹ فرزانہ خلجی کے مطابق خواتین سائلین اپنے مسائل خواتین وکلا کے سامنے زیادہ اعتماد سے بیان کر سکتی ہیں۔ کوئٹہ کی عدالتوں میں پریکٹس کرنے والی خواتین وکلا بلوچ طالبات کے لیے اس شعبے میں ترغیب کا باعث بن رہی ہیں۔

بقیہ 77

میں ایگل اسکواڈ کے اہلکاروں کی جانب سے شہریوں کے ساتھ ہتک آمیز سلوک اور رشوت طلب کیے جانے کے واقعات میں مسلسل اضافہ انتہائی تشویشناک ہے۔ ایگل اسکواڈ کے اہلکار عوام کے محافظ بننے کے بجائے مبینہ طور پر غنڈہ گردی کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں۔ شہر بھر میں شہریوں کو ہراساں کرنے اور مبینہ طور پر رشوت نہ دینے پر تشدد کا نشانہ بنانے کے واقعات کسی صورت قابل قبول نہیں۔ انہوں نے کہا کہ عوام ایگل اسکواڈ کے ناروا رویے سے تنگ آچکے ہیں۔ شہری ایک جانب راہزنوں اور قاتلوں کے ہاتھوں عدم تحفظ کا شکار ہیں تو دوسری جانب ایگل اسکواڈ کے بعض اہلکاروں کے مبینہ ناروا سلوک اور ہراسانی نے ان کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ باعزت شہریوں اور سفید ریش افراد کو بلاجواز تنگ کرنا اور انہیں مختلف طریقوں سے ہراساں کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ مین ایئرپورٹ روڈ بلاک نادرا کے قریب ایگل اسکواڈ کے اہلکاروں نے نواں کلی کے رہائشی نوجوان سعید انور کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگیا۔ بروری روڈ تھانہ کے قریب عیسیٰ خان سے گن پوائنٹ پر چوروں نے موٹر سائیکل اور موبائل چھین کر ڈاکو فرار ہوگئے، اس پر بروری روڈ پولیس اسٹیشن نے ایف آئی آر کاٹنے سے انکار کیا۔ انہوں نے پولیس کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ واقعے کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ذمہ دار اہلکاروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے۔ شہریوں کے جان و مال عزت و وقار اور بنیادی حقوق کا تحفظ پولیس اور متعلقہ اداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے جس میں کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی قابل قبول نہیں۔

بقیہ 78

اور مقامی مسائل پر تفصیلی بریفنگ لی گئی۔ نواز شریف کو موٹر وے سمیت ناران کے قدرتی حسن کو پہنچنے والے نقصان، سڑکوں کی خراب صورتحال اور دیگر مسائل سے آگاہ کیا گیا۔ اس موقع پر نواز شریف نے ناران کے مسائل کے حل کے لیے وزیراعظم شہباز شریف سے بات کرنے کا اعلان کیا۔

بقیہ 79

ہیں۔ بلوچستان کے تمام اضلاع سے قافلے اسلام آباد دھرنے میں شریک ہوں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اسلام آباد لانگ مارچ اور دھرنے کی تیاریوں کے حوالے سے منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ عوام کے بنیادی حقوق، امن، روزگار اور معاشی مسائل کے حل کے لیے پرامن اور جمہوری جدوجہد جاری رہے گی۔ مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ نے قافلوں کے حوالے سے ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ 20 ستمبر کے اسلام آباد لانگ مارچ میں شرکت کے لیے بی، نصیر آباد، جعفر آباد، صحبت پور، بھاگ ناڑی، سوئی اور ڈیرہ بگٹی کے قافلے نائب امراصوبہ پروفیسر محمد ایوب اور بشیر احمد ماندائی کی قیادت میں براستہ سکھر، کشمور سندھ کے قافلوں کے ساتھ شامل ہوں گے۔ خضدار، لسبیلہ، حب، گوادر، کیچ اور پنجگور کے قافلے صوبائی ڈپٹی جنرل سیکرٹری مولانا محمد اسلم گزگی گزگی کی قیادت میں براستہ کراچی اسلام آباد لانگ مارچ میں شریک ہوں گے۔ نوشکی، چاغی، مستونگ، جھل مگسی، سوراب، کوئٹہ، چمن، قلعہ عبداللہ، پشین، زیارت، ہرنائی، لورالائی، دکی، مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ، ژوب، بارکھان اور کوہلو کے قافلے امیر جماعت اسلامی بلوچستان مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ اور مرکزی ڈپٹی جنرل سیکرٹری مولانا عبد الحق ہاشمی کی قیادت میں براستہ کوئٹہ، لورالائی، فورٹ منرو اور ڈیرہ غازی خان اسلام آباد روانہ ہوں گے۔ انہوں نے ہدایت کی کہ سفر کا آغاز اجتماعی دعا و اذکار اور امیر سفر کی ہدایات سے کیا جائے۔ تمام شرکا سفر کے لیے ضروری اشیا، بالخصوص مناسب کپڑے، اپنے ہمراہ رکھیں اور قافلے کے نظم و ضبط اور ہدایات کی پابندی کریں۔ مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ نے کہا کہ بلوچستان سے اسلام آباد لانگ مارچ میں شریک ہونے والے شرکا کی نگرانی، رہنمائی اور انتظامی امور کے لیے صوبائی جنرل سیکرٹری مرتضیٰ خان کاکڑ کی نگرانی میں انتظامی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے۔ کمیٹی کے ارکان میں نائب امراصوبہ زاہد اختر بلوچ، مولانا محمد عارف دمڑ، حافظ مطیع الرحمٰن مینگل، صوبائی ڈپٹی جنرل سیکرٹری نورالدین غلزئی، صدر الخدمت عبدالمجید سربازی، امیر ضلع کوئٹہ عبدالنعیم رند اور اعجاز محبوب شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شرکا لانگ مارچ اور امرائے اضلاع کسی بھی رہنمائی یا انتظامی ضرورت کے لیے انتظامی کمیٹی کے ارکان سے رابطہ کریں تاکہ بلوچستان سے آنے والے تمام قافلوں کی بروقت رہنمائی اور بہتر انتظام یقینی بنایا جاسکے۔

بقیہ 80

پر منتقل کرنا ناگزیر ہو چکا ہے، سندھ کے عوام بنیادی سہولتوں اور حقوق سے محروم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان بنانے والوں کی نئی نسل کو دیوار سے لگایا جارہا ہے، سندھ میں کرپشن کے نئے ریکارڈ قائم کیے گئے ہیں، سندھ کے عوام حکمرانوں کے بھاشن اور اشتعال انگیزی کو قبول نہیں کریں گے اور وہ انہیں پہچان چکے ہیں۔ رہنما ایم کیو ایم کا کہنا تھا کہ کل کی ریلی کرپٹ ترین حکومت کے خلاف علمِ بغاوت ہوگی اور یہ ریلی تاریخی ثابت ہوگی، جبکہ کل سے تحریک کا آغاز ہورہا ہے، ہم دھمکیوں سے ڈرنے والے نہیں، سندھ کے عوام میں آپس میں فسادات کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ فاروق ستار نے الزام عائد کیا کہ حکمرانوں کے گھروں کے تہہ خانوں سے اربوں ڈالر برآمد ہوتے ہیں، تم نے بے نظیر کے خون کا سودا کیا، ان شاءاللہ تمہارے مقدمات کھلنے جارہے ہیں

معیاری طبی سہولیات دور دراز علاقوں تک پہنچانا حکومت کی ذمہ داری ہے

میر سرفراز بگٹی

عوام کو علاج کیلئے بڑے شہروں کا غیر ضروری سفر نہ کرنا پڑے، بیکڑ کے میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں پہلی بار 100 بڑی سرجریز کامیابی سے مکمل

24 گھنٹے آپریشن تھیٹر فعال، دور دراز علاقوں کے مریضوں کو مقامی سطح پر ہنگامی اور پیچیدہ جراحی کی سہولیات میسر، وزیراعلیٰ میر سرفراز بگٹی

کوئٹہ (آئی این پی) حکومت بلوچستان کی جانب سے صحت کے شعبے میں اصلاحات کے نمایاں نتائج سامنے آنا شروع ہوگئے ہیں، صوبے کے دور افتادہ علاقے بیکڑ میں قائم میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں تاریخ میں پہلی بار 100 بڑی سرجریز کامیابی سے مکمل کرلی گئی ہیں۔ میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں ہنگامی اور پیچیدہ نوعیت کے کیسز سمیت 100 بڑی سرجریز کی کامیاب تکمیل

بقیہ نمبر 30 صفحہ 7 پر

افغانستان کی کوہاٹ پولیس لائنز مسجد دھماکے کی مذمت

افسوسناک واقعے میں جاں بحق ہونے والوں کے اہل خانہ سے گہری ہمدردی ہے، بیان

کابل (این این آئی) افغانستان نے کوہاٹ میں پولیس کمپاؤنڈ میں نماز جمعہ کے دوران خودکش حملے کی مذمت کی ہے۔ اس حوالے سے افغان وزارت

بقیہ نمبر 31 صفحہ 7 پر

کوئٹہ پولیس کی کارروائی مفرور اور سنگین وارداتوں میں ملوث 15 ملزمان کو گرفتار

کوئٹہ (آن لائن) کوئٹہ پولیس نے سنیچرز، منشیات فروشوں، مطلوب مفرور اور سنگین وارداتوں میں ملوث 15 ملزمان کو گرفتار کرکے ان کے قبضے سے بھاری مقدار میں منشیات، اسلحہ ایمونیشن اور مسروقہ موٹر سائیکل برآمد کرکے قبضے میں لے لیں۔ پولیس کے مطابق ایس ایس پی آپریشن کوئٹہ ضیاء الحق مندوخیل کی خصوصی ہدایت پر تھانہ نیو کچلاک کے

بقیہ نمبر 33 صفحہ 7 پر

سہیل آفریدی کی محمود خان اچکزئی اور علامہ ناصر عباس سے اہم ملاقات

27 ستمبر کی کال کے حوالے سے آئندہ کے لائحہ عمل اور سیاسی حکمت عملی پر تبادلہ خیال

پشاور (آن لائن) وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا محمد سہیل آفریدی نے قائد حزب اختلاف قومی اسمبلی محمود خان اچکزئی اور قائد حزب اختلاف سینیٹ علامہ ناصر عباس سے اہم ملاقات کی جس میں 27 ستمبر کی کال کے حوالے سے آئندہ کے لائحہ عمل اور سیاسی

بقیہ نمبر 32 صفحہ 7 پر

اسلام آباد، اپوزیشن لیڈر محمود خان اچکزئی، سینیٹ میں اپوزیشن لیڈر علامہ راجہ ناصر عباس اور وزیراعلیٰ کے پی کے محمد سہیل خان آفریدی ملاقات کررہے ہیں

حرمین شریفین کی حرمت و سلامتی پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا، علامہ طاہر محمود اشرفی

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملے کا اعلان تشویشناک

حرمین شریفین خلاف کسی بھی اقدام یا دھمکی کی بھرپور مذمت کی جانی چاہیے مقدس مقامات کے تحفظ کو ہر سطح پر یقینی بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کیے جانے چاہئیں

پاک فوج کے ترجمان کی جانب سے اس معاملے پر دیا گیا بیان پاکستانی عوام اور عالم اسلام کے جذبات کی ترجمانی کرتا ہے، چیئرمین پاکستان علماء کونسل

لاہور (آن لائن) چیئرمین پاکستان علما کونسل حافظ طاہر محمود اشرفی نے حوثی ملیشیا کے مفتی کی جانب سے ارض حرمین شریفین پر حملے کے اعلان پر شدید تشویش

بقیہ نمبر 34 صفحہ 7 پر

صحت کے شعبے میں اصلاحات کے نمایاں نتائج سامنے آنا شروع ہوگئے

بیکڑ میں میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں پہلی بار 100 بڑی سرجریز کامیابی سے مکمل کرلی گئیں

کوئٹہ (خ ن) حکومت بلوچستان کی جانب سے صحت کے شعبے میں اصلاحات کے نمایاں نتائج سامنے آنا شروع ہوگئے ہیں، صوبے کے دور افتادہ علاقے بیکڑ میں قائم میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں تاریخ میں پہلی بار 100 بڑی سرجریز کامیابی سے مکمل کرلی گئی ہیں۔ میر غلام قادر بگٹی میموریل ہسپتال میں ہنگامی اور پیچیدہ نوعیت کے کیسز سمیت 100 بڑی سرجریز کی کامیاب تکمیل دور دراز علاقوں میں طبی سہولیات کی فراہمی کے

بقیہ نمبر 35 صفحہ 7 پر

پیٹرول کے بعد بجلی کا جھٹکا، ملک بھر کے صارفین بجلی مزید مہنگی ہونے کا امکان

اسلام آباد (آئی این پی) پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں مسلسل اضافے کے بعد ملک بھر کے لیے بجلی مہنگی ہونے کا امکان ہے۔ کراچی سمیت ملک بھر کے بجلی صارفین کے لیے اگست کی ماہانہ فیول ایڈجسٹمنٹ کے تحت بجلی مہنگی ہونے کا امکان ہے، جس کے لیے باقاعدہ درخواست جمع کرادی گئی

بقیہ نمبر 37 صفحہ 7 پر

اسحاق ڈار اور عباس عراقچی میں رابطہ، بحری جہازوں کی محفوظ آمدورفت پر زور

خطے میں امن واستحکام کو یقینی بنانے کے لیے مذاکرات اور سفارتکاری ہی واحد قابلِ عمل ذرائع ہیں، نائب وزیراعظم

اسلام آباد (این این آئی) نائب وزیراعظم و وزیر خارجہ اسحاق ڈار اور ایرانی وزیر خارجہ عباس عراقچی میں رابطہ ہوا جس میں علاقائی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ دفتر خارجہ کے مطابق اسحاق ڈار اور عباس عراقچی کے درمیان خطے میں ہونے والی تازہ پیشرفت پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ نائب وزیراعظم اسحاق ڈار نے توانائی کی بلاتعطل فراہمی اور بحری

بقیہ نمبر 36 صفحہ 7 پر

را اور طالبان کا مبینہ دہشتگرد نیٹ ورک پراکسی گروہوں کے ذریعے سرگرم، انٹیلی جنس ذرائع

اسلام آباد (آئی این پی) انٹیلی جنس ذرائع کا کہنا ہے کہ را اور طالبان کا مبینہ دہشتگرد نیٹ ورک پراکسی گروہوں کے ذریعے سرگرم ہے۔ پاکستانی انٹیلی جنس حکام کے مطابق بھارتی خفیہ ایجنسی را کی سرپرستی میں چلنے والا دہشت گردوں کا وہ نیٹ ورک

بقیہ نمبر 39 صفحہ 7 پر

ہر ریلیف اسکیم میں بے انتہاء کرپشن ہوتی ہے، شاہد خاقان عباسی

حکومت عوام کو ریلیف دینے کے لیے ایسے اقدامات کرے جن کا فائدہ براہِ راست شہریوں تک پہنچے

اسلام آباد (اے این این) سابق وزیراعظم شاہد خاقان عباسی نے کہا ہے کہ ہر ریلیف اسکیم میں بے انتہا کرپشن ہوتی ہے، حکومت کو سبسڈی اسکیم متعارف کرانے کے بجائے پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کرنی چاہیے تھی، اس سے عوام کو براہِ راست ریلیف ملتا۔ نیوز کے پروگرام ''کیپٹن آور'' میں گفتگو کرتے ہوئے شاہد خاقان عباسی نے کہا کہ

بقیہ نمبر 38 صفحہ 7 پر

سعودی عرب کے شہر جدہ میں 41 ممالک کے اجلاس کے موقع پر عسکری قیادت کا گروپ فوٹو

جدہ میں سعوی اتحاد کا اجلاس، بحیرہ احمر اور باب المندب میں بحری سیکیورٹی پر غور

بین الاقوامی آبی گزرگاہوں کا تحفظ اجتماعی ذمہ داری ہے، سعودی کمانڈر عبداللہ بن سالم الشہری

جدہ (آئی این پی) جدہ میں سعودی اتحاد کا چوتھا منصوبہ بندی اجلاس ہوا، جس میں خلیج عدن، آبنائے باب المندب اور بحیرہ احمر سمیت اہم عالمی آبی

بقیہ نمبر 40 صفحہ 7 پر

جمعیت علماء اسلام کا مرکزی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس پشاور میں جاری

کوئٹہ (آن لائن) جمعیت علما اسلام کے مرکزی امیر قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کی صدارت میں مرکزی مجلس عاملہ کا غیر معمولی اجلاس آج 19 اور کل 20 ستمبر 2026 کو پشاور میں جاری رہیگا۔ اجلاس میں ملک بھر سے مرکزی مجلس عاملہ کے اراکین شریک ہیں۔ اجلاس میں ملکی وقومی

بقیہ نمبر 42 صفحہ 7 پر

عوام کے مسائل کے حل کے لیے ہمارے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں، شیخ زرک مندوخیل

عوامی مسائل سے آگاہی اور ان کے حل کے لیے متعلقہ محکموں کے حکام سے رابطہ رکھا جارہا ہے، رکن اسمبلی

کوئٹہ (اے این این) رکن بلوچستان اسمبلی شیخ زرک خان مندوخیل نے کہا ہے کہ عوامی نمائندوں کی اصل ذمہ داری اپنے حلقے کے عوام کے مسائل کو اسمبلی اور متعلقہ اداروں کے سامنے اجاگر کرکے ان کے حل کے لیے عملی کردار ادا کرنا ہے، حلقہ انتخاب کے عوام سمیت ہر طبقے کے مسائل کے حل کے لیے ہمارے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ اپنے ایک بیان

بقیہ نمبر 41 صفحہ 7 پر

کراچی، سی ٹی ڈی اور حساس ادارے کا انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن، 2 دہشتگرد ہلاک

کراچی (یو این اے) منگھوپیر میں سی ٹی ڈی اور وفاقی حساس ادارے نے انٹیلی جنس بیسڈ آپریشن کرتے ہوئے کچا روڈ غازی گوٹھ میں کارروائی کی، جس میں 2 دہشتگرد ہلاک ہوگئے۔ ترجمان سی ٹی ڈی کے مطابق کارروائی کے دوران سی ٹی ڈی اہلکاروں اور دہشتگردوں کے درمیان فائرنگ کا

بقیہ نمبر 44 صفحہ 7 پر

شمالی کوریا کا جوہری حیثیت ختم کرنے کی عالمی قرارداد مسترد کرنے کا اعلان

ملک کا جوہری دفاعی نظام مضبوط ہے اور دشمن قوتوں کی کوششوں سے اسے ختم نہیں کیا جاسکتا، وزارت خارجہ

پیانگ یانگ (این این آئی) شمالی کوریا نے عالمی جوہری توانائی ایجنسی کی جوہری پروگرام کے خلاف قرارداد مسترد کرتے ہوئے اپنی جوہری طاقت کی حیثیت کو ناقابلِ واپسی قرار دے دیا۔ شمالی کوریا کی وزارتِ خارجہ کے مطابق ملک کا جوہری دفاعی نظام

بقیہ نمبر 43 صفحہ 7 پر

کوئٹہ میں پیشہ ورانہ گداگروں کے خلاف کریک ڈاؤن جاری، 11 گرفتار

کوئٹہ (آئی این پی) ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر بلوچستان میر سیف اللہ خان کھیتران کی خصوصی ہدایات پر کوئٹہ شہر کو پیشہ ورانہ گداگری سے پاک کرنے کے لیے سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ اور ضلعی انتظامیہ کوئٹہ غربی کی جانب سے مختلف علاقوں میں کریک ڈاؤن اور کارروائیوں کا سلسلہ مسلسل جاری ہے۔ ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر میر سیف اللہ خان کھیتران نے متعلقہ افسران و عملے کو ہدایت کی ہے کہ شہر کے مختلف علاقوں، اہم شاہراہوں، چوکوں اور عوامی مقامات پر پیشہ ورانہ گداگری کے خلاف

بقیہ نمبر 47 صفحہ 7 پر

اے این پی کا پشتون کلچر ڈے سادگی سے منانے کا فیصلہ

زیارت، ہرنہ اوڑک، شاہرگ، کوہاٹ اور دیگر علاقوں میں المناک واقعات نے شدید متاثر کیا ہے

کوئٹہ (آئی این پی) عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی سیکرٹری ثقافت حضرت علی اچکزئی نے کہا ہے کہ پشتون خوا اور بلوچستان میں حالیہ دردناک واقعات اور بڑے پیمانے پر ہونے والے جانی نقصانات کے پیش نظر عوامی نیشنل پارٹی نے رواں سال 23

بقیہ نمبر 45 صفحہ 7 پر

لانگ مارچ میں شرکت کرنے والے اہلکاروں کیخلاف کارروائی ہوگی، آئی جی کے پی

کوئی افسر یا اہلکار اسلام آباد مارچ میں مدد یا سہولت فراہم کرنے کا پابند نہیں، عدالتی حکم پر عمل یقینی بنایا جائے گا' مراسلہ

پشاور (آئی این پی) پاکستان تحریک انصاف کے اسلام آباد لانگ مارچ کے پیش نظر خیبر پختونخوا پولیس نے صوبے کے تمام پولیس یونٹس، کیپیٹل سٹی پولیس آفیسر پشاور، ریجنل پولیس افسران اور ضلعی پولیس افسران کو عدالتی احکامات پر سختی سے عملدرآمد

بقیہ نمبر 46 صفحہ 7 پر

جامشورو، بجلی کے تاروں سے خوفناک آتشزدگی، 20 سے زائد دکانیں خاکستر

جامشورو (آئی این پی) جامشورو کے علاقے جھانگارا چوک میں کھلے بجلی کے تاروں سے خوفناک آتشزدگی کے باعث 20 سے زائد دکانیں خاکستر ہوگئیں۔ بجلی کے تاروں سے اچانک آگ بھڑک اٹھی، جس نے ہوٹلوں، دکانوں، ٹھیلوں اور دیگر چھاپروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ شہریوں کے مطابق آگ صبح 6 بج کر 30 منٹ پر لگی، تاہم فائر

بقیہ نمبر 48 صفحہ 7 پر

چمن افغان بارڈر پر پاکستانی سیکورٹی فورس کا جوان الرٹ کھڑا ہے

وزیراعظم شہباز شریف کا دورہ امریکا، کفایت شعاری مہم کے تحت وفد مختصر

وزیراعظم نے امریکا میں متعلقہ حکام کو کفایت شعاری کے احکامات جاری کردیئے ہیں، ذرائع

اسلام آباد (آئی این پی) وزیراعظم شہباز شریف کے دورہ امریکا میں کفایت شعاری مہم کے تحت وفد مختصر کردیا گیا۔ میڈیا کو ذرائع نے بتایا کہ وزیراعظم

بقیہ نمبر 68 صفحہ 7 پر

کراچی، وفاقی وزیر قیصر احمد میڈیا کے نمائندوں سے بات چیت کررہے ہیں

کوئٹہ کے کامیاب مشاورتی جرگے پر منتظمین اور شرکاء کے شکرگزار ہیں' سید شراف آغا

شرکاء نے معاشرتی درپیش مسائل اور مشکلات کی نشاندہی کی اور ان کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کیں

کوئٹہ (آئی این پی) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے صوبائی سینئر نائب صدر و ضلع کوئٹہ کے سیکرٹری سید شراف آغا نے اپنے بیان میں پارٹی کے مرکزی سیکرٹری نواب محمد ایاز خان جوگیزئی کے زیر صدارت پشتون قومی جرگہ (ضلع کوئٹہ کا مشاورتی جرگہ) کے

بقیہ نمبر 65 صفحہ 7 پر

سول سروس میں اصلاحات کیلئے سمارٹ ریفارمز پیکیج تیار، اہم ترامیم کی تجویز

سول سرونٹس ایکٹ 1973 اور رولز آف بزنس 1973 میں 22 ترامیم کی سفارش

اسلام آباد (آئی این پی) وفاقی سول سروس میں اصلاحات کے لیے وزیراعظم کی قائم کردہ کمیٹی نے سمارٹ ریفارمز پیکیج تیار کرلیا ہے، جس میں سول سرونٹس ایکٹ 1973 اور رولز آف بزنس 1973 میں مجموعی طور پر 22 ترامیم سمیت تین نئے قوانین متعارف کرانے کی سفارش کی گئی ہے۔ وفاقی وزیر احسن اقبال کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے سول

بقیہ نمبر 63 صفحہ 7 پر

پختونخوا میں پُرامن زندگی ایک خواب بن کر رہ گئی ہے' میاں افتخار

ریاستی پالیسیوں کی وجہ سے صوبے کے حالات مزید پیچیدہ ہورہے ہیں، رہنما اے این پی

پشاور (آن لائن) عوامی نیشنل پارٹی خیبر پختونخوا کے صدر میاں افتخار حسین نے کہا ہے کہ پختونخوا میں پُرامن زندگی ایک خواب بن کر رہ گئی ہے۔ ریاستی پالیسیوں کی وجہ سے صوبے کے حالات مزید پیچیدہ ہورہے ہیں۔ مرکز اور صوبے کے حکمران جاری دہشتگردی اور بدامنی کا تماشہ کررہے ہیں۔ فیوچر یوتھ پارلیمنٹ آف پاکستان کی تقریب حلف برداری

بقیہ نمبر 62 صفحہ 7 پر

پشتونخوا میپ کے رہنما عبدالقہار ودان' ڈاکٹر حامد اچکزئی اور دیگر کتاب کی رونمائی کررہے ہیں

آئل ٹینکرز ایسوسی ایشن پر کارٹل کا الزام ثابت، 6 کروڑ روپے جرمانہ

سی سی پی کا کرایوں کے اجتماعی تعین اور پرچی وباری کے نظام کو فوری طور پر ختم کرنے کا حکم

اسلام آباد (این این آئی) کمپٹیشن کمیشن آف پاکستان (سی سی پی) کی مارکیٹ انٹیلی جنس کے مطابق آل پاکستان ایڈیبل آئل ٹینکر اونرز ایسوسی ایشن پر کارٹل بنانے کا الزام ثابت ہوگیا۔ خوردنی تیل اور گھی کی ترسیل کے کرایے طے کرنے اور ٹینکرز میں کاروبار تقسیم کرنے پر ایسوسی ایشن کو مجموعی طور پر 6 کروڑ روپے جرمانہ کیا گیا ہے، سی سی پی کے

بقیہ نمبر 59 صفحہ 7 پر

کوہاٹ میں فتنہ الخوارج کے خلاف آپریشن، ایڈیشنل آئی جی پر دستی بم حملہ

معمولی زخم آیا' ابتدائی طبی امداد کے بعد ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی دوبارہ فرنٹ لائن پر پہنچ گئے

کوہاٹ (این این آئی) کوہاٹ پولیس لائن پر خودکش حملہ کے بعد فتنہ الخوارج کے خلاف آپریشن کے دوران دہشت گردوں نے ایڈیشنل آئی جی سی ٹی ڈی پر دستی بم سے حملہ کردیا، ہاتھ پر معمولی زخم آیا تاہم ابتدائی طبی امداد کے بعد ایڈیشنل آئی جی سی ٹی

بقیہ نمبر 57 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

عوام کو معیاری طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیح ہے' بخت محمد کاکڑ

سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجے کی سہولیات میں بہتری اور طبی نظام کو مزید مؤثر بنانے کے لیے اقدامات کیے جارہے ہیں' وزیر صحت بلوچستان

ہسپتالوں کی کارکردگی، طبی سہولیات اور عوامی شکایات کا جائزہ لیتے ہوئے جہاں ضرورت ہوگی وہاں مزید اقدامات کیے جائیں گے' بات چیت

کوئٹہ (اے این این) وزیر صحت بلوچستان بخت محمد کاکڑ نے کہا ہے کہ صوبے کے عوام کو معیاری اور جدید طبی سہولیات کی فراہمی حکومت کی اولین ترجیح ہے، سرکاری ہسپتالوں میں علاج معالجے کی سہولیات میں بہتری اور طبی نظام کو مزید مؤثر بنانے کے لیے اقدامات کیے جارہے ہیں۔ مختلف وفود سے بات چیت میں وزیر صحت بخت محمد کاکڑ نے کہا کہ بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے

بقیہ نمبر 56 صفحہ 7 پر

چاغی، قائم مقام ایس ایچ او گل شاہ بس اڈے سے اغواء، تلاش شروع

چار نامعلوم مسلح افراد خاکی رنگ کی لینڈ کروزر میں آئے اور پولیس افسر کو ساتھ لے گئے

چاغی (یو این اے) چاغی بازار کے بس اڈے سے نامعلوم مسلح افراد نے تھانہ چاغی کے قائم مقام ایس ایچ او اور اے ایس آئی گل شاہ کو مبینہ طور پر اغوا کرلیا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق چار نامعلوم مسلح افراد خاکی رنگ کی ایک لینڈ کروزر گاڑی میں سوار ہوکر

بقیہ نمبر 55 صفحہ 7 پر

دکی، کوئلہ کان میں حادثہ ایک کانکن جاں بحق

دکی کی کوئلہ کانیں مزدوروں کے لیے موت کے کنویں بن چکی ہیں، شیر محمد کاکڑ

دکی (یو این اے) ضلع دکی میں ایک اور دلخراش واقعے کے دوران کوئلے کی کان میں پیش آنے والے حادثے میں ایک کانکن جاں بحق ہوگیا ہے۔ جاں بحق ہونے والے کانکن کی شناخت مولاداد ولد خدائے رحیم کے نام سے ہوئی ہے۔ اس افسوسناک

بقیہ نمبر 53 صفحہ 7 پر

اسلام آباد، وفاقی وزیر احد چیمہ آئی ٹی سیکٹر کے حوالے سے اعلیٰ حکام سے ملاقات کررہے ہیں

نئی آٹو پالیسی جلد متعارف کرائی جائے گی، ہارون اختر خان

آٹو پارٹس مینوفیکچررز سمیت تمام سٹیک ہولڈرز کے لیے مراعات شامل ہوں گی

اسلام آباد/لاہور (سی ایم لنکس) وزیراعظم کے مشیر برائے صنعت و پیداوار ہارون اختر خان نے کہا ہے کہ حکومت جلد نئی آٹو پالیسی متعارف کرائے گی، جس میں آٹو پارٹس مینوفیکچررز سمیت تمام سٹیک ہولڈرز کے لیے مراعات شامل ہوں گی۔ وزارت

بقیہ نمبر 51 صفحہ 7 پر

مشرق وسطی کی صورت حال کے پاکستانی معیشت پر منفی اثرات آنا شروع

گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں ملکی برآمدات میں ایک ارب 20 کروڑ ڈالر سے زائد کی کمی ریکارڈ

اسلام آباد (آئی این پی) مشرق وسطی کی صورتحال کے پاکستانی معیشت پر منفی اثرات سامنے آنا شروع ہوگئے ہیں۔ گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں ملکی برآمدات میں ایک ارب 20 کروڑ ڈالر سے زائد کی کمی ریکارڈ کی گئی ہے، جبکہ مالی سال 2025-26

بقیہ نمبر 50 صفحہ 7 پر

اقوام متحدہ نے امریکا کو ایران میں جنگی جرائم کا مرتکب قرار دے دیا

مِناب پرائمری اسکول اور لامرد اسپورٹس کمپلیکس پر امریکی حملے جنگی جرائم کے زمرے میں آتے ہیں

نیویارک (سی ایم لنکس) اقوام متحدہ کی فیکٹ فائنڈنگ مشن کی رپورٹ میں امریکا کو ایران میں جنگی جرائم کا مرتکب قرار دے دیا گیا۔ خبر رساں ادارے رائٹرز کے مطابق رپورٹ میں بتایا گیا کہ ایران میں مِناب پرائمری اسکول اور لامرد اسپورٹس

بقیہ نمبر 49 صفحہ 7 پر

پاکستان کو فساد اور لانگ مارچ نہیں امن واستحکام کی ضرورت ہے

احسن اقبال

مشن پاکستان کو دنیا کی بہترین معیشت بنانا ہے، مقصد کیلئے نوجوانوں کو مرغیاں، کٹیاں، کٹیا اور انڈے دینے کی بجائے بہترین تعلیم اور ٹیکنیکل تعلیم فراہم کرنا ہوگی

نوجوان بہترین معمار بن کر اپنے لیے بھی سرمایہ افتخار اکٹھا کریں، ہم سب کے لیے باعثِ فخر بنیں اور پاکستان کی پہچان بنیں، وفاقی وزیر منصوبہ بندی

نارووال (این این آئی) وفاقی وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ احسن اقبال نے کہا ہے کہ پاکستان کو فساد اور لانگ مارچ نہیں، امن واستحکام کی ضرورت ہے۔ اپنے آبائی حلقے نارووال میں ٹیکنیکل کالج کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے احسن اقبال نے کہا کہ پاکستان کو آج فساد اور لانگ مارچ کی نہیں بلکہ اتحاد،

بقیہ نمبر 67 صفحہ 7 پر

ہر فعال ایندھن سٹیشن کو ریلیف نظام میں شامل کیا جائے، اسحاق ڈار

نائب وزیراعظم کا فیول سکیم کا جائزہ، ایس ایم ایس کے ذریعے فیول ٹوکنز کے استعمال کی منظوری دیدی

اسلام آباد (این این آئی) نائب وزیراعظم سینیٹر اسحاق ڈار نے فیول سکیم کا جائزہ لیتے ہوئے ایس ایم ایس کے ذریعے فیول ٹوکنز کے استعمال کی منظوری دیدی۔ ہفتے کو اسحاق ڈار کی زیر صدارت فیول سبسڈی سے متعلق قومی اسٹیئرنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس میں اسکیم پر عمل درآمد کا جائزہ لیا گیا۔ اعلامئے کے مطابق اجلاس کے شرکا کو دی گئی

بقیہ نمبر 69 صفحہ 7 پر

بلوچستان میں ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ آج ہوگا 9900 سے زائد امیدوار حصہ لیں گے

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان کے میڈیکل کالجز میں داخلے کیلئے ایم ڈی کیٹ ٹیسٹ آج منعقد ہوگا،، ٹیسٹ کیلئے کوئٹہ اور اسلام آباد میں مراکز بنائے گئے ہیں، موبائل فون اور الیکٹرونک آلات لانے ممنوع قرار دیا گیا، بولان یونیورسٹی آف میڈیکل کالج اینڈ ہیلتھ سائنسز کوئٹہ کے وائس چانسلر ڈاکٹر پروفیسر شبیر

بقیہ نمبر 66 صفحہ 7 پر

ایرانی حملوں سے مشرقِ وسطی میں امریکی اڈوں کو شدید نقصان

متعدد اڈوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اور اگر ہم انہیں دوبارہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں، پینٹاگون

تہران (این این آئی) ایرانی حملوں سے مشرقِ وسطی میں قائم امریکی فوجی تنصیبات کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ امریکی میڈیا کو حاصل ہونے والی تصاویر اور ویڈیوز کے مطابق مشرقِ وسطی میں امریکی فوجی اڈوں کو ایرانی حملوں سے شدید نقصان پہنچا ہے،

بقیہ نمبر 70 صفحہ 7 پر

ترکیہ کے انٹیلیجنس سربراہ ابراہیم قالن طالبان قیادت سے ملاقات کررہے ہیں

ایس ای سی پی نے 573 کیسز نمٹادیئے' 4.73 ارب سے زائد کے جرمانے عائد

اسلام آباد (این این آئی) ایس ای سی پی نے 573 کیسز نمٹاتے ہوئے 4.73 ارب سے زائد کے جرمانے عائد کردیئے۔ سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان نے ایڈجیوڈیکیشن کیسز کا 98 فیصد بیک لاک نمٹاتے ہوئے کمپنیز ایکٹ اور دیگر متعلقہ قوانین کی خلاف ورزیوں پر 573 مقدمات میں فیصلے جاری کردیے۔ ان مقدمات میں مجموعی طور پر

بقیہ نمبر 64 صفحہ 7 پر

پاک چین سفارتی تعلقات اعتماد، احترام اور باہمی تعاون کی شاندار داستان ہیں، ڈپٹی چیئرمین سینیٹ

گزشتہ ساڑھے سات عشروں کے دوران عالمی اور علاقائی حالات میں نمایاں تبدیلیاں آئیں، تاہم پاک چین تعلقات میں تسلسل اور استحکام برقرار رہا

تعلقات صرف حکومتوں اور ریاستی اداروں تک محدود نہیں بلکہ دونوں ممالک کے عوام کے درمیان محبت، اعتماد اور خیرسگالی نے اس رشتے کو مزید مضبوط بنیاد فراہم کی ہے

کوئٹہ/اسلام آباد (این این آئی) ڈپٹی چیئرمین سینیٹ سیدال خان ناصر نے کہا ہے کہ پاکستان اور چین کے سفارتی تعلقات محض 75 سالہ سفارتی سفر نہیں بلکہ باہمی اعتماد، احترام، تعاون اور آزمائش کی ہر گھڑی میں ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی شاندار

بقیہ نمبر 71 صفحہ 7 پر

سبی' نامعلوم افراد نے دھماکہ خیز مواد سے بجلی کے 132 کے وی کے دو ٹاورز کو اڑادیا

ڈیرہ مراد جمالی (این این آئی) ضلع کچھی میں سبی ڈھاڈر کے درمیان نامعلوم مسلح افراد نے دھماکہ خیز مواد سے بجلی کے 132 کے وی کے دو ٹاورز کو اڑادیا، ڈھاڈر سمیت کئی علاقے تاریکی میں ڈوب گئے

بقیہ نمبر 61 صفحہ 7 پر

جی ڈی اے اولڈ ٹاؤن بحالی منصوبہ، گوادر میں تین ترقیاتی منصوبوں کا افتتاح

تعلیمی ادارے میں اضافی کلاس رومز، امتحانی ہال اور دیگر بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں گی

گوادر (این این آئی) گوادر سے رکن صوبائی اسمبلی (ایم پی اے) مولانا ہدایت الرحمٰن اور گوادر ڈویلپمنٹ اتھارٹی (جی ڈی اے) کے ڈائریکٹر جنرل معین الرحمٰن خان نے جی ڈی اے اولڈ ٹاؤن بحالی منصوبے کے تحت مکمل کیے گئے تین ترقیاتی

بقیہ نمبر 72 صفحہ 7 پر

کوئٹہ کے نواحی علاقے ہنہ میں تیز رفتار ٹرالر کی ٹکر سے بچہ ہلاک

کوئٹہ (آن لائن) کوئٹہ کے نواحی علاقے ہنہ میں تیز رفتار ٹرالر کی ٹکر سے بچہ ہلاک ہوگیا نعش ہسپتال منتقل کردی گئی پولیس کے مطابق گزشتہ روز تھانہ ہنہ کے علاقے بائی پاس پر تیز رفتار ٹرالر کی ٹکر سے بچہ ذبیح اللہ ہلاک ہوگیا۔ نعش ہسپتال منتقل کردی گئی جس کو

بقیہ نمبر 60 صفحہ 7 پر

شزہ فاطمہ خواجہ کا وزیراعظم فیول ریلیف سکیم میں تین تبدیلیوں کا اعلان

تبدیلیوں کا مقصد مستحقین، موٹر سائیکل، رکشہ اور چنگ چی استعمال کرنے والوں کو سہولت کی فراہمی ہے

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی و ٹیلی کمیونیکیشن شزہ فاطمہ خواجہ نے وزیراعظم کی فیول ریلیف سکیم میں تین بڑی تبدیلیوں کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان تبدیلیوں کا مقصد مستحقین، بالخصوص موٹر سائیکل،

بقیہ نمبر 73 صفحہ 7 پر

پشتونخوا میپ کی اصولی سیاست اور جدوجہد کو عوامی پذیرائی حاصل ہے، داراخان جوگیزئی

قلعہ سیف اللہ (آئی این پی) پشتونخوا ملی عوامی پارٹی ضلع قلعہ سیف اللہ کے زیر اہتمام علاقہ باتوزئی میں ایک پروقار شمولیتی پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں

بقیہ نمبر 58 صفحہ 7 پر

آرچر روڈ تاریخی گردوارے کی مسماری کا نوٹس لیا جائے' سردار اویناش سنگھ

یہ صرف ایک عمارت نہیں بلکہ ہمارا مذہبی ورثہ ہے، راتوں رات تاریخی شناخت کو مٹانا تشویشناک ہے

کوئٹہ (یو این اے) کوئٹہ کے آرچر روڈ پر واقع تاریخی گوردوارے کی مسماری اور اس کی جگہ مبینہ کمرشل تعمیرات کے خلاف سکھ برادری سمیت ہندو پنچایت، مسیحی برادری، بالمیک اور دیگر اقلیتی برادریوں کے رہنماؤں نے ایک مشترکہ پریس

بقیہ نمبر 74 صفحہ 7 پر

لاہور، امیر جماعت اسلامی حافظ نعیم الرحمان منصورہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کررہے ہیں

گوادر ایئرپورٹ ہفتے میں 3 دن بندر ہے گا، نئے اوقات جاری

گوادر (آئی این پی) گوادر ایئرپورٹ کے نئے اوقات کار جاری کردیئے گئے۔ تفصیلات کے مطابق گوادر ایئرپورٹ بدھ، جمعہ اور ہفتے کو بند رہے گا، جبکہ دیگر دنوں میں مخصوص اوقات کے دوران پروازوں کا آپریشن جاری رہے گا۔ نئے اوقات کار

بقیہ نمبر 54 صفحہ 7 پر

عدلیہ میں خواتین کی بڑی تعداد' بلوچستان کی بیٹیاں ہر میدان میں آگے

ہر سال 20 سے 25 نئی خواتین وکلاء عملی میدان میں قدم رکھ کر انصاف کی فراہمی میں حصہ ڈال رہی ہیں

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان کی بیٹیاں ہر میدان میں آگے ہیں، عدالتوں میں خواتین وکلا کی بڑھتی تعداد مثبت تبدیلی کا مظہر ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق بلوچستان کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین زندگی کے مختلف شعبوں کے ساتھ شعبہ وکالت میں بھی نمایاں

بقیہ نمبر 75 صفحہ 7 پر

دہشت اور وحشت پر مبنی سوچ کا خاتمہ ناگزیر ہوچکا ہے' میر یونس بلوچ

کوئٹہ (این این آئی) سابق ڈپٹی میئر کوئٹہ میر یونس بلوچ نے کہا ہے کہ کوہاٹ کے پرانا پولیس لائن میں ہونے والا دھماکہ ایک بار پھر ان تلخ حقیقتوں کی یاد دلاتا ہے جہاں امن کے چراغ بجھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور معصوم جانیں دہشت کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں دھماکے میں قیمتی جانوں کا ضیاع افسوسناک

بقیہ نمبر 52 صفحہ 7 پر

ایگل اسکواڈ کی غنڈہ گردی اور ہتک آمیز رویہ ناقابلِ قبول ہے، مولانا عبدالرحمٰن رفیق

شہریوں کو ہراساں کرنے اور تشدد کا نشانہ بنانے والے اہلکاروں کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی جائے

کوئٹہ (یو این اے) جمعیت علما اسلام ضلع کوئٹہ کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمٰن رفیق، ضلعی جنرل سیکرٹری حاجی عین اللہ شمس، سینئر نائب امیر مولانا خورشید احمد، سیکرٹری اطلاعات عبدالغنی شہزاد اور ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات عبدالصمد ھقیار نے کہا ہے کہ کوئٹہ

بقیہ نمبر 76 صفحہ 7 پر

نواز شریف کا 16 سال بعد ناران کا دورہ، مقامی عہدیداروں سے ملاقات

موٹر وے سمیت ناران کے قدرتی حسن کو پہنچنے والے نقصان اور دیگر مسائل سے آگاہ کیا گیا

ناران (آئی این پی) صدر مسلم لیگ (ن) (نواز شریف) خیبر پختونخوا پہنچ گئے جہاں انہوں نے تقریباً 16 سال بعد ناران کا دورہ کیا۔ نواز شریف نے ناران میں مسلم لیگ (ن) کے مقامی عہدیداران سے اہم ملاقات کی، جس میں علاقے کی صورتحال

بقیہ نمبر 77 صفحہ 7 پر

عوامی حقوق، امن روزگار اور معاشی مسائل کیلئے جدوجہد جاری رہے گی، مولانا ہدایت الرحمان

صوبائی امیر جماعت اسلامی کا 20 ستمبر اسلام آباد لانگ مارچ و دھرنے میں بھرپور شرکت کا اعلان، بلوچستان بھر سے قافلے روانہ ہوں گے

بلوچستان کے مختلف اضلاع سے قافلے سکھر، کراچی اور کوئٹہ کے راستے اسلام آباد پہنچیں گے، شرکا کیلئے انتظامی کمیٹی قائم کردی گئی ہے

کوئٹہ (آئی این پی) امیر جماعت اسلامی بلوچستان ایم پی اے مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ نے کہا ہے کہ عوامی مسائل کو اجاگر کرنے اور ان کے حل کے لیے جماعت اسلامی مسلسل جمہوری مزاحمت، دھرنوں اور احتجاج کے ذریعے عوام کی آواز بن رہی ہے۔ 20 ستمبر کو اسلام آباد میں ہونے والے لانگ مارچ اور دھرنے میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد، میڈیا، سماجی کارکنان، سول سوسائٹی اور سیاسی جماعتوں کو بھرپور شرکت کرنی چاہیے۔ بھتہ خوری، بدعنوانی اور مہنگائی سے 25 کروڑ عوام، بالخصوص بلوچستان کے عوام، شدید متاثر

بقیہ نمبر 78 صفحہ 7 پر

کل کی ریلی کرپٹ ترین حکومت کے خلاف علم بغاوت ہوگی، فاروق ستار

سندھ میں چھ انتظامی یونٹس بننے جارہے ہیں اور ان کا اختیار سندھ کے بیٹوں اور بیٹیوں کو دیا جائے گا

کراچی (آئی این پی) متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم) پاکستان کے رہنما فاروق ستار نے کہا ہے کہ کل کی ریلی کرپٹ ترین حکومت کے خلاف علم بغاوت ہوگی۔ شہر قائد میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے فاروق ستار کا کہنا تھا کہ سندھ میں اختیارات نچلی سطح

بقیہ نمبر 79 صفحہ 7 پر

روس یورپی ہمسایوں سے تعلقات بحال کرنے کے لیے تیار ہے، صدر پوتن

روس کے نئے سرکاری اسلحہ پروگرام میں فضائی دفاع کو ترجیحی شعبے کی حیثیت دی گئی ہے

ماسکو (آئی این پی) روس کے صدر ولادیمیر پوتن نے کہا ہے کہ ماسکو اپنے یورپی ہمسایہ ممالک کے ساتھ تعاون اور تعلقات کی بحالی کے لیے تیار ہے۔ صدر ولادیمیر پوتن نے یہ بات روس کے فوجی صنعتی کمیشن کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے

بقیہ نمبر 80 صفحہ 7 پر

چیف ایڈیٹر: گلریز خان
ایگزیکٹو ایڈیٹر: شاغاسی
پرنٹر پبلشر شاغاسی نے روزنامہ باخبر آریانہ پرنٹرز نمبر چیمبر شارع عدالت کوئٹہ سے چھپوا کر زینب چیمبر شارع عدالت سے شائع کیا
فون نمبر: 2825169
فیکس نمبر: 2840564
فیکس نمبر: 2826720
موڈیم نمبر: 2826705